وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

www.KitaboSunnat.com

نظمِ جماعت کے آداب

میاں محمد جمیل ایم اے

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

نظمِ جماعت کے آداب

میاں محمد جمیل ایم-اے
فاضل اُردو، فاضل فارسی

www.KitaboSunnat.com

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

مصنف :---------- میاں محمد جمیل

ناشر :---------- مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ۱۰۶ راوی روڈ لاہور

مطبع :---------- اُحد پرنٹنگ پریس ۵۰ لوئر مال۔ لاہور

تعداد ---------- گیارہ سو

قیمت : _____

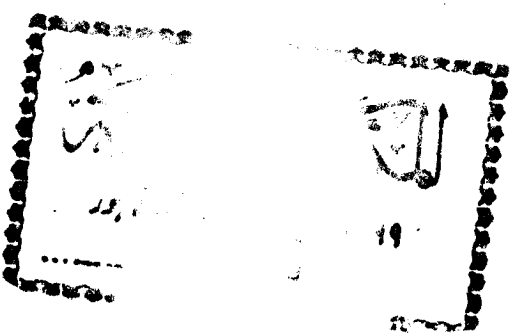

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نشانِ راہ اور حرفِ تمنّا	۱۴
جماعت کا مقصد	۱۶
اخلاقی وسماجی انقلاب	۱۸
جماعت کا طریقہ دعوت	۲۰
جماعتی زندگی کی اہمیت	۲۴
کلمہ توحید اور فکری وحدت	۲۶
عبادات میں مرکزیت	۲۸
جب رُستم چلّا اٹھا	۳۳
روزہ دلوں کو قریب کرتا ہے	۳۶
حج اور عالمگیر اخوت	۳۹
اتحاد امت کے لیے اجتماعات کو فرض قرار دیا	۳۸
رکن سازی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں	۴۰
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خالص تنظیمی احکامات	۴۳
مضبوط مرکز	۴۶
ارکین کا باہم رابطہ	۴۹
رابطے کے ہمہ گیر ثمرات	۵۲
رابطے کے آداب	۵۳
مصافحہ کس وقت، شیخ الاسلام کا فتویٰ	۵۵
انتخاب امیر کا طریقہ مقرر نہیں	۵۷
صحابہ کرامؓ کے انتخابی بورڈ کا فیصلہ	۶۱
انتخاب امیر کے چار طریقے	۶۳
معزولی امیر کی شرعی دلیل	۶۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مُوقّتِ امیر	۶۸
بحث انتخاب امیر کا خلاصہ	۶۳
قیادت کے اثرات	۶۸
امیر کے ذاتی اوصاف	۷۲
صحت و تندرستی	۷۲
علم و بصیرت	۷۵
تقویٰ	۷۹
اخلاص	۸۱
قوتِ فیصلہ	۸۷
امیر کا رابطہ عوام	۸۹
استحقاقِ امیر	۹۲
ادب و احترام	۹۲
سمع و اطاعت	۹۷
امیر کی خیر خواہی	۱۰۱
حفاظتِ امیر "سیکورٹی"	۱۰۳
کارکن کی اہمیت	۱۰۶
باشعور کارکن	۱۰۹
ایثار و قربانی	۱۱۲
احساس ذمہ داری	۱۱۵
اجتماعی کمزوریاں	۱۱۷
بیت المال کی اہمیت	۱۱۷
بیت المال کا فقدان	۱۲۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جہاد فی سبیل اللہ سے کوتاہی	۱۲۴
احسان فراموشی کی انتہا	۱۲۶
خوش فہمی کی بہاروں سے باہر آیئے	۱۲۸
کیا جذباتی لوگوں پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟	۱۳۰
اعزاز و احتساب میں کمزوری	۱۳۳
جماعتی کام سستی کی سزا	۱۳۵
فعال اور متحرک رائے عامہ ہی اس کا علاج	۱۳۸
اظہار رائے کے آداب	۱۴۰
آئینہ دکھایئے مگر قریب سے	۱۴۱
جذبات کی بجائے خیالات	۱۴۱
اجلاس کی اہمیت اور اس کے اخلاقی تقاضے	۱۴۲
قدیم ترین سماجی کمزوری	۱۴۴
اخلاقی بددیانتی	۱۴۶
اظہار خیال مگر ''مختصر آپؐ کا ارشاد''	۱۴۶
بات توجہ سے سنیے	۱۴۷
اجازت لے کر جایئے	۱۴۸
مشاورت کی غرض و غایت	۱۴۹
مشاورت کی حدود	۱۵۰
عہد رسالت میں مجلس شوریٰ کے اجلاس اور ان کا ایجنڈا	۱۵۲
فیصلہ کا طریقہ کار اور فاذا عزمت کا مفہوم	۱۶۳
کیا امیر مختار کل ہے؟	۱۶۳
اشارات خواب کے باوجود اجتماعی فیصلے کا احترام	۱۶۷
بے پناہ نقصان کے باوجود مشاورت کا حکم	۱۶۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جمہوریت دشمنی میں شورائیت اسلام سے فرار ۱۶۹

تعصب کی عینک اتار کر پڑھیئے ۱۶۹

اختلافات امت اور پنڈت نہرو کمیشن کی رپورٹ ۱۷۲

اختلافات کی بھرمار اور اس کے نقصانات ۱۷۳

اختلافات کیوں رونما ہوتے ہیں؟ ۱۷۴

غلط فہمی کے بعد بدگمانی ۱۷۴

کردار کشی کی ابتدا ۱۷۷

انا ولا غیری ۱۷۸

بھیڑیے سے زیادہ خوفناک شخص ۱۸۰

فکری تشدد اور انداز خوارج ۱۸۱

اختلافات کم کرنے کا طریقہ ۱۸۶

اختلافات مٹانے کا شرعی حل ۱۸۷

آخری اصول جس کے بغیر امت متحد نہیں رہ سکتی ۱۸۸

اہل حق کے ساتھ رہیے اور دعا کیجئے ۱۸۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت ان عظیم مقاصد کے حصول کے لیے بنائی جاتی ہے جنہیں انفرادی کوشش سے حاصل کرنا یا تو سرے سے ممکن نہیں ہوتا یا پھر بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اجتماع، اجتماعیت اور اجتماعی کوشش میں فرد اور انفرادیت سے یقیناً کہیں زیادہ اثر اور برکت ہوتی ہے، جس کا اظہار نبی اکرمؐ کے اس فرمان میں موجود ہے کہ **ید اللہ علی الجماعۃ** جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

تاہم اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جماعت سازی کا مقصد جائز اور ارفع ہو۔ ایک اچھے مقصد کے لیے تشکیل دی ہوئی اچھی جماعت اجتماعیت کی برکت اور اللہ کی تائید سے اولاً تو کامیابی کی منزل مراد تک پہنچتی ہے اور اگر بظاہر ایسا نہ ہو سکے تو بھی اس کے کارکن اور اس کے مقاصد کے لیے اخلاص کے ساتھ تن من، دھن کی قربانی دینے والے اخروی سرفرازی سے انشاء اللہ یقیناً ہمکنار ہوتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ "اچھی جماعت" کیا ہوتی ہے اور کیسے بنتی ہے؟ جماعت کے کن مقاصد کو "اچھا" قرار دیا جا سکتا ہے؟ اور جماعتی مقاصد کے حصول کا طریق کار اور آداب و شرائط کیا ہیں؟

زیر نظر کتاب میں مصنف نے انہی اہم اور بنیادی سوالات کا جواب تلاش کرنے کی کامیاب اور قابل تحسین کوشش کی ہے۔ ایک اچھی اور کامیاب جماعت کے لئے بنیادی شرط تو یہی سمجھی جاتی ہے کہ اس کا نظم اچھا ہو لیکن نظم و تنظیم ہے کیا، اور اسے کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے؟ اس کے لیے مفصل رہنمائی کی ضرورت تھی جسے یہ کتاب اللہ کے فضل و کرم سے پورا کرتی ہے۔ اور بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ جماعت سازی اور نظم و آداب جماعت کے متعلق ساری باتیں قرآن و حدیث اور تاریخ و سیرت نبویؐ سے مضبوط

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دلائل و شواہد سے مزین ہیں، جو یقیناً انشاء اللہ قارئین کے اطمینان اور دلجمعی کا سبب بنیں گے۔

میں بڑی مسرت اور گہرے اعتماد کے ساتھ مرکزی جمعیت اہلحدیث اور اس کی ذیلی تنظیموں کے تمام اراکین کے علاوہ جماعت سازی اور تنظیم میں دلچسپی رکھنے والے سب افراد سے اس کتاب کے مطالعہ کی سفارش کرتا ہوں۔

(پروفیسر) ساجد میر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نظم کے معنی کسی چیز کو ایک لڑی میں پرونا' عرب کہتے ہیں نظم اللولوء۔ موتی پرویا اور آراستہ کیا۔ نظم الشئی الی الشئی۔ کسی چیز کو چیز سے جوڑنا۔ لہٰذا نظم کے معنی جوڑنا' آراستہ کرنا اور دلکش بنانا۔ آپ نے حیوانوں میں سے بھیڑوں' بکریوں' اور عام مکھیوں کو دیکھا ہو گا کہ یہ کس طرح بے ہنگم' بکھرے ہوئے' منتشر اور' پراگندہ ہوئے ہیں۔ ان میں کوئی ترتیب' تنظیم اور سلیقہ نہیں۔ لیکن اس کے برعکس آپ نے کبھی فوجی پریڈ دیکھی ہو گی کس قدر آراستہ و پیراستہ ہیں شہد کے چھتے پر نظر پڑی ہو گی کہ وہ کس طرح ایک نظم کے تحت چل کر دلکش منظر پیش کر رہی ہوتیں ہیں۔ حالت باجماعت نماز کا نظارہ کیا ہو گا کہ کتنی شائستگی اور عمدگی سے مسلمان ایک ضبط کے تحت فریضہ سرانجام دے رہے ہوتے ہیں۔ فوجی پریڈ' شہد کا چھتہ اور باجماعت نماز کا منظر دیکھ کر کس قدر روح خوش اور دل راضی ہوتا ہے اور بار بار دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔

ایسے ہی جس جماعت میں نظم ہو اس کا وجود پرکشش ہوتا ہے۔ لوگ اس کی طرف کھچے چلے آتے ہیں لیکن جو جماعت اس سے محروم ہو اس کی طرف کبھی افراد کے دل مائل نہیں ہوتے۔ اسی لئے اس جماعت کا وجود بھی اپنے میں کوئی کشش نہیں رکھتا۔

اور یہ بدیہی حقیقت ہے کہ نظم فطری لحاظ سے بڑی طاقت رکھتا ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ طاقت 'فرد کی نسبت افراد' ذات کی بجائے جماعت میں زیادہ ہوتی ہے۔ چند افراد مل کر زور لگائیں تو درخت کو جڑ سے اکھاڑ دیتے ہیں۔ جب کہ یہ انفرادی لحاظ سے ممکن نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

و اعتصمو ابحبل اللہ جمیعا ولاتفرقو ا

کہ اللہ کی رسی کو پکڑو اکٹھے ہو کر اور الگ الگ نہ ہو جاؤ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مل جانے سے جہاں طاقت میں اضافہ ہو گا' وہاں کام مشکل بھی ہلکا ہو جائے گا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے !لاتنازعو افتفشلو ا وتذھب ریحکم

جھگڑا نہ کرو کیونکہ جھگڑا کرنے سے کمزوری لاحق ہو جائے گی' اور رعب بھی جاتا رہے گا۔ یہ سب ہدایات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ مسلمانوں کو باہم الفت و محبت' اخوت و یگانگت' متحد و متفق ہونے کے ساتھ ایک جماعت بن کر رہنا چاہیے۔کیونکہ:

ید اللہ علی الجماعۃ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

جماعت کی اصل روح اطاعت امیر میں ہے۔نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے:

من اطا ع امیر ی فقد اطاعنی ومن عصا امیر ی فقد عصانی

جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے امیر کی خلاف ورزی کی اس نے حقیقتاً میری نافرمانی کی۔

اور یہ بات بھی جان لیجئے کہ جس طرح نبیؐ کی اطاعت سے ایک ملت بنتی ہے۔ اسی طرح امیر کی اطاعت سے ایک جماعت وجود میں آتی ہے۔جس جماعت میں اطاعت امیر نہیں وہ اصلاً جماعت کہلانے کی حقدار نہیں۔ لہٰذا اتفاق و اتحاد' باہمی رابطہ' پابندی وقت اور اطاعت امیر۔ یہ ارکان اربعۃ جماعت کی جان ہیں۔ لیکن امیر بھی امرھم شو ر یٰ بینھم کا پابند ہے اس لیے کہ جب مشورہ سے کام ہو گا تو ارکان خوش دلی سے تعاون کریں گے اور امیر بھی فیصلہ کرنے میں غلطی سے محفوظ رہے گا۔حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ حکم دیا ہے: اذا عزمت فتوکل علی اللہ میں عزم سے کیا مراد ہے؟ فرمایا مشا و ر ۃ اھل الر ا ی ثم اتباعھم کہ عزم کا مطلب ہے ارباب علم و فضل اور اصحاب الرائے سے مشورہ کرنا اور اس کے بعد اس کی اتباع کرنا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور یہ حقیقت ہے کہ جس نے مشورہ سے کام کیا وہ ندامت نہیں اٹھائے گا۔
اسی طرح کے بہت سے اہم مضامین اس کتاب کا موضوع سخن ہیں جسے میں نے بالاستیعاب پڑھا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اسے ہر اہلحدیث کو پڑھنا چاہیے بالخصوص نوجوان علماء کرام کے لیے تو لازم ہے کہ اسے اپنے مطالعہ میں ضرور لائیں تاکہ ذہنی تربیت ہونے کے ساتھ جماعتی زندگی کی اہمیت اور تنظیمی معاملات سمجھنے میں شعور پیدا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میاں محمد جمیل نے یہ کتاب لکھ کر دینی کارکنوں کی راہنمائی اور تنظیمی دنیا کا ایک خلا پر کیا ہے۔

(مولانا) عبداللہ (صاحب)۔ گوجرانوالہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الحمدللہ و الصلاۃ و السلام علی رسول اللہ امابعد!

حضرت انسان نے طبعی اور فطری اعتبار سے ایسا مدنی الطبع ہوا ہے کہ جنت میں بھی یہ اکیلا نہ رہ سکا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بنایا تو ان کی اداسی کے ازالہ کے لیے حضرت حوا علیہ السلام کو پیدا کر کے ان کا مونس بنا دیا۔ بلکہ انسان کو انسان کہا ہی اس لیے گیا ہے کہ یہ باہم انس و محبت اور میل جول کے بغیر رہ ہی نہیں سکتا اور نہ ہی اکیلا یہ اپنی ضروریات زندگی کو پورا کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام --- جو ایک نظام فطرت ہے --- میں تفرد و تجرد کا قطعاً کوئی تصور نہیں۔ حتیٰ کہ عبادات نماز' روزہ' حج' زکوۃ میں بھی یہی روح کارفرما نظر آتی ہے وہ اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ آپس میں اخوت و یگانگت اور محبت و مودت کا درس دیتا ہے۔ مشہور ہندو شاعر جگن ناتھ آزاد نے اسی حقیقت کا اعتراف یوں کیا ہے ؎

اسلام تو مہر و محبت کا بیاں ہے
اخلاص کی روداد مروت کا بیان ہے
ہر شعبہ ہستی میں صداقت کا بیان ہے
اک زندہ و پائندہ حقیقت کا بیان ہے

ذرا غور کیجئے کہ اسلام میں نجات کا تصور جہاں ایمان کامل کو قرار دیا گیا ہے وہاں دوٹوک الفاظ میں خبردار کیا گیا ہے کہ "ولاتومنوا حتی تحابوا" کہ تم اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ آپس میں محبت کا تقاضا ہی تو ہے جو مسلمانوں کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ وہ سلک مروارید کی طرح متحد ہو کر ایک نظم میں منظم زندگی بسر کریں اور تفرد و تجرد سے بہر نوع اجتناب کریں۔ حتیٰ کہ حکم فرمایا کہ سفر کے دوران دو چار افراد کا قافلہ بھی اپنا ایک امیر مقرر کرے اور شتر بے مہار نہ بنے۔ مسلمان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب اسی اخوت و محبت پر قائم رہ کر ایک تنظیم سے وابستہ رہے تو یہ ہر سو کامیاب و کامران رہے مگر جب باہم تفریق و انتشار کا شکار ہو کر ٹکڑیوں میں تقسیم ہوئے تو ذلت و پستی ان کا مقدر بن گئی۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ

آبرو باقی تیری ملت کی جمعیت سے تھی
جب سے جمعیت گئی دنیا میں رسوا تو ہوا

جماعتی زندگی کے بارے میں اسلام کا مزاج کیا ہے؟ اور اس سلسلے میں اس کی ہدایات کیا ہیں۔ جماعتی زندگی کی ضرورت و اہمیت' اس کا بنیادی ہدف اور طریق کار کیا ہے۔ اس کے آداب و تقاضے کیا ہیں؟ ان سب امور کو ایک سلیقے سے ہمارے فاضل دوست جناب مولانا میاں محمد جمیل صاحب ڈپٹی سیکرٹری مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے اس رسالے میں جمع کر دیا ہے۔ جو اس سلسلے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ میری تمام مسلمان بھائیوں سے بالعموم اور اہلحدیث حضرات سے بالخصوص استدعا ہے وہ اسے پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ جماعتی زندگی کے بارے میں اسلام کی ان واضح ہدایات کے بعد ہمیں کیا کرنا ہے؟ ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب او القی السمع وهو شهید

(مولانا) ارشاد الحق اثری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نشان راہ اور حرف تمنا

دین فطرت نے ملت اسلامیہ کی اجتماعی زندگی کو قائم اور مستحکم کرنے کے لیے فکری، نظری اور شعوری بیداری کا عمدہ ضابطہ ہی نہیں دیا بلکہ اس کے لیے مضبوط ضابطے اور ٹھوس عملی اقدامات کیے ہیں۔ تاکہ دنیا میں مسلمان جسد واحد اور بنیانِ مرصوص کی شکل اختیار کر سکیں۔ اسی بنا پر قرآن و سنت میں ایسے واضح احکامات پائے جاتے ہیں جس سے یہ حقیقت روز تاباں کی طرح دکھائی دیتی ہے کہ مسلمان اخلاقی، سماجی، سیاسی، معاشی حتیٰ کہ رشتوں، ناطوں میں اغیار کی بجائے اپنوں کو ترجیح دیں۔ اس کے لیے پہلے پہل اخلاقی قدروں کو استوار کرنے اور باہمی محبتوں کو بروئے کار لانے کے لیے ارشادات فرمائے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اخوۃ --- المومنون بعضھم اولیاء بعض آخر میں دو ٹوک انداز میں حکم ہوا۔ یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیآء۔

کیونکہ جب تک امت مسلمہ میں یہ طرز حیات پیدا نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک خلافت راشدہ کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ عرف عام میں اسلامی انقلاب اجتماعی زندگی بغیر مشکل ہی نہیں ناممکن اور محال ہے۔ اس لیے ایسی باتوں پر زور نہیں دوں گا جو ہر مسلمان پر فرض عین کی حیثیت رکھتی ہیں۔ دینی کارکن اور قیادت کا اسلام کے بنیادی عقائد اور ارکان پر عمل پیرا ہونا اور کم از کم کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنا اس کے ایمان اور اسلام کا اولین تقاضا ہے اس کے بغیر کوئی شخص نہ تو دیندار ہو سکتا ہے اور نہ ہی دینی جماعت کا رکن اور قائد۔

اس یادداشت میں صرف ان اوصاف حمیدہ اور اعمال صالحہ کا ذکر کرنا چاہوں گا جو جماعتی زندگی کے لیے روح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن سے صرف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نظر ہونے سے جماعت اور اسلامی حکومت کا وجود ہی محال ہے۔ پھر میں نے ان سطور میں مسلمانوں کو بالعموم اور اہلحدیث کو بالخصوص تنظیم کے حوالے سے مخاطب کیا ہے۔

اہلحدیث کا کلاہ افتخار یہ ہے کہ ان کو قرآن و سنت کے حوالے کے بغیر صرف عقلی اور فکری زور سے منوانا مشکل ہوتا ہے اور پھر میرے لیے یہ مشکل تھی کہ تنظیم کے حوالے سے اس سے پہلے اہلحدیث میں ہی نہیں بلکہ کسی بھی دینی جماعت کے علمی گوشے میں کوئی کتاب میرے لیے رہنما نہ تھی۔

جو کارکن بھی اپنی جماعت کو منظم اور مستحکم اور ٹھوس خطوط پر استوار کرنا چاہتا ہو اس کے لیے یہ کتاب نشانِ منزل نہ سہی نشان راہ کا کام تو ضرور دیتی رہے گی۔ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میں نے بہت بلند پایہ کام سرانجام دیا ہے تاہم یہ کہتے ہوئے مجھے کوئی تامل نہیں کہ تنظیمی دنیا میں جو بھی کام کرنے کا ارادہ کرے گا تو اس کتاب کو نشانِ راہ یا سنگ میل کی سعادت نصیب ہوگی۔

میرے لیے بس یہی اعزاز ہی کافی ہے کہ اس کتاب پر عالم اسلام کے عظیم مصنف مولانا ارشاد الحق اثری صاحب اور مفکر اسلام شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب اور عظیم دانشور جدید و قدیم علم کے حسن امتزاج کے حامل جناب امیر محترم پروفیسر ساجد میر صاحب نے اس پر خوبصورت الفاظ کا اظہار فرمایا ہے۔ میں اپنی اس کاوش کو ہر دینی جماعت کے رکن بالخصوص اہلحدیث مکتبہ فکر کے شاہینوں کے نام انتساب کرتا ہوں جو جماعت کو منظم اور مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد جمیل ایم۔اے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقصدِ جماعت

جماعت اور اتحاد بذات خود کوئی مقصد نہیں کیونکہ دنیا میں بے شمار اتحاد اور مضبوط سے مضبوط تر جماعتیں موجود ہیں اور پھر انہیں صدیوں تک اقتدار اور اختیار کی مسند بھی حاصل رہی مگر ان کے صفحہ کردار میں ظلم و تعدی، برائی اور بے حیائی، گناہ اور جرائم کے علاوہ دوسری کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ جیسا کہ بنی اسرائیل سالہا سال برسراقتدار اور صاحب اختیار رہے لیکن لعنت و پھٹکار کے علاوہ ان کے حصہ عمل میں کوئی سرمایہ موجود نہیں۔ اسی لیے قرآن پاک نے اتحاد اور اتفاق کو بامقصد بنانے کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کی ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ○ (۱)

"سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو"۔

اس بناء پر جماعت مسلمین یعنی امت محمدیہ کی غرض و غایت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (۲)۔

"اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہی ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان عمل میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔

لیکن یہ فریضہ جو مقاصد زندگی کا حاصل ہے امت کا ہر فرد کماحقہ، ادا نہیں

---

(۱) پ ۴ آل عمران ۱۰۳

(۲) پ ۴ آل عمران ۱۱۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر سکتا اس لیے یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ امت میں بھی ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو اس مقصد کے حصول کے لیے کوششِ پیہم میں مصروف ہو جائے کیونکہ یہ مقصد صرف زبانی یا تحریری تبلیغ سے پورا ہونے والا نہیں۔

مَنْ رَأٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ۔ (۱)

اس کے لیے نبیؐ نے فرمایا ہے کہ جو تم میں سے برائی دیکھے طاقت ہے تو ہاتھ کے ساتھ، نہیں تو زبان سے روکے اور اگر کچھ بھی نہیں کر سکتا تو دل کے ساتھ برا جانے۔ ہاتھ کے ساتھ روکنے کے لیے اجتماعی ماحول اور طاقت کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے یہ مطالبہ کیا گیا ہے:

وَلْتَکُنْ مِنْکُمْ اُمَّۃٌ یَدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ "تم میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں"۔ یہی وہ جماعت کا مشن تھا جس کی وضاحت کرتے ہوئے ایران کی سرزمین پر جب مسلمانوں کے قدم پہنچے تو رستم نے اپنی جان بچانے کے لیے مسلمانوں کے کمانڈر کے پاس اپنا نمائندہ بھیجا اور کہا کہ تم کس غرض کے لیے ہماری سرزمین پر وارد ہوئے ہو۔ اگر تمہیں مال و متاع چاہئے تو میں سپاہی سے لے کر تمہارے جرنیل تک سب کو تمہاری حسب منشا مال دے کر راضی کر سکتا ہوں لیکن مسلمانوں کے نمائندے، حضرت ربیعؓ جس شانِ بے نیازی سے اس کے پاس پہنچے اور مذاکرات میں جو اپنا مدعا بیان کیا وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ جناب ربیعؓ نہایت ہی سادہ لباس میں ملبوس تلوار کے اوپر نیام کی بجائے چیتھڑے لپیٹے ہوئے ایرانی قالینوں کے اوپر نوکدار تلوار کے ساتھ گزرتے ہوئے رستم کے برابر جا کر بیٹھ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الایمان جلد اول۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں ۔ ایرانیوں کے لیے حیران و ششدر کر دینے والا یہ پہلا موقع تھا کہ کسی عام آدمی کو اپنے سردار کے برابر بیٹھا ہوا دیکھیں ۔ وہ دانت پیس کر رہ گئے ۔ تب حضرت ربیعؓ نے رستم کے ایک سوال کے جواب میں اپنی آمد اور جماعت کا مقصد بیان کیا ۔

اِنَّا قَدْ اُرْسِلْنَا لِنُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ ظُلُمٰتِ الْجِهَالَةِ اِلٰى نُوْرِ الْاِيْمَانِ وَمِنْ جَوْرِ الْمُلُوْكِ اِلٰى عَدْلِ الْاِسْلَامِ ○ (۱)

"ہمیں اس لیے بھیجا گیا ہے کہ لوگوں کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لا کھڑا کریں ۔ پھر ہمارے آنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ عوام کو بادشاہوں کے جور و ستم سے نکال کر اسلام کے عادلانہ نظام میں زندگی بسر کرنے کا موقع فراہم کیا جائے ۔

ظلم و زیادتی ' برائی اور بے حیائی کو مٹانے اور معروف کی اشاعت ۔ پھر حدود اللہ کے نفاذ کے ساتھ لوگوں کی بھلائی یعنی رفاہ عامہ کے لیے بھی جماعت کے مختلف شعبوں کو کام کرنا چاہئے ۔ ایسی جماعت ہی زیادہ دیر تک عوام میں اپنا وجود برقرار رکھ سکتی ہے کیونکہ پہلی وحی کے موقع پر نبی اکرمؐ نے اپنی رفیقہ حیات خدیجۃ الکبریٰؓ کے سامنے جب اپنی صحت کے بارے میں فرمایا کہ خدیجہؓ مجھے ڈر لگتا ہے کہیں مجھ کو کوئی نقصان لاحق نہ ہو جائے تو ام المومنینؓ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے عرض کیا کہ میرے سرتاجؐ خطرے کی کوئی بات نہیں ۔ کیونکہ آپؐ میں ایسے اطوار پسندیدہ ' خدمات عالیہ اور اوصاف حمیدہ موجود ہیں کہ ایسی خدمات سرانجام دینے والے کو رب کریم حقیقی نقصان سے بچائے رکھتے ہیں ۔

www.KitaboSunnat.com

(۱) البدایہ والنہایہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ فَدَخَلَ عَلٰی خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰی ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰی نَفْسِیْ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِیْ الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ (۱)

"اس پروردگار کے نام سے پڑھیں جس نے سب چیزیں بنائیں۔ آدمی کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔ پڑھئے اور تیرا پروردگار بڑی عزت والا ہے۔ یہ آیات (حضرت جبریل علیہ السلام سے) آپؐ سن کر گھر لوٹے آپؐ کا دل ڈر کے مارے کانپ رہا تھا۔ حضرت خدیجہؓ سے فرمانے لگے مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ انہوں نے آپؐ کو کپڑا اوڑھا دیا۔ جب آپؐ کا خوف جاتا رہا تو آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے پورا واقعہ بیان فرمایا۔ کہ مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے کہیں میری جان ضائع نہ ہو جائے۔ حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا میرے آقا ہرگز نہیں خدا کی قسم اللہ آپؐ کو رسوا نہیں ہونے دے گا کیونکہ آپؐ لوگوں کو آپس میں ملانے والے اور کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ لوگوں کی مالی خدمت اور مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور ہمیشہ سنگین حالات میں بھی حق کے طرفدار ہیں۔ اس بات کی قرآن حکیم نے اس طرح تائید فرمائی ہے۔

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِی الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ○ (۲)

---

(۱) رواہ البخاری ج ۱، باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول اللہ

(۲) پ ۱۳، الرعد ۱۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"جو جھاگ ہے وہ اڑ جایا کرتی ہے اور جو چیز انسانوں کے لیے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے۔ اس طرح اللہ مثالوں سے اپنی بات سمجھاتا ہے۔

جماعت کا طریقہ دعوت

ابھی عرض کیا گیا ہے کہ جماعت کا وجود لازم ہے بشرطیکہ وہ مذکورہ بالا مقاصد کو سامنے رکھ کر اس طریقہ کار کو اپنا دستور العمل بنائے۔ بے شک ہر اچھے کام کو نیکی اور معروف کہا جاتا ہے مگر نیکی کو پھیلانے کے لیے بھی صحیح طریقہ کار کی ضرورت ہے۔ اس کی سادہ مثال ہمارے معاشرے میں یوں پائی جاتی ہے کہ اگر آپ ایک آنکھ سے معذور شخص کو کانا کہہ کر اس کے اس عارضے کے بارے میں پوچھیں گے تو وہ آپ کے انداز گفتگو سے خفت اور دکھ محسوس کرے گا۔ اسی طرح ایک دوسری مثال پیش کی جا سکتی ہے کہ اگر آپ اپنے ساتھ کھڑے ہونے والے شخص سے کہیں کہ وہ تمہاری والدہ کا خاوند آ رہا ہے تو جس سے آپ نے ایسا کہا ہے ممکن ہے وہ آپ کے منہ پر تھپڑ رسید کر دے۔ لیکن اگر اسی کلام کو آپ بہترین الفاظ کا جامہ پہنائیں اور اس طرح سے اس کو توجہ دلائیں کہ وہ آپ کے والد محترم تشریف لا رہے ہیں تو آپ کا ساتھی نہ صرف آپ کے قریب ہو گا بلکہ وہ آپ کو دانش مند اور مہذب شخصیت قرار دے گا۔ حالانکہ مفہوم کے اعتبار سے پہلے طریقہ سے کی گئی بات کا مدعا بھی وہی ہے جسے آپ نے مہذب انداز سے بیان کیا ہے۔ قرآن پاک نے اس انداز گفتگو کو پسند فرمایا ہے۔ انبیائے کرام کا انداز گفتگو بھی یہی تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام سے فرعون نے یہ سوال کیا: کیا ہم سے پہلے مرنے والے ہمارے آباؤ اجداد مشرک اور کافر تھے؟ انبیائے کرام علیہم السلام سب سے زیادہ شائستہ گفتگو کرنے والے ہوتے ہیں کیونکہ انہیں صرف دعوت ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیش کرنا نہیں ہوتی بلکہ دعوت کو حکمت و دانائی اور خوبصورت الفاظ میں پیش کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے فرعونی عوام کو بھڑکانے کی سازش ناکام کر دی تھی اور ایسا جواب دیا جو بیک وقت حقیقت اور دانائی سے بھرپور تھا۔

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَى ○ (۱)

فرعون بولا "اور پہلے جو نسلیں گزر چکی ہیں ان کی پھر کیا حالت تھی؟ موسیٰ نے کہا اس کا علم میرے رب کے پاس ایک نوشتے میں محفوظ ہے۔ میرا رب چوکتا ہے نہ بھولتا ہے"۔

اسی لیے نبی اکرمؐ نے اپنی حیات مبارکہ میں جن مبلغوں کو دعوت دین کے لیے بھیجا ان کو سختی کے ساتھ تلقین فرمائی کہ لوگوں کو متنفر نہ کرنا' اپنے آپ سے اور دین حق سے دور نہ کرنا بلکہ انہیں پیار' محبت' دانائی اور حکمت کے طریقے سے دعوت دینا' یہی قرآن پاک کے ارشادات ہیں۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ○ (۲)

(اے نبیؐ) "اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔ تیرا رب ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ ہدایت

---

(۱) پ ۱۶' طٰہٰ ۵۱ - ۵۲

(۲) پ ۱۴' النحل ۱۲۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یافتہ لوگوں کو زیادہ جانتا ہے"۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ○ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ ○ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (۱)

"اور اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں (اور اے نبیؐ) نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ تم بدی کو اس نیکی سے رد کرو جو بہترین ہو۔ (تم دیکھو گے کہ) تمہارے ساتھ جس کو عداوت ہے وہ جگری دوست بن جائے گا یہ صفت نصیب نہیں ہوتی مگر ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں اور یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مگر ان لوگوں کو جو بڑے نصیبے والے ہیں اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو، وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے"۔

دوسرا اصول

دین فلسفے یا کسی تھیوری کا نام نہیں کہ دین کا دعویٰ کرنے والا خود تو عمل نہ کرے مگر لوگوں میں ہر دم دین کا پرچار کرتا پھرے۔ دین تو اس بات کا سب سے پہلے مطالبہ کرتا ہے کہ مبلغ کے لیے ضروری ہے کہ وہ جو بات لوگوں کو کہہ رہا ہے اسے چاہئے کہ اپنے نبیؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حتی المقدور عملی

---

(۱) پ ۲۴، حم السجدہ، ۳۳ - ۳۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نمونہ پیش کرے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (۱)

"درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ بہترین نمونہ ہیں' ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے"۔

دین کی دعوت دینے والا اگر جان بوجھ کر اس پر عمل نہیں کرتا تو قرآن مجید نے ایسی دعوت دینے والے کو نیک کی بجائے مجرم گردانا ہے۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (۲)

کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو حالانکہ کتاب کو پڑھتے ہو تو پھر عقل کیوں نہیں کرتے؟

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ (۳)

"اے لوگو' جو ایمان لائے ہو تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو' اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے' تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں"۔

نبی اکرمؐ فرماتے ہیں مجھے معراج کی رات جب جہنم کا معائنہ کروایا گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں جہنم میں ایسے لوگ جل رہے ہیں جو دنیا میں عالم'

---

(۱) پ ۲۱' احزاب ۲۱

(۲) پ ۱' البقرہ

(۳) پ ۲۸' الصّف ۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مبلغ اور دین کی دعوت دینے والے تھے۔ میں نے جبریل امین علیہ السلام سے ان کے بارہ میں پوچھا تو جواب ملا جناب ؐ یہ علمائے دین ہیں، لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے مگر خود میاں فضیحت، بے عمل بلکہ بعض بدعمل بھی تھے۔(۱)

اور پھر دنیا میں بے عمل دعوت کا یہ نقصان ہوتا ہے کہ ان کی تبلیغ غیر موثر ہی نہیں ہو جاتی بلکہ لوگ ایسے علماء اور دینی ورکروں کی حالت دیکھ کر ان کی ذات اور جماعت اور بعض دفعہ تو دین ہی سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ۔

جماعتی زندگی کی اہمیت

اس نیلگوں آسمان کے نیچے اور وسیع و عریض دھرتی کے اوپر کوئی بھی جدوجہد اور کوشش کامیاب اور کامران نہیں ہو سکتی جب تک اس میں ہم آہنگی، اور نظم و ضبط نہ پایا جائے۔ انسان کے گرد و پیش کا نظام حتیٰ کہ لیل و نہار کی آمد و رفت ایک لگے بندھے مضبوط ضابطے کے تحت اپنے سفر حیات کی آخری منزل کی طرف رواں دواں دکھائی دیتی ہے۔ یہ نظم کے اس قدر مضبوط بندھنوں میں جکڑے ہوئے ہیں کہ کیا مجال کہ وہ اپنے مرکز و مدار اور نظم سے الگ ہو سکیں۔ جس طرح اس نظام کی بقا کے لیے ضروری ہے کہ ہر چیز ایک قاعدے، اصول اور ضابطے کے تحت چلتی رہے تاکہ نظام اپنی ٹھوس اور صحیح بنیادوں پر استوار رہے۔ بعینہ لازم ہے کہ ابن آدم علیہ السلام بالخصوص امت مسلمہ ان ضابطوں کی پابندی کرے جو اس کی زندگی کے معاملات کو مربوط اور منضبط رکھتے ہیں کیونکہ انسان کے بگڑنے سے معاشرہ ہی نہیں پورا

---

(۱) سیرت ابن ہشام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نظام بگڑتا اور درہم برہم ہو جاتا ہے اور اس کے سدھرنے ' سنورنے سے سارے نظام میں نکھار اور استحکام پیدا ہوتا ہے۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ○ (۱)

"اور وہ سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ○ (۲)

"اور چاند ' اس کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کی مانند رہ جاتا ہے"۔ لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ○ (۳)

"نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے سب اپنے اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں"۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○ (۴)

"خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزہ چکھائے ان کو بعض اعمال کا شاید کہ وہ باز آئیں"۔

اس لیے شریعت اسلامیہ نے پراگندگی اور تفرد و انفرادیت کی بجائے

---

(۱) پ ۲۳ یٰسین ۳۸
(۲) پ ۲۳ یٰسین ۳۹
(۳) پ ۲۳ یٰسین ۴۰
(۴) پ ۲۱ ' الروم ۴۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منظم اور اجتماعی زندگی گزارنے پر زور دیا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ○ (۱)

"اے لوگو، جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور گروہوں میں تقسیم نہ ہو جاؤ"۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (۲)

"اے ایمان والو! صبر کرو اور دوسروں کو بھی حوصلے کی تلقین کرتے رہنے کے ساتھ باہم رابطہ رکھو پھر اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ"۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (۳)

"اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

کلمہ توحید فکری وحدت کا مؤثر ترین ذریعہ ہے

ایمان کی اساس اور بنیاد کلمہ طیبہ کو لیجئے جو انسان کو ذہنی فکری جلا بخشتے

---

(۱) پ ۴، آل عمران ۱۰۲ - ۱۰۳

(۲) پ ۴، آل عمران ۲۰۰

(۳) پ ۱۰، الانفال، ۴۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ساتھ ایک ذات کبریا کو اپنی حاجات و ضروریات کا مرکز و محور تصور کرتے ہوئے اسی سے وابستہ رہنے کا حکم دیتا ہے اور پھر اس کے ادراک و شعور میں تکرار اور اصرار کے ساتھ یہ حقیقت جاگزیں کرتا ہے کہ تم ایک ہی خالق کی مخلوق اور اسی مالک کی ملکیت ہونے کے ساتھ ایک ہی باپ کی اولاد ہو جس کا خمیر مٹی سے اٹھایا گیا ہے۔ گویا کہ وہ انسان کو وحدت فکر کے ساتھ نسلی اور پیدائشی وحدت کا سبق بھی یاد دلاتا ہے۔

لَيْسَ لِلْعَرَبِيِّ فَضْلٌ عَلَى الْعَجَمِيِّ وَلَا لِلْعَجَمِيِّ فَضْلٌ عَلَى الْعَرَبِيِّ كُلُّكُمْ اَبْنَاءُ ادم وادَمُ مِنَ التُّرَابِ اِنَّ كُلَّ مُسْلِمٍ اَخُو الْمُسْلِمِ وَاِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ اِخْوَةٌ ارقاء كُمْ اقاء كُمْ اَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاكُلُوْنَ وَاكْسُوهُمْ مِمَّا تَكْسُوْنَ ۝ (۱)

"نہیں ہے کسی عربی کو غیر عربی پر برتری اور نہ کسی غیر عرب کو عرب پر فوقیت۔ تم سب ایک باپ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہو۔ اس لحاظ سے آپس میں برابر ہو۔ (سنو) حضرت آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ (اس لیے ذات پات، رنگ و نسل اور وطن وغیرہ کا فخر و غرور کوئی شے نہیں) پھر مذہب نے تم کو بھائی بھائی بنا دیا ہے ہر مسلمان، (خواہ کسی قوم اور وطن کا ہو) مسلمان ہو کر بھائی بن جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے غلاموں کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ جو آپ کھاؤ اس میں سے ان کو بھی کھلاؤ اور جو آپ پہنو اس میں سے ان کو بھی پہناؤ"۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَ

---

(۱) الحدیث طبقات ابن سعد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ (۱)

"لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے"۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○ (۲)

"ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے"۔

عبادات میں اجتماعیت و مرکزیت

اللہ تعالیٰ نے عبادت کو صرف اور صرف اپنی ذات واحد کے لیے مختص فرمایا ہے اور اس کو انسانیت کی تخلیق کا مقصد قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ (۳)

---

(۱) پ ۴، النساء ۱

(۲) پ ۲۶، حجرات ۱۳

(۳) پ ۲۷، الذاریات ۵۵ تا ۵۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"نصیحت کرتے رہو، کیوں کہ نصیحت ایمان لانے والوں کے لیے نافع ہے۔ میں نے جن اور انس کو صرف اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے"۔

ابھی ارشاد ہوا کہ ہم نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اسی لیے نماز میں بندہ مومن اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ میری ذکری، بدنی، مالی عبادت اللہ ہی کے لیے ہے"۔

مگر ان عبادات میں بھی انسان کی معاشرتی زندگی میں مرکزیت کے سبق سیکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا:

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیران کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

کیونکہ یہ بندے اور خدائے بزرگ و برتر کا معاملہ ہے اس میں جتنی تنہائی، خلوت، گوشہ نشینی ہوگی اتنی ہی عبادت و ریاضت میں لذت اور کیف و سرور محسوس ہوگا اور خالق و مخلوق کے رشتے میں اتنی ہی قربتیں بڑھتی جائیں گی۔ اس قرب و خلوص کے لیے ہی ارشاد خداوندی ہے:

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ○ (۱)

"لہٰذا تم اللہ ہی کی بندگی کرو۔ دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے خبردار دین کو اسی کے لیے خالص کرو"۔

اللہ کی عبادت کیجئے۔ خلوص و اخلاص کا پیکر بن کر لیکن اس للہیت اور وارفتگی کے عالم میں بھی حیات اجتماعی اور اس کے دینی و دنیاوی مفاد کو نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیا گیا۔ گویا مرکزیت کو اجاگر اور اس کی اہمیت و

---

(۱) پ ۲۳، الزمر ۲، ۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ضرورت کو نمایاں کرنے کے لیے تعلیم و تربیت کا آخری حد تک انتظام و انصرام کر دیا گیا۔ اس حقیقت کو پانے اور اپنانے والے کو ذرہ برابر بھی تردد نہیں ہونا چاہئے کہ دین اسلام نے عبادت کے اندر حیات اجتماعی کے تصور کو اس طرح سمو دیا ہے جیسے پھول کی نرم و نازک پنکھریوں میں رنگ اور خوشبو' لہٰذا اب ان دونوں کا معاملہ روح اور جسم کا ہو گا۔ نماز ہی کو سامنے رکھیں جو دین کا رکن رکین' مومن کی اخلاقی' روحانی بلندیوں کی معراج اور جس کو قلب و نظر کے لیے ٹھنڈک و سکون کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ "نماز مومن کی معراج ہے"۔

۲۔ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ "نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے"۔

اس میں نظم و ضبط اور جماعتی و اجتماعی زندگی کو کس طرح اہمیت و افادیت دی گئی ہے۔ اس عبادت کو جن شرائط اور آداب کے ساتھ بجا لانے کا حکم ہے۔ اس میں ان امور کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ جن سے مسلمانوں میں وحدت اور جماعتی زندگی کا شعور پیدا ہوتا ہے۔ نماز ادا کرتے وقت کوئی صحرا اور ریگستان یا حرم کعبہ میں کھڑا ہو یا پھر ہزاروں میل دور کسی بھی جگہ' حالت نماز میں عورت ہو یا مرد' بوڑھا ہو یا جوان' آقا ہو' یا غلام ہو' چھوٹا ہو یا بڑا' غرضیکہ تمام کو ایک ہی سمت اور جہت اختیار کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔

وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ○ (۱)

"اور جہاں سے بھی تمہارا گزر ہو اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیرا کرو اور جہاں بھی تم ہو اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو"۔

---

(۱) پ ۲' البقرہ ۱۵۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ؐ نے امت کو صرف یک سمت ہونے پر ہی زور نہیں دیا بلکہ اس کے لیے شب و روز میں پانچ وقت ایک جگہ (مسجد) میں اکٹھا ہونے اور باجماعت نماز ادا کرنے کو ضروری قرار دیتے ہوئے فرمایا جو لوگ شرعی عذر کے بغیر مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ شامل نہیں ہوتے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں امامت کی ذمہ داری کسی دوسرے کے سپرد کر کے خود شہر کا چکر لگاؤں اور ایسے لوگوں کے گھروں کو جلا کر راکھ کر دوں جو نماز کے لیے مسجد میں نہیں آتے لیکن میں اس لیے ایسا نہیں کرتا کہ گھروں میں چھوٹے بچے اور خواتین بھی ہیں جن پر باجماعت نماز فرض نہیں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ـــــ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اَنْطَلِقُ مَعِیَ بِرِجَالٍ مَّعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ اِلٰی قَوْمٍ لَا یَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقُ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ بِالنَّارِ ○ (۱)

ایک طرف یہ انتباہ اور دوسری طرف فضیلت و ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے والے کو صرف ایک نماز کا جب کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے والے کو ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً ○ (۲)

"عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ؐ نے فرمایا جماعت کی نماز اکیلی نماز پر ستائیس درجہ فضیلت رکھتی ہے"۔

---

(۱) رواہ المسلم، ج ۱، باب فضل صلوۃ الجماعة
(۲) رواہ المسلم، ج ۱، باب فضل صلوۃ الجماعة

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ کتنے نمازی ہیں جو تنہا نماز ادا کریں تو ان کے رکوع و سجود اور ادائیگی حسن نماز دیکھ کر دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش ہمیں بھی ایسی نماز نصیب ہو جائے۔ ممکن ہے جماعت کے ساتھ انہیں وہ ٹھہراؤ اور قرار نہ حاصل ہوتا ہو جو خلوت کی نماز میں پایا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اجتماعیت کی خاطر فرمایا جا رہا ہے کہ اس طرح ایک نماز کا ثواب اور جماعت کے ساتھ چاہے درمیانے درجے کی یا اس سے بھی ہلکی نماز ہو' نماز ادا کرنے والے کو ستائیس گنا زیادہ اجر سے نوازا جائے گا۔ اسی بنا پر نماز کھڑی ہونے کے وقت ارشاد ہوتا ہے۔ کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملا کر صفوں کو درست کیا جائے۔ آپؐ نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم نے اس طرح صف بندی کا اہتمام نہ کیا تو شیطان تمہارے دلوں کو دور کرتا چلا جائے گا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَصِفُوْنَ كَمَا تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ قُلْنَا وَكَيْفَ تَصِفُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تَصِفُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاَوَّلَ وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ ○ (۱)

"جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا تم اس طرح صفیں کیوں نہیں باندھتے' جس طرح فرشتے صفیں باندھتے ہیں۔ صحابہؓ نے استفسار کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ وہ اپنے رب کے سامنے کیسے صفیں استوار کرتے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا پہلے وہ پہلی صف کو پورا کرتے ہیں اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں (کہ بیچ میں خالی جگہ نہ رہے پاؤں سے پاؤں اور کندھے

---

(۱) رواہ ' المسلم کتاب الصلوۃ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے کندھا ملا کر)"۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ لَمْ يُقْلُ عِيْسٰى بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ ○ (۱)

"عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے نبیؐ نے فرمایا قائم کرو صفوں کو اور برابر کرو کندھوں کو اور درمیان میں جگہ خالی نہیں ہونی چاہئے۔ اور ایک دوسرے کے لیے نرمی پیدا کرو اور شیطان کے واسطے صفوں کے بیچ میں جگہ نہ چھوڑو اور جو شخص باہم صف ملائے گا اللہ بھی اس کو ملا دے گا اور جو کوئی صف کاٹے گا اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا۔

یہ وہ تربیت جماعت سازی ہے جس کو دیکھ کر اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن ایرانی افواج کا کمانڈر انچیف رستم چلّا اٹھا تھا۔ جب اس نے قادسیہ کے میدان میں مسلمانوں کو نماز کے لیے پورے اہتمام و احترام کے ساتھ صف بندی کرتے دیکھا تو چیخ کر کہنے لگا۔

كَانَ رُسْتَمُ اِذَا رَاٰى الْمُسْلِمِيْنَ يَجْتَمِعُوْنَ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ اَكَلَ كَبِدِيْ عُمَرُ يُعَلِّمُ الْكِلَابَ الْاٰدَابَ ○

جب رستم نے مسلمانوں کو نماز کے لیے صف آرا ہوتے ہوئے دیکھا تو چلا کر کہنے لگا ہائے افسوس عمرؓ نے میرا کلیجہ چبا لیا ہے کیونکہ وہ وحشی درندوں کو منظم ہونے کے آداب سکھلا رہا ہے۔ (۲) یاد رہے رستم مسلمانوں کے لشکر کو

---

(۱) رواہ، المسلم، کتاب الصلوۃ

(۲) ابن خلدون

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیکھ کر نہیں گھبرایا تھا بلکہ اس وقت اس نے تکبر و غرور کے ریکارڈ توڑ دیئے تھے اور فرعون سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر کہا تھا کہ آج روئے زمین پر میرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اس کے جونیئر فوجی افسر نے عرض کیا کہ آقا یزداں کی مدد مانگئے۔ تو رستم نے غصے سے تھراتے ہوئے گرج دار لہجے میں کہا تھا کہ آج خدا بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

عبادات میں صف بندی باہمی محبتوں کو فروغ دینے کے بہترین ذرائع میں سے ہے جب بندہ مومن دنیا کے تمام دھندوں سے ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہے تو وہ زبان حال سے اس بات کا اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ اب مجھے تمام معاملات و تعلقات سے بڑھ کر رب کبریا کی بارگاہ میں حاضری دینا ہے۔

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ○ (۱) "بے شک نماز سخت مشکل کام ہے"۔ مگر جب بندہ رب کے حضور مکمل طور پر عجز و عاجزی کا مظہر بن کر۔ اپنے اذکار و ادعیات خالق و مالک کے سامنے پیش کر رہا ہوتا ہے۔ تو تعلیم یہ ہے کہ وہ صرف اپنی ذات اور مفاد کے لیے ہی آرزومند نہ ہو بلکہ جو اپنے لیے مانگے وہی دوسروں کے لیے بھی فریاد کرے گویا کہ

مانگے جو گھر کی خیر تو خیر چمن بھی مانگ
ممکن نہیں چمن نہ رہے آشیاں رہے

نمازی نماز میں چار حالتیں اختیار کرتا ہے، ان چاروں حالتوں میں اپنے ساتھ کھڑے ہوئے دائیں بائیں آگے پیچھے نمازیوں کی نہیں بلکہ پوری امت کو مدنظر رکھتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی دعاؤں اور صداؤں میں انہیں شامل رکھتا ہے۔ آئیں اب نماز کی ایک ایک حالت میں مانگی گئی دعاؤں کو

---

(۱) پ ۱، البقرہ ۴۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پوری توجہ کے ساتھ پڑھیں۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ○ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○ (۱)

"ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا جو معتوب نہیں ہوئے، اور جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں"۔

رکوع و سجود

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ یُکْثِرُ اَنْ یَّقُوْلَ فِیْ رُکُوْعِہٖ وَسُجُوْدِہٖ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ○ (۲)

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا آنحضرتؐ اکثر رکوع و سجدے میں پڑھا کرتے تھے۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیری تعریف کے ساتھ اے اللہ مجھے معاف کر دے۔ نماز میں نمازی تمام آداب بجالانے کے بعد آخر رب کے حضور دھرنا مار کر گردن جھکائے بیٹھ جاتا ہے۔ اور پھر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ ساری عبادتیں تیری ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لیے ہیں۔ اے اللہ نبی اکرمؐ کی ذات گرامی پر برکات و سلام کا نزول فرما۔ اس کے بعد اپنے اور تمام نیک بندوں کے لیے عرض کرتا ہے کہ ہم سب پر اپنی رحمتوں کی برکھا نازل فرما۔ آخر میں پھر اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے نمازیوں کے لیے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے دعاگو ہوتا ہے۔ اَلسَّلَامُ

---

(۱) پ ۱، الفاتحہ ۴ تا ۷

(۲) صحیح مسلم، باب ما یقال فی الرکوع والسجود

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ - اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

نماز عشاء سے فارغ ہو کر مومن اپنی خواب گاہ میں یوں ہی بے فکر ہو کر نہیں لیٹتا کہ اسے خبر تک نہ ہو بلکہ آدھی رات کو بے قرار ہو کر یکدم بستر استراحت سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور رات کی تاریکیوں میں پڑھی جانے والی نماز وتر میں ملت کے خیرخواہ اور اس فقیر کے جذبات سسکیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں - وہ دنیا و آخرت کے فوائد کے حصول اور دونوں جہان کے نقصانات سے مامون ہونے کے لیے تڑپ تڑپ کر اور بلک بلک کر بارگاہ رب کریم میں فریاد کناں ہوتا ہے - (۱)

روزے کی روحانی اور اجتماعی برکات

نماز تعلق باللہ اور روحانی بالیدگی کا اکمل ترین ذریعہ ہے اس کو قرب الٰہی کے حصول کے ساتھ ظاہری اور باطنی مرکزیت کا بہت بڑا وسیلہ قرار دیا گیا ہے جب کہ نماز کے مقابلے میں روزہ میں ظاہری طور پر اجتماعیت کے قرائن و آثار بہت کم نظر آتے ہیں - سوائے اس کے کہ ایک ہی مطلع سے متعلق روزے دار ایک ہی وقت کی پابندی کے ساتھ روزہ رکھتے اور افطار کرتے دکھائی دیتے ہیں - لیکن روحانی اور قلبی لحاظ سے جس قدر روزہ مومنوں کو قربتوں کے باہمی رشتوں سے جوڑنے کا مؤثر ذریعہ ہے - شاید ہی دین کے کسی دوسرے رکن کے ذریعے یہ قربت پیدا ہوتی ہو - روزہ اللہ عزوجل کی خفیہ ترین عبادت ہے سوائے علام الغیوب کے کسی دوسرے کو حقیقی اور حتمی علم نہیں ہو سکتا کہ یہ شخص روزے دار ہے یا کہ یونہی روزہ داروں کے ساتھ کھاتا پیتا ہے -

---

(۱) پڑھئے دعائے قنوت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روزے دار کے ان پر خلوص جذبات اور غایت درجے کی تعمیل حکم خداوندی کی بنا پر ارشاد پاک ہے۔ الصوم لی و انا اجزی به یہی روزہ اس بات کا بالفعل احساس دلاتا ہے کہ بھوک اور تنگ دستی کی سختیاں غریب کی زندگی پر کیا اثرات مرتب کرتی ہیں۔ خصوصاً غیور اور محنت کش جو صبح سے شام تک کھیت، دوکان یا پھر سر پر دابڑا اٹھائے مزدوری کرتا ہے حتیٰ کہ زندگی بھر جان توڑ مشقت اٹھانے کے باوجود غربت کے تھپیڑے کھا رہا ہوتا ہے۔ شام کو چھوٹے چھوٹے بچوں کو روکھی سوکھی روٹی اور تن کے کپڑے اور علاج کے لیے دوائی مہیا نہیں کر سکتا تو اس کے کلیجے پر جو گزرتی ہے اس کے قلبی اضطراب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا اور پھر جب اس کی جواں سال نیک سیرت بیٹی کو سماج اس لیے قبول نہیں کرتا کہ اس کے باپ کے پاس دولت نہیں ہے۔ اس بے کسی اور بے بسی کو تو کوئی غریب ہی جان سکتا ہے یا پھر بندہ مومن جس نے رمضان سے کوئی روحانی فائدہ حاصل کیا ہو۔ یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک دولت مندوں کو غربت کی دشوار گزار وادیوں سے نہ گزارا جاتا۔

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ○ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ○ فَكُّ رَقَبَةٍ ○ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ○ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ○ (۱)

"مگر اس نے دشوار گزار گھاٹی سے گزرنے کی ہمت نہ کی اور تم کیا جانو وہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی ہے کسی گردن کو غلامی سے چھڑانا یا فاقے کے دن کسی قریبی یتیم یا خاک نشین مسکین کو کھانا کھلانا"۔

یہی جذبات امیر و غریب کو ایک دوسرے کے قریب تر کر دیتے ہیں اور اسی بنا پر روزے کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے آپؐ کی زبان اطہر سے یہ

---

(۱) پ ۳۰، البلد ۱۱ تا ۱۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الفاظ جاری ہوئے۔

سَلْمَانَ الْفَارِسِیُّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ ــــ شَهْرُ صَبْرٍ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ (۱)

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ نے شعبان کے آخر میں ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو تم پر ایک بابرکت اور عظیم المرتبت مہینہ سایہ افگن ہونے والا ہے۔ یہ صبر و حوصلہ کے ایام ہیں جس میں حوصلہ مندی کا مظاہرہ کرنے والے کے لیے جنت ہے۔ یہ بھائی چارے کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن کے رزق میں وسعت پیدا کر دی جاتی ہے۔

امت کو متحد رکھنے کے لیے اجتماعات کو فرض قرار دیا گیا

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (۲)

"سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی وہ وہی ہے جو مکہ میں واقع ہے۔ اس کو خیر و برکت دینے کے ساتھ تمام جہان کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا ہے"۔

نماز باجماعت اور جمعہ کے بعد سال میں اپنے اپنے علاقوں اور ملکوں میں نماز عیدین کے اجتماعات پھر ان میں آنے جانے کے انداز کی تفصیل ارشاد فرمائی

---

(۱) مشکوٰۃ، کتاب الصوم

(۲) پ ۴، آلعمران ۹۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ راستے تبدیل کرتے ہوئے اور بلند آواز سے تکبیرات کہتے ہوئے مسجد کی بجائے کھلے میدان میں آؤ تاکہ در و دیوار اور کوچہ و بازار تسبیح و تحلیل کے نغمات سے گونج اٹھیں۔ اس سے ایک طرف خدا کی دھرتی روز محشر میں نمازیوں کے حق میں گواہ بن جائے گی اور دوسری طرف تمہاری پروقار نقل و حرکت اور اجتماعات کا دشمنان ملت پر رعب و دبدبہ طاری ہو جائے گا۔ ان پانچ وقتی نمازوں اور ہفتہ وار اور پھر سالانہ اجتماعات کے بعد ایک عالمگیر اجتماع حج مقرر فرمایا۔ دینی، روحانی، مادی فوائد سمیٹنے کا بندوبست کرتے ہوئے عالمگیر اجتماع و یک جہتی کے لیے اقدامات کیے گئے۔ اپنے اپنے ملکوں، علاقوں، گھروں سے نکلنے والے بوڑھے، جوان، خواتین، بچے، حجاج کرام کے قدم یکدم رک جاتے ہیں جیسے کوئی سکت نہ ہو۔ یہ قافلے کیوں ٹھہر گئے ہیں۔ اس لیے کہ میقات آچکے ہیں۔ قدم آگے نہ بڑھنے پائیں جب تک ایک ہی قسم کا لباس نہ پہن لیا جائے۔

شاہ و گدا ایک فقیرانہ لباس پہنے ہوئے جوں ہی قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں تو زبان سے یہ الفاظ بے ساختہ نکلتے ہیں کہ اے خداوند عالم تیری بارگاہ میں ہم حاضر ہیں۔ اسی طرح حج کے تمام مناسک پر غور فرمائیں۔ کتنی ہم آہنگی، یک رنگی اور یک جہتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں اجسام ایک قالب میں ڈھل چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی محبتوں سے لبریز اتحاد و اتفاق کا پیغام دینے والے الفاظ سنائی دیتے ہیں۔

قَالَ فَاِنَّ دِمَاؤَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ فَیَسْئَلُکُمْ عَنْ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَعْمَالِكُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ○ (۱)

آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ تمہارے خون، مال (پراپرٹی) اور عزت و آبرو اسی طرح ہی ایک دوسرے کے لیے محترم ہیں جیسے آج کا دن، یہ ارض مقدس اور یہ ماہ محترم ہے۔ تم عنقریب اپنے رب کے حضور پیش ہونے والے ہو۔ وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں جواب طلبی کریں گے۔ یاد رکھو میرے بعد قتل و غارت کا ارتکاب کر کے گمراہ نہ ہو جانا۔

رکن سازی نبی اکرمؐ کے دور میں

جیسا کہ اس کتاب کے نام اور عنوانات کے ذریعے باور کرایا جا رہا ہے کہ کتاب و سنت میں مسلمانوں کو منتشر اور متفرق زندگی گزارنے کی بجائے منضبط اور مربوط حیات بسر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ افراد کے کوائف زبانی یا تحریری طور پر معلوم ہوں۔ اس ضرورت کو نبی محترمؐ نے اپنے دور مبارک میں محسوس فرماتے ہوئے جماعت بلکہ حکومتوں کی خاطر ہر قسم کی منصوبہ بندی کے لیے ٹھوس بنیاد فراہم فرمائی کیوں کہ جب تک کسی حکومت کو معلوم نہ ہو، لوگوں کی تعداد اور کوائف کیا ہیں وہ خوراک، تعلیم، غرض کہ ہر قسم کی ڈپلومیسی کے لیے کس طرح منصوبہ بندی کر سکتی ہے۔ لہٰذا آپؐ اور آپؐ کے رفقا ابتدا ہی سے رکن سازی کے قائل اور فاعل تھے۔ خاکم بدہن اگر آپؐ ہمارے تصورات کی طرح زندگی گزارتے کہ بس تبلیغ و اشاعت کرتے چلے جاؤ کیا ضرورت ہے۔ جماعت سازی، اجلاس، اجتماعات اور رکن سازی کے دھندوں میں پڑنے کی چھوڑو۔ یہ تو دنیاوی جماعتوں اور سیاسی پارٹیوں

---

(۱) حجۃ الوداع، معارف الحدیث، ج ۴، ص ۲۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے گھورکھ دھندے ہیں ہم اللہ والوں کو ان کاموں سے کیا سروکار۔ فقط اشاعت دین ہی مسلمان کی زندگی کا مقصد وحید ہے۔ ایسا کرنے اور سوچنے والے یہ بات مطلق بھول گئے ہیں کہ اگر رسول ؐ خدا اور آپ کے اصحاب ہماری طرح غیر مربوط اور بے ہنگم انداز سے کام کرتے تو قیامت تک خدا کا دین اور یہ امت مسلمہ باطل قوتوں پر غالب نہ آسکتے تھے اور نہ ہی اسلامی انقلاب برپا ہو سکتا تھا۔ اگر اللہ والوں کے بزعم وہاں سرے سے کوئی نظم وضبط ہی نہ تھا تو یہ کہاں سے پتہ چلا ہے کہ پہلے سالوں میں اتنے مرد اور اتنی خواتین مسلمان ہوئیں۔ پہلی ہجرت حبشہ میں ۱۲ مرد اور ۴ عورتیں تھیں' اس قافلے کے امیر حضرت عثمانؓ تھے۔ دوسری ہجرت حبشہ میں ۸۳ مرد اور ۱۸ خواتین تھیں' ان کے امیر حضرت جعفر طیارؓ تھے۔ پھر یہ اعداد و شمار کہاں سے حاصل ہوئے کہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ یا ۳۱۷ تھی جن میں ۸۶ مہاجر ۶۱ کا تعلق قبیلہ اوس ۷۰ کا تعلق خزرج سے تھا۔ ان کے پاس ۲ گھوڑے اور ۷۰ اونٹ تھے [۱] اور کفار کی تعداد ایک ہزار تھی۔ اسی طرح غزوہ احد میں تین سو منافق نکل گئے باقی نبی اکرم ؐ کے ساتھ ۷۰۰ افراد رہ گئے۔ مقابلے میں کفار ۳۰۰۰ تھے اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ حدیبیہ میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے والوں کی تعداد ۱۴۰۰ تھی۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْيُبَا يِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ○ [۲]

"اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر

---

(۱) زاد المعاد ۔ رحمت اللعالمین ۔ ابن ہشام

(۲) پ ۲۶ ' الفتح ۱۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے۔ ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی۔ ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی"۔

آپ جوں جوں نظم وضبط کی دنیا میں آگے بڑھیں گے تو حیران و ششدر رہ جائیں گے کہ یہ کس نے بتایا کہ غزوہ خندق میں کفار کی کم از کم تعداد دس ہزار تھی اور مسلمان اتنے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار کا لشکر کس نے شمار کیا جن کی تعداد تمام سیرت نگاروں نے درج کی ہے اور جب اس لشکر میں دو ہزار کا اضافہ ہوا تو سیرت لکھنے والوں نے کہاں سے اور کس طرح حساب لگایا۔ کہ حنین پہنچنے تک یہ لشکر دس کی بجائے بارہ ہزار مجاہدوں پر مشتمل تھا۔ اگر وہاں شماریات کا رواج نہیں تھا تو غزوہ تبوک پر انفاق فی سبیل اللہ کے سلسلہ میں صحابہ کرام نے جو دل کھول کر دفاعی فنڈ میں حصہ لیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے سارا مال و اسباب حضرت فاروقؓ نے آدھا مال حضرت عثمان نے ۹۰۰ اونٹ بمع ساز و سامان ایک سو گھوڑے ساڑھے انتیس کلو چاندی تقریباً ساڑھے پانچ کلو سونے کے سکے حضرت عاصم بن عدی نے ۹۰ وسق (ساڑھے تیرہ ٹن ساڑھے تیرہ ہزار کلو کھجوریں عطیہ دیں۔ (۱) اسی طرح دوسرے صحابہ کرام کے صدقات کی تعداد ہم تک کیسے پہنچی اور ایسے سادہ لوح لوگوں سے اس سوال کی بھی اجازت چاہوں گا کہ آخری حج کے موقع پر شمار کئے بغیر کیسے پتہ چلا کہ آپؐ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ چوالیس ہزار حجاج کرام تھے۔ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ وہاں ہر چیز کو کمپیوٹرائز کیا جاتا تھا لیکن اس بات کے ساتھ اتفاق تو جہالت اور بے عملی کے ساتھ اتفاق ہو گا کہ اس دور میں اعداد و شمار کی حیثیت اور ضرورت ہی نہ تھی۔ کیا میں نے یہ حساب و

الرحیق المختوم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب قصہ کہانیوں کی کتابوں سے اخذ کئے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ حدیث کی مقدس دستاویزات اور سیرت طیبہ کی مستند کتابوں سے ماخوذ ہیں اسی سے حضرت عمرؓ نے باقاعدہ طور پر مردم شماری کا محکمہ قائم کیا تھا' اور جن لوگوں کو وظیفے اور زمینیں دی گئیں یہاں تک کہ شیرخوار بچوں کے وظائف کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا جب وہ بڑے ہو جاتے تو رجسٹر سے نام خارج اور وظیفہ بند ہو جاتا' (۱) میرے اس نقطہ نظر کی وضاحت نبی پاکؐ کے اس حکم عالی سے ہوتی ہے۔ جو بخاری میں ان الفاظ میں درج ہے :

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ اُكْتُبُوْا لِيْ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهٗ اَلْفًا وَّخَمْسَةَ مِائَةٍ ○ (۲)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں نبی اکرمؐ نے حکم دیا کہ تمام وہ لوگ جنھوں نے اسلام قبول کیا ان کے نام لکھ کر مجھے دیئے جائیں۔ ہم نے آپؐ کو فہرست تیار کر کے پیش کی' جو ۱۵۰۰ مسلمانوں پر مشتمل تھی۔

خالص تنظیمی احکامات

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کے آخری دین نے فرد کو بڑی بنیادی حیثیت دی ہے کیونکہ جب تک فرد کی سیرت اور ذہن سازی نہیں ہو گی۔ اجتماعی زندگی کا نظم اور نکھار ناممکنات میں سے ہو گا۔ لیکن شریعت اسلامیہ فرد کو اجتماعی زندگی کے منجدھار میں اتار کر مخاطب کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن پاک میں اکثر مقامات پر انفرادی نہیں اجتماعی خطاب کا طرز اپنایا گیا۔

---

(۱) الفاروق
(۲) بخاری کتاب الجہاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(القرآن)

يَاَيُّهَا النَّاس ○ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ○ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْن ○ يَاَيُّهَا الْاِنْسَان ○ (۱)

اسی لیے وہ مسلمانوں کو باہم جڑنے اور اجتماعی طرز حیات کا حکم دیتا ہے یہ ملاپ اور اجتماع کس طرح کا ہونا چاہئے۔ نبی اکرمؐ نے اس ضمن میں خالص تنظیمی احکامات کے ذریعے اور پھر ہر پہلو پیش نگاہ فرماتے ہوئے ہدایات عنایت فرمائیں تاکہ نظم جماعت کے آداب سے لوگوں کو آگاہی حاصل ہو۔

لَايَحِلُّ لِثَلَاثَةٍ يَكُوْنُوْنَ بِفُلَاةٍ حِرِّ الْاَرْضِ اِلَّا اَمَّرُوْا عَلَيْهِمْ اَحَدَهُمْ۔

بیابان و صحرا میں رہنے والے تین آدمیوں کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ یوں ہی زندگی گزاریں بلکہ انہیں بھی اپنے میں سے ایک کو امیر بنانا ہو گا۔

مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً ○ (۲)

"جو شخص اس حالت میں مرے کہ اس کی گردن میں امیر کی اطاعت (بیعت) کا قلادہ نہیں اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی"۔

عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ ○

"جماعت کے ساتھ منسلک رہو۔ الگ الگ گروہوں میں تقسیم نہ ہونا"۔

آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (۳)

"میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں: ۱۔ جماعتی زندگی، ۲۔ سمع، ۳۔

---

(۱) منتقی صفحہ نمبر ۳۳

(۲) صحیح مسلم کتاب الامارۃ

(۳) مسند احمد و ترمذی بحوالہ مشکوۃ کتاب الامارۃ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اطاعت '۴۔ ہجرت '۵۔ جہاد فی سبیل اللہ''۔

حضرت ابو ثعلبہؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کی عادت تھی کہ سفر کے دوران جب کہیں پڑاؤ ڈالتے تو ادھر ادھر منتشر ہو کر خیمہ زن ہوتے نبی اکرمؐ نے اس صورت حال کا جائزہ لیا اور پھر سرزنش کے انداز میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں اس طرح منتشر قیام کرنے کی بجائے اکٹھا اور مجتمع رہنا چاہئے۔ اس کے بعد لوگوں کی حالت یہ تھی کہ جب کسی جگہ پر دوران سفر قیام کرتے تو اتنے قریب ہو کر قیام کرتے کہ اگر بڑی چادر ان کے اوپر ڈال دی جاتی تو یہ بھی ممکن تھا کہ ان سب پر پوری آجاتی۔ مقصد یہ ہے کہ انتہائی مل جل کر ٹھہرتے۔

مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّفَرِّقَ اَمْرَ هٰذِهِ الْجَمَاعَةِ وَهِیَ جَمِیْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّیْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ (۱)

''جو شخص اس جماعت کو اختلاف کا شکار کرے جبکہ وہ کسی ایک پر اکٹھے ہو چکے ہوں تو ایسے شخص کو تلوار سے ٹھیک کرو چاہے وہ کوئی بھی ہو''۔

مَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَ مَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ (۲)

''جس نے امیر کی فرمانبرداری کی اس نے میری فرمانبرداری کی 'اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی''۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ (۳)

---

(۱) مسلم جلد ۲ 'کتاب الامارة
(۲) ایضاً
(۳) (بخاری و مسلم)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط دیوار کا سا ہے اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر فرمایا' اس طرح ایک دوسرے سے پیوستہ ہو جاؤ۔

عَنْ نُعْمَانَ بنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَاسُهٗ اِشْتَكٰى كُلُّهٗ(۱)

نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ "تمام مسلمان ایک فرد واحد کی طرح ہیں اگر کسی کی آنکھ کو تکلیف ہو تو سارا جسم کرب محسوس کرتا ہے اور کسی کے سر میں درد ہو تو سارا وجود کانپ رہا ہوتا ہے"۔

مضبوط مرکز اور فلسفہ ہجرت

ہجرت ترک وطن اور ترک گناہ ہی کا نام نہیں بلکہ اس میں تنظیم و مرکزیت کا فلسفہ اور راز بھی مضمر ہے۔ اس سے دین اور عزت بچانے کے ساتھ ساتھ دبی اور بکھری ہوئی قوتوں کو یکجا کر کے کھلی فضا میں ان کو نشو و نما کا موقعہ دینا مقصود ہے تا کہ ایمانی جوہر اور انفرادی اور اجتماعی لیاقت و صلاحیت جور و استبداد کی چٹانوں تلے دب کر نہ رہ جائے۔ اس لیے جوں ہی مکہ معظمہ کی سرزمین کفر کے جور و ستم کی وجہ سے اپنی وسعت و کشادگی کے باوجود تنگ ہو گئی اور حالات میں تناؤ اور کھچاؤ بڑھتا ہی چلا گیا تو باری تعالیٰ نے ہجرت کی اجازت

---

(۱) (مسلم)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

عام عنایت فرما دی۔ لیکن اس میں یہ اجازت ہرگز نہ تھی کہ جدھر منہ آئے ادھر چلے جاؤ۔ اگر ایسا ہوتا تو شاید قیامت تک اسلامی انقلاب برپا نہ ہوتا اور امت متحد نہ ہو سکتی۔ اس کے لیے بڑے تواتر کے ساتھ ہدایات جاری ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ سوائے ضعیف و ناتواں حضرات کے تمام مسلمانوں کے لیے مدینہ پہنچنا فرض ٹھہرا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ○ (۱)

"رہے وہ جو ایمان تو لائے مگر کمزور ہیں انہیں رخصت دی جاتی ہے"۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ○ (۲)

"ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے"۔

تاریخ عالم میں انسانوں کی نقل مکانی کے سینکڑوں واقعات موجود ہیں۔ کئی شہر ادھر سے اجڑ کر ادھر آباد ہوئے۔ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ قافلوں کی صورت میں نکلے لیکن بے سود اور نامراد۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ○ (۳)

---

(۱) پ ۱۰، الانفال ۷۲
(۲) پ ۵، النساء ۹۸
(۳) پ ۲، البقرہ ۲۴۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"کیا تم نے ان لوگوں کے حال پر غور کیا جو موت کے ڈر سے اپنے گھر بار چھوڑ کر نکلے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ اللہ نے ان کو فرمایا کہ مر جاؤ۔ پھر اس نے انہیں دوبارہ زندگی عنایت فرمائی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بندے پر بڑا فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر گزار نہیں ہوتے۔

مگر جس طرح نبی ؐ کے ساتھیوں نے مرکز اسلام کی خاطر ہجرت کی، اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک زندگی بھر کی کمائی چھوڑ کر اور دوسرا باپ دادا کے مکانات و محلات خالی کیے جا رہا ہے۔ کسی نے ماں کو، کسی نے باپ کو اور کسی نے بہن بھائیوں کو چھوڑ کر ہجرت کی ہے اور کوئی بیوی بچے چھنوا کر تن تنہا مدینہ طیبہ کی طرف چلا جا رہا ہے۔ جذبات کا عالم یہ ہے کہ ابو فمیرہؓ بیمار اور نابینا ہونے کے باوجود مسلمانوں کے مرکز کی طرف نکل کھڑے ہوئے لیکن ضعف و بیماری کی وجہ سے مکہ معظمہ سے تھوڑی دُور مقام تنعیم پر پہنچے ہی تھے کہ موت نے آلیا۔ کفار نے طعنہ دیا کہ گھر سے نکلا لیکن منزل اور مقصد کو نہ پا سکا گویا کہ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ ادھر یہ مہاجر زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا، ادھر نبی اکرم ؐ پر ان الفاظ میں قرآن پاک نازل ہو رہا تھا۔

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ (۱)

"جو ہجرت کے لیے نکلا پھر راستہ ہی میں اسے موت آجائے اس کا اجر اللہ کے ذمے واجب ہو گیا۔ اللہ بہت بخشش کرنے والا اور رحیم ہے"۔

اتنی جامع ہدایات اور منصوبہ بندی کے ساتھ نقل مکانی اس لیے کی گئی تا کہ ایک مضبوط مرکز بن جائے۔ اگر صرف ایمان اور عزت ہی بچانا مقصود ہوتا تو

---

(۱) پ ۵، النساء ۱۰۰

www.KitaboSunnat.com
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو حکم ہوتا کہ عرب کے پہاڑوں میں نکل جاؤ لیکن اس طرح مسلمانوں میں نہ مرکزیت پیدا ہوتی اور نہ ہی مضبوط مرکز۔ اگر مرکز مضبوط نہ ہو یا سرے سے ہی موجود نہ ہو تو ملک یا جماعت کا منظم و مستحکم اور ٹھوس بنیادوں پر استوار اور اٹھ کھڑا ہونا تو درکنار ایسی مملکت یا جماعت کو اپنا وجود برقرار رکھنا ہی مشکل ہوتا ہے۔ بالآخر ایسی مملکت یا جماعت اپنا وجود کھو بیٹھتی ہے۔ ہجرت کے دوسرے دینی روحانی اور مادی فوائد کے ساتھ ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ اس کے ذریعے ایک مضبوط مرکز معرض وجود میں آگیا۔

ارکین کا باہم رابطہ

ارکین جماعت کے باہمی رابطے کی حیثیت جسم اور روح کی طرح ہے۔ ان دونوں کا رابطہ ٹوٹ جائے تو اسے موت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہی حیثیت کارکنان کے باہمی رابطے کی ہے۔ اگر آپ کے ایک دوسرے سے تعلقات نہیں ہیں تو جماعتی اور اجتماعی زندگی چہ معنی دارد؟ کارکنان کے باہمی تعلقات اور رابطے کا نام جماعت ہے کیونکہ جماعت افراد کے مجموعے کو کہا جاتا ہے۔ ان رابطوں کو استوار رکھنے اور محبتوں کو قائم رکھنے کے لیے دین میں اجتماعات کو لازم ٹھہرایا گیا اور پھر نبی اکرم ؐ نے اسی پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ آپ ؐ فرمایا کرتے تھے: لوگو، تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو پاؤ گے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور اس وقت تک ایمان مکمل نہیں ہو گا جب تلک تم آپس میں محبت نہ کرو اور پھر فرمایا کرتے کہ اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ پھر آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ سلام عام کر دو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شَئٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوْا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ ○ (۱)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا "تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک ایمان دار نہ ہو جاؤ اور تم پورے مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم میں باہم محبت نہ ہو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتلاؤں' کہ اگر اس پر عمل کرنے لگو تو تم میں باہمی محبت پیدا ہو جائے وہ بات یہ ہے کہ تم اپنے درمیان سلام کا رواج پھیلاؤ اور اس کو عام کرو"۔ اور اسی طرح محبتوں کو فروغ دینے کے لیے باہم تحائف کے تبادلوں کی تلقین فرمائی تاکہ مسلمانوں میں محبتیں مستحکم ہو جائیں۔ کبھی آقا یوں بھی ارشاد فرماتے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں جن کی تفصیل یوں بیان کی گئی:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلٰی اَخِیْہِ رَدُّ السَّلَامِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ وَاِجَابَۃُ الدَّعْوَۃِ وَعِیَادَۃُ الْمَرِیْضِ وَاِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ ○ (۲)

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے "ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا' بیمار کی تیمارداری کرنا' جنازے کے ساتھ جانا' دعوت قبول کرنا' چھینک کا جواب دینا (یرحمک اللہ کہنا)

اور پھر باہمی رابطوں کو تازہ رکھنے کے لیے یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ ایک دوسرے کو سلام بلایا کرو چاہے کوئی واقف ہو یا اجنبی۔ حضرت عبداللہ ابن سلام یہودیوں کے بہت بڑے دانشور تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب نبیؐ مکہّ سے

---

(۱) رواہ مسلم' کتاب الایمان

(۲) رواہ مسلم' ج ۲' باب من حق المسلم للمسلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کی طرف آرہے تھے تو آپ کے آنے سے پہلے یہ افواہیں مدینے کے گلی کوچوں میں عام ہو چکی تھی کہ جو شخص مکہ سے نکل کر مدینے آرہا ہے۔اس نے بھائی کو بھائی سے باپ کو بیٹے سے جدا کر دیا ہے اور خاوند اور بیوی کے درمیان تفرقہ اور اختلافات برپا کر دیئے ہیں۔یہ افواہیں میرے ذہن میں بھی تھیں۔میں نے سوچا اس شخص سے براہ راست ملاقات کر کے اس کی گفتگو سننی چاہئے۔ جب آپ تشریف لائے تو میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اپنے پہلے خطاب کے اندر یہ فرمایا کہ لوگو' اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُوُ الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ ○ (۱)

سلامتی کا پیغام عام کر دو۔بھوکوں کو کھانا کھلاؤ'صلہ رحمی کرو اور رات کی تاریکیوں میں جب لوگ سو جائیں تو تم رب کے حضور کھڑے ہو کر نماز ادا کیا کرو۔میں نے آپ کی گفتگو اور چہرہ دیکھ کر اندازہ لگایا کہ ایسے رخ انور والا جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ ○ (۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ بہترین اسلام کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ تو کھانا کھلایا کر اور واقف و ناواقف کو سلام کیا کر۔

---

(۱) صحیح بخاری و مسلم

(۲) جامع ترمذی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رابطے کے ہمہ گیر ثمرات

باہم رابطے کا فائدہ تنظیمی اور دنیاوی اعتبار سے ہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ اس کا فائدہ آخرت میں ہو گا۔ حساب و کتاب اور محشر کی سختیاں جب تمام رشتوں کو کاٹ کر رکھ دیں گی تو وہاں اگر کوئی تعلق اور رشتہ سود مند اور ثمر آور ثابت ہو گا تو وہ صرف رشتہ ایمان ہی ہو گا جس کی حلاوت اور ثمرات کے بارے میں قرآن و سنت کی مقدس دستاویزات کے اندر بے شمار ارشادات پائے جاتے ہیں۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ○ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○ (۱)

متقین کے سوائے سب ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے بندو! آج کے دن تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی تم غمگین ہو گے۔

سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَاَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ اِلٰى آخِرِهٖ ○ (۲)

کہ نبیؐ نے فرمایا کہ سات آدمی ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائے گا۔ جس دن کوئی اور چیز سایہ فگن نہ ہو گی۔ (ان سات

---

(۱) پ ۲۵، الزخرف ۶۷، ۶۸

(۲) موطا امام مالک کتاب الجامع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خوش نصیب افراد میں سے) امام عادل دوسرا نوجوان جو اپنی زندگی اللہ کے احکامات کے مطابق گزارتا ہے۔ تیسرا وہ شخص ہے جسے مسجد سے محبت اور خاص تعلق ہے۔ چوتھے وہ افراد جو آپس میں اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں۔ اسی کو مستحکم کرنے کے لیے گاہے بگاہے رابطہ رکھتے ہیں۔ اسی مضمون کی تائید میں حسب ذیل ارشادات بھی مستحضر ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّھُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلِّیْ ○ (۱)

اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائے گا آج وہ کہاں ہیں؟ جو میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرتے تھے۔ آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا۔ آج میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ پاؤ گے۔

اَلْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ لَھُمْ مَنَابِرُ مِّنْ نُوْرٍ یَغْبِطُھُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَاءُ (۲)

جو میرے جلال کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے ہیں ان کے لیے آخرت میں چمکدار منبر ہوں گے اور انبیاء و شہداء ان پر رشک کریں گے۔

رابطے کے آداب

دین حنیف نے جہاں مسلمانوں کو باہم ملاقات اور رابطہ رکھنے کی تلقین فرمائی ہے وہاں ان کو ملاقات اور رابطے کے آداب بھی سکھلائے ہیں تاکہ مسلمان سب دنیا کی جماعتوں سے زیادہ مہذب اور بااصول جماعت قرار

---

(۱) صحیح مسلم
(۲) جامع ترمذی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پائیں - باہم رابطے اور ملاقات کا پہلا اصول یہ ہے کہ مستقل رابطہ صرف اللہ کے ساتھ ہونا چاہئے کیونکہ اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰہِ - اس کے بعد ایک دوسرے کو ملتے وقت السلام علیکم کہتے ہوئے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ہونی چاہئے الا یہ کہ آپ کسی فکرمندی یا غم کی حالت میں ہوں - کیونکہ مسکرا کر ملنے اور اچھی بات کو بھی نیکی اور صدقہ قرار دیا گیا ہے - لَا تَحْتَقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلْقٍ.

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْکَلِمَۃُ الطَّیِّبَۃُ صَدَقَۃٌ" (۱)

حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ ؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ "اچھی اور میٹھی بات بھی ایک صدقہ ہے" - یعنی نیکی کی ایک قسم ہے جس پر بندہ اجر کا مستحق ہوتا ہے - پھر دوران ملاقات ایک دوسرے کو خیرسگالی کے کلمات مثلاً مرحبا' اِذَا اٰخَی الرَّجُلُ فَلْیَسْئَلْہُ' - عَنِ اسْمِہٖ وَ اِسْمِ اَبِیْہِ وَعَنْ مِّمَّنْ ھُوَ فَاِنَّہٗ اَوْصَلَ لِلْمَوَدَّۃِ" ◯ (۲)

جب ایک آدمی دوسرے سے بھائی چارہ کا آغاز کرے تو اسے اس کا اور اس کے والد اور قبیلہ کا نام دریافت کرنا چاہئے - اس سے باہم محبت میں اضافہ ہوتا ہے - اس کے بعد اگر دوسرے کا حرج نہ ہو تو مصافحہ بھی کرنا چاہئے - بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے ملاقات کے وقت دوسرے کے ہاتھ میں پانی کا گلاس یا روٹی کا لقمہ ہوتا ہے یا پھر ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے ایک آدمی ریسیور ہاتھ میں لیے فون پر بات کر رہا ہوتا ہے یا لکھنے میں مصروف ہوتا ہے تو

---

(۱) رواہ البخاری ج ۲' باب طیب الکلام کتاب الادب
(۲) مشکوۃ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کئی پڑھے لکھے حضرات اسی حالت میں مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے جا رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ کا فتویٰ ہے کہ ملتے وقت دوسرے کا حرج ہو یا ملنے والا مصافحے کے موڈ میں نہ ہو یا مصروف ہو تو اس سے مصافحہ نہیں کرنا چاہئے۔ (۱) بلکہ سلام کر کے بیٹھ جانا چاہئے۔ یہی کیفیت کسی مجلس میں جانے کی ہے۔ آپ مجلس میں تشریف لے گئے وہاں لوگ باہم گفتگو یا کسی کا خطاب سن رہے ہیں تو دانائی اور دانشمندی یہی ہے کہ آپ بھی بیٹھ جائیں یا سلام اس لہجے یا اشارے سے کریں کہ خیر اور نیکی کی جاری مجلس میں خلل واقع نہ ہو۔

جب مجلس برخاست ہو جائے یا مناسب موقعہ ہو تو مصافحہ یا معانقہ کریں۔ جس کو خدا نے عقل و بصیرت سے نوازا ہے۔ وہ خود اندازہ کر لیتا ہے کہ کن حالات میں مصافحہ اور معانقہ کرنا چاہئے۔ اس سے ملتا جلتا واقعہ نبی اکرمؐ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ وفد عبدالقیس عام ۹ ہجری میں نبی اکرمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ وفد میں تقریباً تیرہ آدمی تھے وفد کا سربراہ الاشج العصری تھا۔ یہ لوگ جوں ہی مسجد نبوی کے سامنے آئے تو انہوں نے نہ تو اپنے اونٹوں سے سامان اتارا اور نہ ہی اپنا لباس درست کیا۔ کپڑوں اور چہروں کو صاف کیے بغیر نبی اکرمؐ سے ملاقات کے لیے ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے جب کہ ان کے سربراہ نے سامان ایک طرف رکھا اور اپنے چہرے اور کپڑوں سے گرد و غبار کو صاف کیا۔ پھر نہایت سکون کے ساتھ نبی اکرمؐ کی خدمت اطہر میں حاضری دی۔ اس وقت نبی اکرمؐ نے اس سردار کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ آپ میں دو

---

(۱) فتاویٰ ثنائیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خوبیاں ہیں جو اللہ کو بہت پسند ہیں۔ ایک حوصلہ اور بردباری' دوسری دانائی اور دانش مندی۔[1] اسی طرح بہتر یہی ہے کہ جب آپ کسی سے ملاقات کے لیے جائیں تو اس سے وقت لیا جائے یاکم ازکم آپ کو ان کے معمولات اور مصروفیات کا علم ہونا چاہیے تاکہ نہ اس کو تکلیف ہو اور نہ ہی آپ کو زحمت اٹھانی پڑے۔ ہاں اگر بغیر اطلاع کے کسی کے گھر جائیں تو اس کی مرضی ہے کہ وہ آپ کو ملاقات کے لیے وقت دے یا نہ دے۔ اگر اس کے پاس وقت نہ ہو تو آپ کو ناراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ قرآن پاک کا یہی ارشاد ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا۟ وَتُسَلِّمُوا۟ عَلَىٰٓ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ بھیج لو۔ یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ توقع ہے کہ تم خیال رکھو گے"۔[2]

جماعتوں کے ذمہ دار اور لوگوں کی خدمت پر مامور افسران کی صورت حال قدرے مختلف ہے۔ دفتری اوقات میں ملاقات کے لیے وقت نہ لیا جائے تو چنداں حرج نہیں کیونکہ دفتر میں بیٹھنے کا مقصد ہی عوام کی خدمت اور رابطہ ہے۔ تاہم خصوصی میٹنگ یا کام میں مصروف عہدے دار سے اجازت لینی چاہیے کیونکہ وہ جماعت یا قوم کی خدمت میں لگے ہوتے ہیں جو بالواسطہ آپ کی ہی خدمت ہے۔ تاہم گھریلو ملاقات میں ان کا ملاقات کے لیے وقت دینا ان کی مرضی اور حالات پر منحصر ہے۔ سوائے ایمرجنسی کے حتی الوسع پرہیز

---

(۱) سیرت النبیؐ

(۲) پ ۱۸ سورہ نور ۲۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنا چاہئے۔ اس میں ملنے والے کی عزت بھی ہے اور اس طرح ملاقات کے آداب میں یہ بات بھی شامل ہے۔ کہ جوں ہی آپ کی بات اور مطلب پورا ہو آپ اجازت لے کر اٹھ آئیں تاکہ آپ کا اور دوسرے کا وقت ضائع نہ ہو، سوائے اس کے کہ میزبان کی چاہت ہو کہ آپ مزید تشریف رکھیں۔

انتخاب امیر

اسلام نے امت مسلمہ کے لیے امیر منتخب کرنے کا کوئی خاص طریقہ متعین نہیں فرمایا بلکہ انتخاب امیر کو مسلمانوں کے معروضی حالات پر چھوڑ کر انہیں اختیار دیا ہے کہ وہ باہمی مشورے سے جس طرح چاہیں کسی اہل شخص کو اپنا امیر منتخب کرلیں۔ اس ضمن میں بنیادی شرط یہ ہے کہ اس ذمہ داری کو امانت سمجھ کر کسی کے سپرد کیا جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (۱)

"مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں، دیانت دار لوگوں کے سپرد کیا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کیا جائے"۔

اس اصول کی پاسداری کرتے ہوئے مسلمان جس طرح مناسب سمجھیں کسی باصلاحیت آدمی کو امیر منتخب کرلیں۔ اسی لیے نبی اکرم ؐ نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ یعنی ابوبکر صدیق ؓ کے بارے میں اشارات تو فرمائے ہیں لیکن انہیں نامزد نہیں فرمایا بلکہ خلیفہ کے انتخاب کے لیے صحابہ کو کھلا چھوڑ

---

(۱) پ ۵، النساء ۵۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیا۔

لَقَدْ هَمَمْتُ اِذَا رَدْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ ابْنِهٖ وَ اُعْهِدُ اَنْ یَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ وَیَتَمَنّٰی الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ : یَاْبَی اللّٰهُ وَیَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْ یَدْفَعُ اللّٰهُ وَیَاْبَی الْمُؤْمِنُوْنَ (۱)

"رسول اکرم ؐ فرماتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکرؓ اور ان کے صاحبزادے کو بلا کر ابوبکرؓ کو اپنا جانشین مقرر کر دوں تاکہ میرے بعد کوئی خلافت کی آرزو رکھنے والا اپنی خواہش کا اظہار نہ کرے۔ پھر میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کسی اور کو خلیفہ نہیں بننے دے گا اور نہ ہی مسلمان اسے قبول کریں گے"۔

لیکن ابوبکر صدیقؓ نے حالات کا بغور جائزہ لیتے ہوئے اپنی وفات سے قبل حضرت عمرؓ کو نامزد فرمایا۔ پھر ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میں رب کی بارگاہ میں عرض کروں گا کہ نبی ؐ کی امت میں سب سے لائق انسان کو اپنے بعد خلیفہ بنا کر آیا ہوں۔ ان کی نامزدگی کی تائید کے لیے بھی احادیث کی کتابوں میں کھلے اشارات پائے جاتے ہیں جن میں ایک ملاحظہ کیجئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ عَلٰی قَلِیْبٍ عَلَیْهَا وَلَوْ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ وَفِیْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَ اللّٰهُ یَغْفِرُ لَهٗ ضُعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا مِنَ النَّاسِ

---

(۱) (بخاری۔ کتاب المرضیٰ) تفصیل کے لیے بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف (مسلم باب فضائل ابوبکر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ ۔ ○ (۱)

سیدنا ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبیؐ سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ میں ایک دن سویا ہوا تھا۔ دریں اثنا خود کو بے منڈیر کنویں پر دیکھا جس پر ایک ڈول ہے تو میں نے اس کنویں سے جتنا اللہ نے چاہا پانی نکالا۔ پھر وہ ڈول حضرت ابوبکرؓ نے لے لیا۔ ان کے پانی نکالنے میں کچھ کمزوری تھی جسے اللہ نے معاف فرما دیا۔ بعد ازاں وہ ڈول عمرؓ نے لیا تو بے مثال ہمت کا مظاہرہ کیا۔ لوگ خوشحال ہوگئے جانوروں تک کو سیراب کر دیا۔

حضرت عمرؓ کے بعد نیکی اور علو مرتبت کے اعتبار سے افراد کی درجہ بندی تو موجود ہے لیکن خلافت کے حوالے سے حدیث کی مقدس دستاویزات میں سکوت پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ زندگی بھر خاص کر آخری سالوں میں آئندہ خلیفہ کے بارے میں غلطاں و پیچاں رہے۔ صحابہؓ کہتے ہیں: کئی بار ایسا ہوا کہ حضرت عمرؓ تنہا بیٹھے گہری سوچوں میں مستغرق پائے گئے۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں فکرمندی کا شکار ہیں۔ بالآخر جب شہادت کا وقت قریب آیا تو لوگوں کے بار بار مطالبے کے جواب میں فرمایا کاش ابوعبیدہ بن جراحؓ یا حضرت سالم زندہ ہوتے تو میں ان میں سے کسی کو امیر نامزد کر دیتا۔ اس کے بعد فرمایا:

اسلام میں انتخاب خلیفہ کا کوئی متعین طریقہ نہیں۔ اس سلسلے میں عبداللہ بن عمر کا مندرجہ ذیل اثر ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قِيْلَ لِعُمَرَ اَلَاتَسْتَخْلِفُ قَالَ اِنْ اَسْتَخْلِفُ

---

(۱) متفق علیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي اَبُوْبَكْرٍ وَاِنْ تَرَكْتُ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۱)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو ان سے درخواست کی گئی کہ آپ کسی کو خلیفہ نامزد فرما دیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں تو بھی ٹھیک ہے کیونکہ یہ حضرت ابوبکرؓ کا طریقہ ہو گا جو مجھ سے بہتر تھے اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو یہ بھی مناسب ہے کیونکہ نبی اکرمؐ نے کسی کو مقرر نہیں کیا تھا جب کہ آپؐ سب سے بہتر تھے۔ لیکن انہوں نے مدتوں حالات کا وسیع تر جائزہ لیتے ہوئے تیسرا طریقہ اختیار کیا۔ بے انتہا سوچ وبچار کے باوجود ان کی نظر انتخاب کسی ایک شخصیت پر قانع نہ ہو پائی۔ آخر حضرت عمرؓ نے چھ آدمیوں کی کمیٹی کا اعلان کیا جو عشرہ مبشرہ اصحابؓ پر مشتمل تھی۔ دس میں سے دو پہلے فوت ہو چکے تھے۔ ابوبکرؓ اور ابوعبیدہ بن جراحؓ۔ باقی آٹھ میں سے ایک فاروق اعظمؓ خود تھے۔ ساتویں حضرت سعیدؓ کو خلافت کمیٹی میں اس لیے شامل نہ کیا کہ وہ ان کے چچازاد بھائی اور بہنوئی تھے۔ یہی پالیسی اپنے بیٹے کے بارے میں اختیار کی جبکہ لوگوں کے زبردست مطالبے کے باوجود حضرت عبداللہ کو کوئی ذمہ داری نہ دی۔ صحابہؓ کے بار بار اصرار کے بعد فقط یہ اجازت دی کہ اگر تم ضروری سمجھتے ہو تو آئندہ قیادت کے بارے عبداللہؓ کو مشورہ میں شامل کر لینا لیکن حکومت اس کے سپرد نہیں کی جا سکتی۔ (۱)

---

(۱) البدایہ والنہایہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انتخابی بورڈ اور الیکشن کمشنر

انتخابی بورڈ نے کئی اجلاسوں کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو اختیار دیا کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ میں سے جس کو چاہیں خلیفہ بنادیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے تین دن رات مسلسل صحابہؓ اور عام لوگوں سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت عثمانؓ سے ایک خصوصی عہد لیتے ہوئے ان کی خلافت کا اعلان کر دیا۔ تفصیل حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حوالے سے ملاحظہ ہو۔

ثُمَّ نَهَضَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَسْتَشِيرُ النَّاسَ فِيهِمَا وَيَجْمَعُ رَأْیَ الْمُسْلِمِينَ بِرَأْيِ رُؤُسِ النَّاسِ وَاَقْيَادُهُمْ جَمِيعًا وَاَشْتَاتًا، مَثْنٰى وَفُرَادٰى وَمُجْتَمِعِينَ، سِرًّا وَجَهْرًا حَتّٰى خَلَصَ اِلَى النِّسَاءِ الْمُخَدَّرَاتِ فِي حِجَابِهِنَّ، وَحَتّٰى سَأَلَ الْوِالْدَانَ فِي الْمَكَاتِبِ وَحَتّٰى سَأَلَ مَنْ يَّرِدُ مِنَ الرُّكْبَانِ وَالْاِعْرَابِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، فِي مُدَّةِ بْنِ عَفَّانَ، اِلَّا مَا يَنْقُلُ عَمَّارٌ وَالْمِقْدَادُ اَنَّهُمَا اَشَارَ بِعَلِّيِ بْنِ اَبِي طَالِبٍ ثُمَّ بَايَعَا مَعَ النَّاسِ عَلٰى مَا تَذْكُرَهُ.... فَسَعٰى فِي ذٰلِكَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ بِلَيَالِيْهَا يَنْتَهِضُ بِكَثِيرٍ يَوْمِ الصَّلٰوةِ وَدُعَاءً وَاسْتِخَارَةً وَسِوَالًا مِنْ ذَوِي الرَّأْيِ عَنْهُمْ، فَلَوْ يَجِدْنَا حَدًّا بِعَدْلٍ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (۱)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کو بلوائیوں (قاتلان عثمانؓ) نے مجبور کیا کہ وہ خلافت کی ذمہ داریوں کو اٹھائیں۔ ابتداءً حضرت علیؓ ان حالات اور اس انداز سے خلافت قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوئے

---

(۱) بخاری باب الاستخلاف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن حالات کی سنگینی کو دیکھ کر انہوں نے اس بارگراں کو اٹھا لیا۔ ان کی خلافت کے فوراً بعد حضرت معاویہؓ کے ساتھ اختلافات پیدا ہو گئے جن کی وجہ سے حکومت میں شدید بحران پیدا ہوا۔ نتیجۃً دنیا کی سب سے بڑی مملکت اور جماعت (امت) دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ حضرت علیؓ خارجیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے تو ان کے بعد حضرت حسنؓ کوفے کے علاقے کے امیرالمؤمنین بنے۔ جناب حضرت حسنؓ ان حالات سے پہلے ہی رنجیدہ خاطر اور دل گرفتہ تھے۔ کمال خلوص کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں مستعفی ہو گئے۔ اب معاویہ بلا شرکت غیر مسلمانوں کے خلیفہ ہو گئے۔ امیر معاویہؓ نے تقریباً بیس سال خلافت کی اور آخری سالوں میں امت کو آئندہ اختلافات سے بچانے کی خاطر اپنے بیٹے کی نامزدگی کے لیے وسیع تر اعتماد لینے کی کوشش کی۔

امیر معاویہؓ نے دنیا کی سب سے بڑی مملکت کے مکہ و مدینہ سمیت تمام صوبوں کے گورنروں کو لکھا کہ اپنے اپنے علاقہ کے معززین، ارباب حل و عقد سے رائے لے کر اس تجویز کے بارے میں مجھے آگاہ کریں۔ تمام لوگوں نے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات کی تائید کی سوائے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت حسینؓ کے۔ ان بزرگوں نے یزید کی ولی عہدی پر عدم اطمینان کا اظہار کیا۔ یاد رہے انہیں یہ اعتراض نہیں تھا کہ صحابہؓ اور تابعین کے ہوتے ہوئے دوسرے لوگوں سے کیوں مشورہ لیا گیا ہے یا اہل علم کے علاوہ رائے دینے کا اختیار کسی کو نہیں یا پھر انہیں اس انتخابی عمل سے اختلاف تھا۔

یہ بات احادیث اور تاریخ کی روشنی میں واضح ہے کہ چاروں خلفاء الگ الگ طریقے سے مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ اس طرح چاروں طریقے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائز ہوئے۔

۱۔ لوگوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے (نبی اکرمؐ)

۲۔ نامزدگی کی جائے (حضرت ابوبکرؓ)

۳۔ انتخابی ادارہ قائم کیا جائے (حضرت عمرؓ)

۴۔ کسی پریشر گروپ کے ذریعے (حضرت علیؓ)[1]

موجودہ دور میں مسلمانوں کی ایمانی حالت، اخلاقی قدریں اتنی مضبوط اور صحت مند نہیں رہیں جس کی وجہ سے فکری طوائف الملوکی، دنیا کی حرص و ہوس، پھر دشمن کی ریشہ دوانیاں، ان حالات میں جماعت / امت، کو کھلا چھوڑ دیا جائے تو اس سے مزید انتشار کا ڈر اور باقی ماندہ وحدت ختم ہونے کا خدشہ ہے۔ نامزدگی کے لیے بھی ایسی شخصیت اور اتھارٹی کا ہونا ضروری ہے جس کو لوگ طوعاً و کرھاً قبول کر لیں تاکہ ملک اور قوم مزید ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچ جائے۔ موجودہ حالت میں لوگوں کے مزاج اور حالات کی نزاکت کے باعث ایسے طریقے سے امیر جماعت / سربراہ مملکت، منتخب کیا جائے جس طریقہ کار پر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اعتماد میں لیا جا سکے۔

انتخاب امیر کی بحث کا خلاصہ

یقیناً آپ آگے پڑھیں گے کہ حنین کے موقعہ پر قیدیوں کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوا۔ جس کی وجہ سے رائے عامہ واضح نہ ہو سکی تو

---

(۱) ہم نے وضاحت کر دی ہے کہ سیدنا حضرت علیؓ کا اس پلیشر میں ہرگز کوئی حصہ نہیں تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ؐ نے فرمایا کہ آپ سب اپنے اپنے یونٹوں میں چلے جائیں ۔ وہاں مشورہ کر کے اپنے نمایندوں کو میرے پاس بھیجیں تا کہ میں کسی فیصلے تک پہنچ سکوں ۔ اسی طرح آپ کا حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں فرمانا کہ اگر ان کے ہوتے ہوئے کسی نے خلافت کی خواہش کا اظہار کیا تو مسلمانوں کی اکثریت اسے قبول نہیں کرے گی ۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے بیعت سقیفہ بنی ساعدہ کے باوجود اگلے دن مسجد نبوی ؐ میں بیعت عام لیتے ہوئے ' ان الفاظ کے ذریعے آزادی انتخاب کا اشارہ دیا کہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں ۔ گویا کہ ان کا یہ فرمان اور اقدام انتخابی عمل میں توسیع کے مترادف تھا ۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا انتخابی عمل میں وسیع تر اقدام کرتے ہوئے خلافت عثمانؓ کے لیے عام و خاص حتیٰ کہ راہ گیروں اور امہات المومنینؓ سے مشورہ کرنا ' بدلتے ہوئے حالات کے تحت اس منصب کو زیادہ سے زیادہ قابل اعتماد بنانے کی کوشش تھی ۔ حضرت علیؓ نے حالات کے جبر کے تحت جمعرات کو بیعت قبول کی لیکن پھر اگلے دن خطبہ جمعہ میں اس نازک صورت حالات کو بیان کرتے ہوئے پھر دوبارہ موقع دیا کہ جس کو چاہیں امیر بنالیں ۔ ان کے بعد امیر معاویہؓ کا اپنے بیٹے جناب یزیدؒ کے لیے ملک گیر بنیادوں پر اعتماد کا ووٹ لینا ' اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ حالات و واقعات کو سامنے رکھ کر اس منصب کے لیے زیادہ سے زیادہ اعتماد حاصل کرنا ' دینی ' سیاسی اور انتظامی لحاظ سے نہ صرف بہتر ہے بلکہ آقائے دوجہاں کی سنت اور خلفائے راشدین کے طریقے کی پیروی ہے ۔ یہی اہلحدیث حضرات کا مطمح نظر اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کا نقطہ نگاہ ہے ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا امیر کو معزول کیا جا سکتا ہے؟

آج دینی حلقوں کی فکر میں یہ جھول بھی پائی جاتی ہے کہ جس شخص کو امیر منتخب کر لیا جائے اسے معزول نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے اس کے جب تک اس میں واضح کفر (کفر بواح) نہ پایا جائے۔ اس کے ساتھ ہی وہ خلفاء کے تواتر و تعامل کو بھی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

بلاشبہ کفر بواح تو نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس کو نہ ماننا ایمان کو خطرے میں ڈالنے کے مترادف ہے لیکن یہ دلیل حقائق کے ترازو میں زیادہ وزن نہیں رکھتی اس لیے کہ سیدنا ابوبکرؓ و عمرؓ کو ان حالات کے ساتھ واسطہ ہی نہیں پڑا جن میں لوگ ان کی معزولی کے بارے میں سوچتے۔

ان کے بعد حضرت عثمانؓ سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کرنے والے صحابہ کرامؓ کی بجائے وہ لوگ تھے جو افکار و کردار کے اعتبار سے اعلیٰ معیار کے حامل نہیں تھے۔ اور اس مطالبے کے پیچھے یہودی سازش بھی کارفرما تھی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے ان کے مطالبے کو اس لیے بھی درخور اعتنا نہیں سمجھا کیونکہ ان کی خلافت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد عالی جاری فرما کر آئینی تحفظ فراہم کیا تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ یَا عُثْمَانُ اَنَّهٗ لَعَلَّ اللّٰهَ یُقَمِّصُكَ قَمِیْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰی خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ" (۱)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ممکن ہے اللہ تعالیٰ آپؓ کو ایک خلعت سے مزین فرمائے۔ ایسی صورت میں کچھ لوگ آپؓ

---

(۱) جامع ترمذی

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے اسے اتارنے کا مطالبہ کریں تو تم اسے (خلعت خلافت کو) ہرگز نہ اتارنا۔

شہادت عثمانؓ کے بعد جونہی حضرت علیؓ خلافت پر متمکن ہوئے تو انہیں مسلسل ایسے حالات و واقعات سے واسطہ پڑا کہ دنیا کی عظیم ترین مملکت اور جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی اور یہ اختلافات اس قدر اندوہناک صورت اختیار کر گئے کہ بالآخر امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان جنگ برپا ہوئی جس میں ہزاروں صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے۔ اس اذیت ناک صورت حال پر قابو پانے کے لیے حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور امیر معاویہ کی طرف سے عمروؓ بن العاص کو مکمل اختیارات کے ساتھ ثالث مقرر کیا گیا۔ انہوں نے باہم افہام و تفہیم کے بعد یہی فیصلہ کیا تھا کہ ان دونوں بزرگوں کو حکومت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دینا چاہئے۔ تفصیلات کے لیے البدایہ والنہایہ اور تاریخ کی دوسری کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

اگر امیر کو معزول نہیں کیا جا سکتا تو پھر ان دونوں اصحابؓ نے اس بات پر کیوں اتفاق کیا تھا؟ اسی لیے ہم نے عرض کیا ہے کہ اس مسئلے میں تعامل خلافت کو حجت اور دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ کیونکہ اسلام کا کون سا بنیادی حکم ہے جس میں استثنائی صورت کو برقرار نہیں رکھا گیا۔ نازک حالات میں روزہ توڑا جا سکتا ہے۔ نمازی نماز سے الگ ہو سکتا ہے۔ اعتکاف سے اٹھا جا سکتا ہے اور سماجی زندگی میں میاں بیوی کے درمیان طلاق ہو سکتی ہے [1] جبکہ اس رشتہ کی عظمت اور تقدس کو بیان کرتے ہوئے

---

(۱) جو کہ معاشرہ، خاندان اور معاشرتی زندگی کی وحدت کا بہت بڑا ذریعہ ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے صرف ایک آیت (۱) کے اندر چار مرتبہ اس کو حدود اللہ قرار دیا ہے۔ شریعت نے استثناء کی حدود کو اس قدر وسعت دی ہے (کہ کمزور آدمی) جان بچانے کے لیے وقتی طور پر کلمہ کفر کہہ بھی سکتا ہے بشرطیکہ اس کے دل میں کھوٹ نہ ہو۔ (۲)

پھر کیا منصب امارت کے عزل و نصب میں کوئی استثنا موجود نہیں؟ یہ مسلمہ حقیقت ہے جو اتھارٹی کسی کو منصب پر جلوہ نما کرتی ہے تو اسے مخصوص حالات میں یہ اختیار بھی ہونا چاہئے کہ وہ اسے الگ کر سکے۔ خصوصاً جب ملک و ملت کو نقصان پہنچ رہا ہو۔ اسی لیے بڑے بڑے ائمہ کرام ؒ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ناگزیر حالات میں امیر کو مستعفی ہو جانا چاہئے۔ بصورت دیگر اسے معزول بھی کیا جا سکتا ہے۔ ماضی قریب میں سعودی عرب کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ملک عبدالعزیز کے بعد ان کا بڑا بیٹا حکمران بنایا گیا لیکن کچھ عرصہ بعد اسے بوجوہ معزول کر کے فیصل مرحوم کو سعودی عرب کا فرمانروا بنایا گیا تھا اور وہاں کے مفتی اعظم سمیت سب نے اس بات کی تائید کی تھی۔

ان حقائق اور شواہد کی روشنی میں جماعت اور ملک و ملت کی بھلائی اسی میں ہے کہ بوقت ضرورت امیر کو معزول کیا جا سکے لیکن یہ اقدام نازک

---

(۱) اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○
(پ ۲ البقرہ ۲۲۹)

(۲) اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ (پ ۱۴، النحل ۱۰۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترین اور غیر معمولی حالات میں اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے اس لیے کہ کہیں اس منصب کو بازیچہ طفلاں ہی نہ بنا لیا جائے کیونکہ یہ ایک شخص کے عزل و نصب کا مسئلہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ ملک و ملت کی وحدت اور عظمت وابستہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سربراہ قوم کو الگ کرنے کے وقت ملکوں اور جماعتوں میں ہیجان اور بحران پیدا ہو جاتا ہے۔ اس تبدیلی میں بسا اوقات قومیں اور ملک زوال کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے آج سربراہ کے انتخاب سے پہلے طے کر لیا جاتا ہے کہ سربراہ کو اتنی مدت کے بعد دوبارہ انتخاب کروانا ہوں گے تاکہ اگر وہ نا اہل ہے تو بغیر فتنہ و فساد کوئی تبدیلی لائی جا سکے۔ موجودہ دور میں یہ بہترین طریقہ ہے بشرطیکہ اس پر ٹھیک طریقے سے عمل کیا جائے۔ جہاں تک دینی جماعتوں خاص کر جمعیت اہلحدیث کا تعلق ہے ہمارے ہاں بھی دستور میں یہ شق موجود ہے۔ مگر آج تک کسی امیر کو محض اس شق کی بنا پر الگ نہیں کیا گیا۔ مولانا داودؒ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ حضرت حافظ محمد گوندلویؒ یہ تمام امراء اس وقت تک امیر رہے جب تک واپسی کا وقت نہیں آن پہنچا۔

قیادت کے افکار و کردار کے اثرات جماعت پر

قیادت کی نیت و کردار کا عوام پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ کنز العمال میں نبی اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے اعمالکم عمالکم جیسے تمہارے اعمال اور کردار ہوں گے ویسے ہی تمہارے حاکم ہوں گے۔ آپؐ کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ جیسا معاشرہ ہو گا ویسی ہی قیادت اس معاشرہ سے ابھر کر سامنے آئے گی۔ بڑوں کی زندگی کے اثرات تو بڑے نمایاں ہوتے ہیں اور عوام اس کا بہت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جلد اثر قبول کرتے ہیں۔ قیادت اگر کفایت شعار اور سادگی پسند ہو تو لا محالہ قوم کے اکثر افراد بھی سادگی کو ہی اپنا شعار بنائیں گے لیکن اگر قیادت پر تکلف اور نمود و نمائش کو اختیار کیے ہوئے ہو تو قوم سے سادگی کی توقع رکھنا بے معنی بات ہے۔ جس طرح بڑے لوگوں کے کردار کے اثرات متعدی ہوتے ہیں اسی طرح ان کی نیتوں کے اثرات بھی متعدی ہوتے ہیں۔ اگر ایک شخص سوسائٹی کا معمولی آدمی ہے تو اس کی نیت و کردار کے اثرات محدود تر ہوں گے جب کہ معاشرہ کے موثر افراد کے اعمال اور افکار لوگوں پر لامحدود اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اسی لیے قرآن پاک نے معاشرہ کے ان بنیادی عناصر کے بارے یوں فرمایا ہے:

وَاِذَا اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ○ (۱)

"جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم (مہلت) دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر صادر ہوتا ہے اور ہم اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں"۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○ (۲)

"اور کہیں گے اے رب ہمارے ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا"۔

---

(۱) پ ۱۵، بنی اسرائیل ۱۶

(۲) پ ۲۲، الاحزاب ۶۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَبَّنَا اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ○ (۱)

"اے ہمارے رب ان کو دو ہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر"۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○ (۲)

"اور اس طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرموں کو لگا دیا کہ وہ اپنے مکر و فریب کا جال پھیلائیں۔ دراصل وہ اپنے فریب کے جال میں آپ پھنستے ہیں، مگر انھیں اس کا شعور نہیں ہے"۔

جس طرح نااہل اور بری قیادت کے افعال و اعمال کے اثرات اور نحوست پورے معاشرے اور جماعتوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر ان کے اعمال کثافت زدہ اور ان کی صلاحیتوں کو ناکارہ بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح اس کے برعکس نیک اور صالح قیادت کا حسن کردار اور نیت افکار کے اثرات بھی نمایاں اور واضح دکھائی دیتے ہیں۔ اخلاص نیت ایک ایسی حقیقت ہے جو چھپانے کے باوجود اپنی تاثیر سے جماعت، معاشرہ اور قوم کو متاثر کیے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اگر خلوص نیت کے ساتھ جماعت کی خدمت بجا لائی جائے تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ جماعت کے اندر یہ جذبہ پیدا نہ ہو۔ یہ ایک فطری تاثر ہے جو بالآخر جماعت کے مجموعی افراد پر مرتب ہوتا ہے۔ تاریخ اسلام کے بے شمار واقعات اس حقیقت کی زندہ شہادت ہیں کہ جب مسلمان قیادتوں نے عدل و انصاف کے ترازو کو قائم کیا تو وحشی جانور بھی انسانوں کو چیر پھاڑ کرنے کی بجائے ان کے محافظ بن گئے۔

---

(۱) پ ۲۲، الاحزاب ۶۸

(۲) پ ۸، الانعام ۱۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی مشہور کتاب تاریخ ابن کثیر المعروف بہ البدایہ والنھایہ میں حکمرانوں کی نیتوں کے اثرات کے حوالے سے کئی واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ ولید بن عبدالملک تعمیرات اور عمارات کا بڑا گرویدہ تھا۔ اس کے زمانے میں بننے والی عمارتوں نے تاریخ میں بڑی شہرت حاصل کی۔ اس دور میں جب لوگ ایک دوسرے سے ملتے تو سب سے پہلے یہی پوچھا کرتے تھے کہ تمہارے کتنے مکانات ہیں اور کون کون سے شہر میں واقع ہیں۔

جب سلیمان بن عبدالملک کا دور آیا تو لوگ ایک دوسرے سے شادیوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے کیونکہ بادشاہ وقت کا رجحان عورتوں کی طرف حد اعتدال سے زیادہ تھا۔ جب عمرؒ بن عبدالعزیز کا مبارک دور آیا تو دنیا نے دیکھا کہ لوگ ملاقات کے دوران ایک دوسرے سے یہ استفسار کرتے کہ آپ نے نماز تہجد میں کتنا قیام کیا اور ایک دوسرے سے یہ بھی پوچھا جاتا کہ آپ ہر روز کتنا قرآن پاک تلاوت کرتے ہیں۔ پھر حافظ ابن کثیرؒ نے ایک عجیب واقعہ اپنی کتاب میں رقم فرمایا ہے۔

ایک مرتبہ بادشاہ اپنے ہم جولیوں کے ساتھ شکار کھیلنے کے لیے جنگل میں گیا۔ شکار کے پیچھے بھاگتے ہوئے بادشاہ تن تنہا اپنے ساتھیوں سے دور نکل گیا۔ اچانک بادشاہ نے دور سے ایک جھونپڑی دیکھی۔ شدت پیاس کی وجہ سے بادشاہ نے وہاں پہنچ کر پانی طلب کیا۔ اندر سے ایک لڑکی کی آواز آئی کہ آپ کون ہیں؟ بادشاہ نے اپنا تعارف کرائے بغیر کہا کہ میں مسافر ہوں۔ مجھے پینے کے لیے پانی دیجئے۔ اس لڑکی نے کہا بابا تھوڑا سا انتظار کیجئے۔ میں ابھی پانی لاتی ہوں۔ اس نے فوراً پھل یا گنے کا جوس پیش کیا۔ بادشاہ نے جوس پیتے ہوئے سوچا یہ علاقہ بڑا زرخیز اور مالدار ہے کیوں نہ اس پر ٹیکس لگا دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے ایک اور گلاس طلب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ اس بچی نے دوسرا گلاس لانے میں تاخیر کی۔ بادشاہ نے دوسرا گلاس نوش کرنے کے بعد کہا' بیٹا یہ شربت پہلے کی طرح لذیذ اور ذائقہ دار نہیں اور پھر لانے میں بھی آپ نے کافی دیر کر دی۔ ایسا کیوں ہوا؟

لڑکی نے پراعتماد طریقے سے جواب دیا کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے حکمران وقت کی نیت میں فتور آ گیا ہے۔ ان واقعات اور قرآن و سنت کی روشنی سے معلوم ہوتا ہے کہ نیت و ارادے کے اثرات بڑے گہرے اور لامحدود ہوتے ہیں۔ اگر قوم یا جماعت قیادت کو اپنے مقاصد اور مفاد کے لیے استعمال کرے گی تو کوئی وجہ نہیں کہ کارکنان کے اندر دفع الوقتی اور مفاد پرستی پیدا نہ ہو۔ ایسے لیڈر کو جانچنے' پرکھنے اور پہچاننے کا ایک سادہ نہ موجود ہے کہ جب جماعت اور کارکنان کو قیادت اور ان کے کردار کی ضرورت ہو تو وہ لاپرواہی اور بے اعتنائی اختیار کریں اور جب لیڈران کرام نے اپنی لیڈری چمکانی ہو تو وہ کارکنان کی طرف رجوع فرمائیں۔ ایسی صورت میں قیادت کے عزائم' افکار اور اعمال کھل کر سامنے آ جاتے ہیں۔ اس صورت حال میں جماعت' قوم اور ملک سے برکات و فیوض ختم اور مفاد پرستی عام ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے جماعت قمع ہ' ملک برباد اور قومیں ختم ہو جاتی ہیں۔

امیر کے ذاتی اوصاف

صحت و تندرستی

جتنے بھی انبیاء دنیا میں جلوہ گر ہوئے ان میں اور خوبیوں کے ساتھ یہ خوبی بدرجہ اتم موجود ہوتی تھی کہ وہ صحت اور تندرستی کے اعتبار سے بے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شمار لوگوں سے کہیں زیادہ توانا اور تندرست ہوتے تھے کیونکہ صحت مند آدمی ہی کسی کی خدمت کے قابل ہوتا اور کوئی کارنامہ سرانجام دے سکتا ہے۔ لیکن افسوس دینی حلقوں میں یہ بھی غلط فہمی پائی جاتی ہے اور یہ رجحان فکری اس قدر بڑھ چکی ہے کہ وہ بوڑھے آدمی کے بغیر کسی دوسرے کو ذہنی طور پر امیر ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتے۔ انہیں یہ زعم ہے کہ بزرگی عمر کی وجہ سے لوگ ایسے امیر کا احترام زیادہ کرتے ہیں اور ایسا امیر عام لوگوں سے زیادہ ثقہ ہوتا ہے۔ جہاں تک ثقاہت اور پختہ کاری کا معاملہ ہے یہ تو جذبے اور میدان عمل میں کودے بغیر ممکن نہیں۔ کتنے ہی بزرگ ایسے ہیں جن کی نیکی، تقویٰ اور بزرگی مسلمہ مگر ثقاہت نام کی کوئی چیز ان کے قریب سے بھی نہیں گزرتی۔ ادھر بھری محفل میں ایک بات اور فیصلہ کیا مگر چند لمحوں کے بعد دوسری بات فرما رہے ہوتے ہیں۔ گویا کہ پہلے فیصلے اور بات کے بالکل الٹ۔ عقیدت مند حضرات ان کے اس فعل کو بھولے پن سے تعبیر کرتے ہیں حالانکہ ان کے غیر ثقہ ہونے کا یہ بڑا نمایاں ثبوت ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ان کی ایسی مقدس حرکات کی وجہ سے پوری جماعت آزمائش کا شکار ہو جاتی ہے۔ جہاں تک شخصی احترام کا تعلق ہے۔ وہ بھی اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ کسی نظم سے باہر اور کسی ذمہ داری کے حامل نہیں ہوتے۔ ایسے حضرات جوں ہی کسی ذمہ داری یا منصب پر فائز ہوتے ہیں تو کچھ مدت کے بعد ان کے غیر فعال ہونے کی وجہ سے عام کارکن ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے ذمہ دار لوگ ان کی جماعتی کارکردگی سے غیر مطمئن دکھائی دیتے ہیں۔ بسا اوقات ان کی شخصی بزرگی کی وجہ سے ان کے سامنے تو نہیں لیکن سرعام غیبت اور ان کی سستی اور جماعتی معاملات میں عدم دلچسپی پر تنقید کرتے ہیں جس سے پوری جماعت میں خلفشار اور مایوسی پیدا ہو جاتی ہے۔ جب کہ دوسری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرف وہ بزرگ عمر اور ذاتی صلاحیتوں کے فقدان کی وجہ سے پہلے سے ہی کمزور ہوتے ہیں۔اس لیے عمر ہی بزرگی یا منصب کی اہلیت کا معیار نہیں ہونا چاہئے بلکہ ترجیحا ایسے شخص کو امیر بنایا جائے جو عہدے کے متعلق دوسرے اوصاف سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ جواں سال اور جواں مرد بھی ہو۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ؐ کے ارشادات گرامی بھی اس بات کی راہنمائی کرتے ہیں۔

"قوی مومن کمزور سے بہتر ہے"۔(الحدیث)

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ (۱)

"جب موسیٰ بھرپور جوان ہو گئے تو ہم نے اسے حکم اور علم عطا کیا۔ہم نیک لوگوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں"۔

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (۲)

پیغمبر نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو تمہارا سربراہ مقرر کیا ہے جس کو علمی اور جسمانی اعتبار سے تمہارے مقابلے میں برتری عطا کی گئی ہے۔اللہ جس کو چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے، وہ بڑی وسعت اور علم والا ہے"۔

---

(۱) پ ۱۲، یوسف ۲۲

(۲) پ ۲، البقرہ ۲۴۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُئِلَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ۔

عَنْ رَجُلَیْنِ یَکُوْنَانِ اَمِیْرَیْنِ فِی الْغَزْوِ وَاَحَدُھُمَا قَوِیٌّ فَاجِرٌ وَالْآخَرُ صَالِحٌ ضَعِیْفٌ مَعَ اَیِّھِمَا یُغْزٰی؟

فَقَالَ اَمَّا الْفَاجِرُ الْقَوِیُّ، فَقُوَّتُہٗ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَفُجُوْرُہٗ عَلٰی نَفْسِہٖ، وَاَمَّا الصَّالِحُ الضَّعِیْفُ فَصَلَاحُہٗ لِنَفْسِہٖ وَضَعْفُہٗ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَیُغْزٰی مَعَ الْقَوِیِّ الْفَاجِرِ وَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ"

حضرت علامہ ابن تیمیہؒ سے دریافت کیا گیا دو ایسے آدمیوں کے متعلق جن میں سے ایک طاقتور تو ہے مگر فاجر ہے۔ دوسرا نیک تو ہے مگر کمزور ہے۔ تو ان دونوں میں سے کس کو غزوے میں امیر بنایا جائے؟

علامہ موصوفؒ نے فرمایا:

فاجر طاقتور کو، کیونکہ اس کی قوت تو مسلمانوں کے حق میں استعمال ہو گی جبکہ اس کی برائی کی زد اس کی ذات پر پڑے گی۔ تو جو نیک ہے مگر کمزور ہے تو اس کی نیکی اس کی اپنی ذات کے واسطے ہے جبکہ اس کی کمزوری کا اثر مسلمانوں پر پڑے گا۔ اس لیے غزوے میں قوی فاجر ہی کو امیر بنانا چاہیے چنانچہ نبیؐ نے فرمایا ہے:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ کبھی اللہ تعالیٰ اپنے دین کو گنہگار شخص کے ذریعے بھی تقویت پہنچا دیتا ہے" (۱)

(۱) فتاویٰ ابن تیمیہؒ، جلد ۲۸، ص ۲۵۸

علم و بصیرت

انعامات خداوندی میں علم و بصیرت، حکمت و دانائی ایک خاص عطیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رب کریم ہے۔ علم کی دولت سے مالا مال ہونے کی بنا پر حضرت آدم علیہ السلام نے پہلے ہی قدم پر تمام ملائکہ پر برتری حاصل کر لی تھی۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ (۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ساری چیزوں کے نام سکھائے پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا "اگر تمہارا خیال صحیح ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا) تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ؟ انہوں نے عرض کیا، نقص سے پاک تو آپ ہی کی ذات ہے ہم تو بس اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا آپ نے ہم کو عطا کیا ہے۔ حقیقت میں سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں۔ پھر اللہ نے آدم سے کہا تم انہیں ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ جب اس نے ان کو ان سب کے نام بتا دیئے تو اللہ نے فرمایا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی وہ ساری حقیقتیں جانتا ہوں جو تم سے مخفی ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو وہ مجھے معلوم ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اسے بھی میں جانتا ہوں"۔

اس لیے قرآن و سنت میں علم والوں کو دوسرے لوگوں سے ممتاز رکھا گیا ہے۔ علم کے نتیجے میں جو روشنی حاصل ہوتی ہے میرے نزدیک اسے ہی

---

(۱) پ ۱، البقرہ ۳۱ تا ۳۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بصیرت سے تعبیر کیا جانا چاہئے۔ علم بڑی دولت اور نعمت ہے لیکن اس کو استعمال اور اس سے ٹھیک استفادہ وہ شخص کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت سے سرفراز فرمایا ہو۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ ○ (۱)

ترجمہ: "جس کو حکمت ملی، اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی۔ ان باتوں سے صرف وہی لوگ سبق لیتے ہیں جو دانش مند ہیں"۔

بصیرت و حکمت کے بغیر علم کا استعمال بعض دفعہ بہتر نتیجہ برآمد نہیں کرتا۔ اسی لیے صاحب علم مسئلہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں جس سے ان کی گفتگو میں علم ہونے کے باوجود دانائی اور بصیرت کا فقدان دکھائی دیتا ہے۔ اسی لیے قرآن پاک نے بصیرت کو حکمت و دانائی کا نام دے کر اس کو الگ بیان کیا ہے۔ بالفاظ دیگر علم راستے کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتا ہے اور بصیرت اس پر چلنے کا سلیقہ سمجھاتی ہے۔

اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ○ (۲)

ترجمہ: "(اے نبیؐ) اپنے رب کے راستے کی دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ"۔

یہی وہ خداداد بصیرت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ أَدْعُوْا إِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (۱)

---

(۱) پ ۳، البقرہ ۲۶۹

(۲) پ ۱۴، النحل ۱۲۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : ''تم ان سے کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے' میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں' میں خود بھی مکمل روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔

نبی اکرم ؐ ذاتی بصیرت کے اعتبار سے بھی بنی نوع انسان میں منفرد مقام کے حامل تھے۔ چنانچہ اسی بصیرت کا کرشمہ تھا کہ جب آپ کی عمر مبارک ۳۵ سال کی تھی قریب تھا کہ تعمیر کعبہ کے دوران حجر اسود نصب کرنے وقت مکّہ کے گلی کوچے کشت و خون سے رنگین ہو جاتے۔ لیکن آپ ؐ نے خداداد بصیرت سے کام لیتے ہوئے ایسا فیصلہ کیا جس سے بڑے بڑے بزرگ انگشت بدنداں رہ گئے۔

اسی طرح بدر کے معرکے سے پہلے دو کافر پکڑ کر نبی ؐ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ آپ ؐ اس وقت اپنے خیمے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ پکڑنے والے صحابہؓ نے ان دونوں کو بہت مارا پیٹا کہ وہ بتلائیں کہ کفار کے لشکر کی کتنی تعداد ہے لیکن انہوں نے یہ کہا کہ ہم لشکر کی تعداد نہیں جانتے۔ نبی اکرم ؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ؐ نے ان کو اپنے پاس بلایا۔ پہلے ان سے ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ جب محسوس کیا کہ ان کا ذہن نارمل ہو گیا ہے تو اچانک سوال کیا کہ لشکر والے کتنے اونٹ ہر روز ذبح کرتے ہیں انہوں نے کہا آٹھ یا نو۔ آپ ؐ صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں کہ لشکر کی تعداد ایک ہزار ہے۔ یہ ہے وہ خداداد بصیرت جس سے افراد اور قومیں ترقی کرتی ہیں۔ جماعت کے قائد یا عہدے دار میں جتنی بصیرت ہو گی اتنا ہی وہ

---

(۱) پ ۱۳' یوسف ۱۰۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جماعت اور قیادت کامیابیوں کے زینوں پر زینت افروز ہوتی چلی جائے گی۔

تقویٰ

دینی حلقوں میں یہ بات بھی بڑی شد و مد کے ساتھ بیان کی جاتی ہے کہ امیر سب سے زیادہ پرہیز گار ہونا چاہئے۔ اس کے لیے وہ قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ پیش کرتے ہیں:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ○ (۱)

"درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

حالانکہ نبی اکرمؐ نے قیادت اور سربراہی کے لیے تقویٰ کو اس انداز میں نہیں لیا کہ امیر سب سے زیادہ متقی ہو۔ بلکہ متقی ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں لیاقت، تجربہ اور دوسرے اوصاف کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت بلالؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ اور دوسرے کئی صحابہ کرامؓ تقویٰ، سبقت فی الاسلام اور نبی اکرمؐ کی شرف صحبت کے لحاظ سے حضرت خالد بن ولیدؓ سے کہیں آگے تھے۔ حضرت بلالؓ کے تقویٰ اور مرتبہ کا یہ عالم ہے کہ نبیؐ فرماتے ہیں: بلالؓ تم کون سا خاص عمل کرتے ہو کہ معراج کی رات میں نے اپنے آگے آگے تیرے قدموں کی آہٹ محسوس کی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَہٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ

---

(۱) پ ۲۶، الحجرات ۱۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلاً أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُوْرًا فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطَّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ ○ (۱)

"ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے صبح کی نماز کے وقت بلالؓ سے فرمایا مجھے بتاؤ کہ تو نے اسلام کے زمانے میں سب سے زیادہ کون سا نیک کام کیا ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تیرے جوتوں کی پھٹ پھٹ سنی ہے۔ بلالؓ نے عرض کیا میں نے تو کوئی خاص عمل نہیں کیا سوائے اس کے کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نفل نماز پڑھتا رہا جتنی اللہ نے مجھے توفیق دی۔

اور حضرت ابوذر غفاریؓ کی حالت یہ تھی کہ وہ فنا فی الآخرت ہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے پاس کچھ رکھنا ہی گناہ سمجھتے تھے۔ لیکن نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ ابوذرؓ اگر تجھے کوئی منصب دیا بھی گیا تو قبول نہ کرنا۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا تَسْتَعْمِلُنِي فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلٰى مَنْكِبِي قَالَ يَا أَبَاذَرٍّ إِنَّكَ ضَعِيْفٌ وَ إِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خِزْيٌ وَّنِدَامَةٌ إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدّٰى الَّذِي عَلَيْهِ فِيْهَا ○ (۲)

"ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپ مجھے کوئی خدمت نہیں دیتے۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھے پر رکھا اور فرمایا اے ابوذرؓ تو کمزور ہے اور یہ امانت ہے، یعنی بندوں کے حقوق پوری طرح ادا کرنا اور قیامت کے دن خفت، رسوائی اور شرمندگی کے

(۱) کتاب التہجد صحیح بخاری، ج ۱، باب فضل الطہور
(۲) رواہ المسلم، ج ۲، باب کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سوائے کچھ حاصل نہیں ہو گا مگر جو اس کے حق ادا کرے اور راستی سے کام لے"۔

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :

"وَيُقَدَّمُ فِيْ وِلَايَةِ الْقَضَاءِ:

اَلْاَعْلَمُ الْاَوْرَعُ الْاَكْفَاءُ، فَاِنْ كَانَ اَحَدُهُمَا اَعْلَمَ، وَالْآخَرُ اَوْرَعَ، قُدِّمَ فِيْمَا قَدْ يُظْهَرُ حِكْمُهُ، وَيَخَافُ فِيْهِ الْهَوٰى- اَلْاَوْرَعُ: وَفِيْمَا يَدِقُّ حِكْمُهُ، وَيَخَافُ فِيْهِ الْاِشْتِبَاهُ: اَلْاَعْلَمُ فَفِي الْحَدِيْثِ عَنِ النَّبِيِّ اَنَّهُ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْبَصَرَ النَّافِذَ عِنْدَ وُرُوْدِ الشُّبُهَاتِ، وَيُحِبُّ الْعَقْلَ الْكَامِلَ عِنْدَ حُلُوْلِ الشَّهَوَاتِ"-

ولایت قضاء کسے سپرد کرنی چاہیے؟

بہتر تو یہ ہے کہ خوب علم رکھنے والا، بہت متقی ہو لیکن اگر ایک طرف خاصہ علم رکھنے والا ہو اور دوسری طرف بہت پرہیز گار ہو تو ان دونوں میں جس کی دانائی غالب ہو اور وہ ہوائے نفس سے ڈرتا ہو، اسے مقدم کرنا چاہیے۔

بہت تقویٰ رکھنے والے میں دانائی دقیق ہوتی ہے اس لیے وہ معاملے میں اشتباہ سے خائف رہتا ہے جبکہ صحیح علم رکھنے والے کے متعلق پیارے پیغمبرؐ نے فرمایا ہے بے شک اللہ جل شانہ ایسے شخص سے محبت کرتا ہے جو ورود شبہات کے وقت اپنی بصیرت استعمال کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی کامل عقل کو پسند کرتا ہے جو حلول شہوات میں کام آتی ہو۔ (مجموعہ فتاویٰ جلد ۲۸ ص ۲۵۶)

اخلاص

اپنی ذات اور مفاد پر دوسروں کو ترجیح اور حق پر سب کچھ قربان کرنا اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پھر دین پر حتی المقدور خلوص نیت کے ساتھ عمل کرنے کے جذبے کو اخلاص کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس سے محبتیں پروان چڑھتی ہیں اور ایثار و قربانی کے جذبات اور اعمال جنم لیتے ہیں۔ دین حق عبادات سے لے کر انفرادی اور اجتماعی معاملات میں اس کی نمود چاہتا ہے اس لیے قرآن و سنت میں بڑے تکرار کے ساتھ اس کی تائید میں ارشادات پائے جاتے ہیں۔

وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ○ (۱) اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ (۲) اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ (۲) وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِيْنِيْ ○ (۲)

صحابہ کرام صرف ذکر و اذکار اور عبادات ہی میں خلوص و اخلاص کا اہتمام نہیں کرتے تھے بلکہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں اس کا نفاذ اور اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اس تعلیم و تربیت کا ثمرہ تھا کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جب ایرانی افواج کو مسلسل پسپا کر رہے تھے، عین اس موقع پر مرکز مدینہ سے خلیفہ اول حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف سے حکم ملا جس میں بین السطور اس بات کا اشارہ تھا کہ میں آپ کو کامیاب محاذ سے ہٹا کر مشکل اور مسلمانوں کے کمزور محاذ پر پہنچنے کے لیے کہہ رہا ہوں، اس امید کے ساتھ کہ آپ محسوس نہیں کریں گے۔ حضرت سعدؓ نے جن الفاظ میں جواب دیا وہ ہر

---

(۱) پ ۳۰، البینہ ۵

(۲) پ ۲۳، زمر ۲، ۳

(۲) پ ۲۳، زمر ۱۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمان بالخصوص دینی جماعتوں کے ورکروں کے لیے مشعل راہ ہونا چاہئے۔ انہوں نے جواباً عرض کیا تھا اے خلیفۃ المسلمین میری حیثیت تو صرف اتنی ہے کہ میں اللہ کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں۔ آپ مجھے جہاں پھینکنا چاہتے ہیں پھینک دیجئے۔ (انا سهم من سهام الله) (۲) میں اللہ کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ، تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِیْصَةِ، تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِیْلَةِ، اِنْ اُعْطِیَ رَضِیَ وَاِنْ لَّمْ یُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَکَسَ وَاِذَا

شِیْكَ

فَلَا انْتَقَشَ طُوْبٰی لِعَبْدٍ اٰخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغْبَرَّةٌ قَدَمَاهُ اِنْکَانَ فِی الْحَرَاسَةِ، کَانَ فِی الْحَرَاسَةِ وَاِنْ کَانَ فِی السَّاقَةِ کَانَ فِی السَّاقَةِ – اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ یُؤْذَنْ لَّهٗ وَاِنْ شَفَعَ لَمْ یُشَفَّعْ (۱)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا تباہ ہو گئے درہم و دینار کے غلام۔ ہلاک ہوئے دولت کے پجاری، برباد ہوئے دنیا کے پرستار۔ ایسے لوگوں کی حالت یہ ہے کہ انہیں اگر دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور نہ ملے تو ناراض اور رنجیدہ خاطر رہتے ہیں۔ یہ بدبخت اور اوندھے منہ گرے

---

(۱) پ ۲۳، الزمر ۱۲

(۲) پ ۲۳، الزمر ۱۳، ۱۴

(۲) البدایہ والنہایہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوئے لوگ ہیں۔ یہ لوگ اگر مصیبت میں پھنس جائیں تو ان کی مدد نہ کی جائے۔ اس کے مقابلے میں خوشخبری ہو اس شخص کے لیے جو راہ خدا میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے۔ پراگندہ اور خاک آلود قدموں کے ساتھ اگر پہرے پر ہے تو پہرہ دے رہا ہے، اگر فوج کے پچھلے حصے میں ہے تو وہیں اپنی ذمہ داری نبھا رہا ہے۔ اگر رخصت مانگے تو رخصت نہ ملے، اگر سفارش کرائے تو قبول نہ کی جائے (لیکن وہ اپنا فرض ادا کرتا رہے)

یہی وہ تربیت تھی کہ نبی ؐ ایک غزوہ کی کامیابی کے بعد انعامات (مال غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے۔ جب ایک مجاہد کو اس کا حصہ عطا فرمانے لگے تو اس نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ؐ میں مال لینے کے لیے میدان کارزار میں نہیں اترا تھا بلکہ میری تمنا اور آرزو تھی کہ میں اللہ کی راہ میں لڑتا رہوں یہاں تک کہ دشمن کا تیر میرے گلے سے آر پار ہو جائے۔

مال و دولت ایک ایسی چیز ہے جس کو دیکھ کر بڑے بڑے لوگوں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں۔ لوگ مال کی خاطر عزت، غیرت، دین و ایمان سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن نبی اکرم ؐ کی محبت کی وجہ سے صحابہ کرام ؓ نے باہمی اخلاص و تعلق کی آبیاری کے لیے دولت اور جاگیروں کو بھی مسترد کر دیا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ ایک دفعہ آپ ؐ انصار ؓ کو بحرین کے علاقے کی جاگیریں عطا فرمانے لگے تو انصار نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ یا نبی اللہ ؐ جب تک اتنی ہی جاگیریں ہمارے مہاجر بھائیوں کو نہ ملیں گی تو

---

(۱) صحیح بخاری جلد اول کتاب الجہاد باب الحراسۃ فی الغزو فی سبیل اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس وقت تک ہمیں یہ رقبہ یعنی جاگیریں زیب نہیں دیتیں۔ اسی خلوص و اعتبار کا تذکرہ بخاری کے ساتھ قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ اِلٰى اَنْ يُقْطِعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا اِلَّا اَنْ تُقْطِعَ لِاِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَهَا قَالَ اَمَا لَا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ فَاِنَّهٗ سَيُصِيْبُكُمْ بَعْدِيْ اِثْرَةٌ ○ (۱)

"حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں، آنحضرت ؐ نے انصار کو بلا کر بحرین کا علاقہ دینا چاہا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ رقبے ہم اس وقت تک لینا پسند نہیں کرتے جب تک ہمارے مہاجر بھائیوں کو نہ مل جائیں۔ آپ ؐ نے فرمایا اگر تم قبول نہیں کرتے تو پھر صبر و حوصلہ سے کام لیتے رہنا۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر ہماری ملاقات ہو، کیونکہ میرے بعد کئی ناخوشگوار واقعات کا تمہیں سامنا کرنا پڑے گا۔ (استحقاق کی محرومی)۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (۱)

"جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لا کر دارالہجرت میں مقیم تھے۔ یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے

---

(۱) بخاری کتاب المناقب باب قول النبی للانصار اصبرونی حتی تلقونی علی الحوض

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دیا جائے اس کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں"۔

دنیا کی دولت و ثروت کی بڑی حیثیت ہے مگر اس سے بڑھ کر انسان کی ذاتی اور خاص کر گھر کے حوالے سے عزت و ناموس زیادہ اہم ہے جس پر کمزور سے کمزور تر غیرت رکھنے والا انسان بھی کٹ مرتا ہے۔ خاص کر عرب عورت کے معاملے میں اتنے حساس تھے کہ کئی قبیلوں نے اس وجہ سے بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا شروع کر رکھا تھا کہ ہمارا کوئی داماد نہ بن جائے یا پھر باہمی جنگ و جدال میں ہماری عورتیں دشمن کے قبضے میں نہ چلی جائیں۔ لیکن نبی اکرم ؐ نے مہاجروں کی آبادکاری اور باہمی مواخات کے لیے ہدایات جاری فرمائیں تو ایک شخص نے یہاں تک خلوص کی انتہا کر دی کہ وہ اپنے مہاجر بھائی سے کہنے لگا کہ اگر آپ اپنا گھر آباد کرنا چاہتے ہیں تو میں اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دے دیتا ہوں۔ تم اس کے ساتھ نکاح کر لو' لیکن مہاجروں نے بھی نبی اکرم ؐ کے سایۂ تربیت میں پرورش پائی تھی۔ انہوں نے کسی پر احسان کے طور پر نہیں بلکہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے چھوڑا تھا۔ لہٰذا چند دنوں کی مہمان نوازی کے بعد وہ خود محنت و مشقت کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ اسی اخلاص کا صلہ تھا کہ حضرت عبدالرحمٰن ؓ بن عوف فرمایا کرتے تھے کہ میں مٹی سمجھ کر اٹھاتا ہوں لیکن وہ ہاتھ میں سونا بن جاتی ہے۔ ان کی مراد اللہ کی وہ بے پناہ برکات تھیں جو ان پر نازل ہوئیں۔

(۱) پ ۲۸' حشر ۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قوت فیصلہ

صحت و تندرستی، تقویٰ و پرہیز گاری، علم و بصیرت کے ساتھ ہر آدمی میں خاص کر قائد کے اندر قوت فیصلہ کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ جب تک قائد میں یہ خوبی نہیں ہوگی سارا معاملہ دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔ اگر بہتر سے بہتر منصوبہ پر بروقت قوت فیصلہ سے کام لیتے ہوئے اقدام نہ کیا جائے تو جماعتیں اور قومیں کئی سال نہیں بلکہ بعض دفعہ صدیوں پیچھے رہ جاتی ہیں۔ یہی قوت فیصلہ اور نافذہ ہے جس سے افراد اور جماعتوں میں پیش قدمی اور ان کی رفتار عمل میں سرعت اور تیزی پیدا ہوتی ہے اس لیے نبیؐ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ ہم نے ان کو قوت فیصلہ اور علم و صلاحیت سے بہرمند فرمایا تھا۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ (۱)

"جب موسیٰ علیہ السلام اپنی پوری جوانی کو پہنچ گیا اور اس کی نشوونما مکمل ہوگئی تو ہم نے اسے حکم اور علم عطا کیا، ہم نیک لوگوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں"۔

www.KitaboSunnat.com

(۱) پ ۲۰، قصص ۱۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جناب داؤد علیہ السلام اپنے وقت کے نبی اور حکمران ہیں۔ ان کے اوصاف حمیدہ کے تذکرے میں خاص طور پر اس صفت کو بیان کیا گیا ہے۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ○ (۱)

"اس کو حکمت عطا کی تھی اور فیصلہ کن بات کہنے کی صلاحیت بخشی تھی"۔

اس نعمت کے حصول کے لیے ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے اللہ مجھے قوت فیصلہ کی صلاحیت سے ہمکنار کرتے ہوئے نیک لوگوں کی رفاقت اور اچھی شہرت نصیب فرما۔

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ (۲)

"اے اللہ مجھے قوت فیصلہ (محکم بات کی صلاحیت) عطا فرما اور میرا ملاپ نیک لوگوں سے کر دے اور میرے بعد آنے والوں میں میرا ذکر باقی رکھنا"۔

یہی وہ صلاحیت ہے جس کا مظاہرہ انبیائے کرام حق و باطل کے معرکہ کے درمیان کیا کرتے تھے۔ اسی قوت فیصلہ کا اظہار کرتے ہوئے غزوہ احد کے معرکے سے پہلے جب مشاورت کا دور ختم ہوا تو اسی حکم کی روشنی میں غزوہ احد کے موقع پر جب نبی اکرم ؐ نے میدان جنگ کے انتخاب کے لیے مشاورت فرمائی تو اکثریت کی رائے تھی کہ مدینہ کے بجائے باہر جا کر مقابلہ کیا جائے۔ جب کہ آپ ؐ کی رائے تھی، مدینہ میں رہ کر دفاع کیا جائے تاہم

---

(۱) پ ۲۳، ص ۲۰

(۲) پ ۱۹، الشعرا ۸۳-۸۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اکثریت کی رائے کا احترام کرتے ہوئے آپ ؐ نماز عصر ادا کرنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور عمر فاروقؓ کے ساتھ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ شیخینؓ نے آپ کو فوجی لباس پہننے میں تعاون کیا۔ آپ ؐ نے ڈبل زرہیں پہنیں۔ ہتھیاروں سے آراستہ ہوئے اور سینے کے قریب نیچے کی طرف تلوار لٹکائے ہوئے مکمل جرنیلی شان کے ساتھ جلوہ نما ہوئے۔

آپ ؐ گھر سے باہر تشریف لائے تو لوگوں نے محسوس کیا کہ آپ ؐ کی رائے کا احترام کرنا چاہئے تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اب ہم اپنی رائے واپس لیتے ہیں لہٰذا عرض ہے کہ مدینہ میں ہی رہ کر لڑنا چاہئے۔ لیکن اس وقت آپ ؐ نے کہا کہ اب نہیں کیونکہ کسی نبی ؐ کے لیے شایان شان نہیں کہ جب وہ جنگ کے لیے تیار ہو کر نکلے تو پھر یوں ہی واپس پلٹ جائے۔

امیر کا رابطہ عوام

بے شک ایمان اور نظریے کا رشتہ بڑا مضبوط اور مستحکم رشتہ ہے۔ بلاشبہ افراد کسی نقطہ نگاہ پر ہی اکٹھے ہوا کرتے ہیں اور رہ سکتے ہیں۔ فکری یکجہتی تسبیح کے دھاگے کی مانند ہے۔ مسلک کی مضبوطی ہی تسبیح کے دانوں کو یکجا رکھ سکتی ہے۔ لیکن ہر نظریہ اور رشتے کے کچھ تقاضے اور حقوق ہوتے ہیں۔ ان تقاضوں کو پورا کئے بغیر کوئی نظریہ یا رشتہ اتحاد کو پروان نہیں چڑھا سکتا۔ ان تقاضوں میں سے ایک بنیادی تقاضا یہ بھی ہے کہ آپس میں اہم مواقع پر میل ملاپ ہونا چاہئے۔ خاص کر جماعتی اور تنظیمی رشتہ تو باہمی ربط و ضبط کو پیہم اور تسلسل کے ساتھ رکھنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ کارکن اور قائد کے درمیان جتنا رابطہ ہو گا اتنا ہی جماعت کا اتحاد اور کارکنان کا تعلق مضبوط ہو گا۔ بالخصوص دینی اور اصلاحی جماعتوں کا باہم رابطہ تنظیم کے لیے روح کی حیثیت رکھتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے۔جس طرح روح کے زندہ رہنے کے ساتھ زندگی ہے اسی طرح جماعتی زندگی کی بقا باہم رابطے کی بنا پر قائم ہے۔ تاریخ عالم میں کثرت سے ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ بڑی بڑی تحریکیں قائد کی موت کے ساتھ ہی فنا کے گھاٹ اتر گئیں۔ میدان کارزار میں تو اکثر ایسا ہوا کرتا ہے۔ ادھر سپہ سالار شہید ہوا اور ادھر بہادر فوج کے قدم اکھڑتے چلے گئے۔ بالآخر فوج ناکامی اور نامرادی سے دوچار ہوگئی۔ قرآن پاک میں اسی لیے رابطے کو قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (۱)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، صبر سے کام لو۔ باطل پرستوں کے مقابلہ میں پامردی دکھاؤ۔ حق کی خدمت کے لیے کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ فلاح پاؤ گے"۔

نبی اکرمؐ نے رابطے کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ شدید ترین ہنگامی حالات میں بھی اس طرف التفات فرمایا۔ ہوا یوں کہ نبیؐ نے غزوہ حنین کے مال غنیمت سے نومسلم حضرات کو بے شمار گھوڑے، اونٹ، بکریاں اور خطیر رقمیں عطا فرمائیں اور انصارؓ میں سے کسی ایک فرد کو ایک پائی بھی عطا نہ فرمائی۔ جس سے انصارؓ میں یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ شاید اللہ کے نبیؐ مدینہ چھوڑ کر مکہ مکرمہ میں واپس تشریف لے آئیں گے اور نوجوان طبقے نے جذباتی انداز اختیار کیا اور کہا کہ لڑنے اور مرنے کے لیے ہم تھے اور ابھی تک ہماری تلواروں سے خون خشک نہیں ہوا اور ہمارے ساتھ یہ امتیازی سلوک کیوں روا

---

(۱) پ ۴، آل عمران ۲۰۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رکھا گیا ہے؟ نبیؐ برحق کو جب ان حالات سے آگاہی ہوئی تو آپؐ نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو بلایا اور ان سے حالات دریافت کیے۔ پوچھا کہ سعدؓ تمہارا کیا خیال ہے؟ تو حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ میں بھی تو اپنی قوم کا ہی ایک فرد ہوں یعنی میرے خیالات بھی اس معاملہ میں ان کے ساتھ ہیں۔

اس کے بعد آپ نے حکم دیا ایک جگہ صرف انصار کو اکٹھا کیا جائے۔ جب انصار جمع ہو گئے تو خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے ایسا انداز خطاب اختیار کیا جو نہ اس سے پہلے اور نہ زندگی بھر دوبارہ یہ انداز گفتگو اختیار فرمایا۔ اس خطاب میں پہلے آپ کی ذات گرامی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی نوازشات کا تذکرہ کیا اور پھر انصار کو پورا پورا حق دیا کہ آج تم یہ یہ باتیں کہنا چاہو تو تمہارا حق ہے۔ جب انصار کے ذہن صاف ہو گئے اور ان کی طبیعتوں کا بوجھ ہلکا ہوا تو یکدم فرمایا کہ کیا تمہارے لیے یہ بہتر نہیں کہ لوگ دنیا کا مال بھیڑ بکریاں لے کر گھروں کو جائیں اور آپ نبی آخر الزمان رحمت اللعالمینؐ کی ذات بابرکات کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ بس اتنا کہنا تھا کہ مجمع میں جذبات کا تلاطم امڈ آیا۔ ہر آنکھ اشکبار ہو گئی اور رضینا کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

حالات کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے امیر جماعت کو حتی المقدور عام و خاص حضرات سے رابطہ رکھنا چاہئے۔ اس میں ذرہ برابر شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ امیر ایک ایک فرد سے رابطہ نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی اس کے لیے ممکن ہے۔ یہ فرض تو درجہ بدرجہ جماعت کے دوسرے ذمہ دار حضرات کو ادا کرتے رہنا چاہئے۔ اس سے بہت حد تک امیر جماعت کی طرف سے رابطے کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں لیا جا سکتا کہ امیر حلقہ یا مرکز کو جماعتی احباب سے رابطے کی ضرورت ہی نہیں۔ جس جماعت میں بھی عہدے داران کا کارکنوں سے رابطہ ختم ہو گا اس جماعت کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منظم ہونا تو درکنار زیادہ دیر تک قائم رہنا ہی مشکل ہے۔ لہٰذا امیر کو ایسے مواقع پیدا کرنے چاہئیں جن میں لوگوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ قریبی رابطہ رکھا جا سکے۔ اس کے لیے ہر اہم موقع پر اجلاس منعقد کرنا' مراسلات' جلسہ ہائے عام' اخباری بیانات اور اس کے ساتھ ہی اپنے جونیئر حضرات کو بھی لوگوں سے رابطہ کی تاکید کرنا اور پھر اس کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ اس سے نہ صرف جماعت کے اندر مایوسی' بیگانگی اور غلط فہمیاں دور ہوں گی بلکہ جماعت منظم افواج کی طرح چوکس' متحرک اور فعال ہو گی۔ جس جماعت میں رابطے کا فقدان ہوتا ہے اس میں یہ ساری بیماریاں پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ بالآخر خلفشار بھی پیدا ہو جاتا ہے' بلکہ ایسی تنظیم ہمیشہ بحرانوں کا شکار ہوا کرتی ہے۔ اس لیے فوری اور بروقت رابطہ غلط فہمیوں کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ جماعت کو فعال اور متحرک رکھنے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ مذکورہ واقعہ اس بات کی زندہ دلیل اور سنت مبارکہ ہے۔ لہٰذا ہر واقعے کے ذمہ دار کو اپنے نبیؐ کی سنت سمجھ کر لوگوں سے رابطہ باضابطہ رکھنا چاہئے۔

(استحقاق امیر) ادب و احترام

ادب و احترام کا اصل مقام تو دل و دماغ ہے۔ جب احترام و اکرام کے جذبات دل میں موجزن ہوں تو لامحالہ ظاہری اعمال سے ان کا ظہور یقینی ہو جاتا ہے۔ ایسے افراد جب کسی دوسرے سے ملتے ہیں تو ان کے ملاپ سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ ادب و احترام دل کی گہرائیوں سے بجا لا رہے ہیں یا تکلف کر رہے ہیں۔ کیونکہ بے شمار لوگ ہیں جن کے سینے اور گردنیں اغراض و مطالب کی بازیابی اور تحفظ ذات کی خاطر جھکی تو رہتی ہیں لیکن ان کے دل و دماغ کے گوشے ادب و احترام سے تہی دامن ہوتے ہیں۔ جوں ہی مفاد کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تکمیل ہوئی یا خوف سے خلاصی پائی پلک جھپکتے ہی ان کی آنکھیں نفرت کی چنگاریاں اور زبانیں حسد و بغض کے گولے داغنے لگتی ہیں۔ اب بے خلوص اور مجبوری کا احترام اختلاف کا روپ دھار لیتا ہے اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسی اطاعت بار گراں بن کر کسی وقت بھی ایسے نام نہاد مطیع کو رفوچکر ہونے کا راستہ دکھاتی ہے۔ خاص کر جب ایسے آدمی کے مفادات کو ٹھیس لگتی ہے تو سمع و اطاعت کے میدان میں اس کے قدموں میں تزلزل کا واقع ہونا ایک لابدی امر بن جاتا ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ○ (۱)

"اے نبی ؐ ان میں سے بعض لوگ صدقات کی تقسیم میں تم پر اعتراضات کرتے ہیں اگر اس مال میں سے انہیں کچھ دے دیا جائے تو خوش ہو جائیں، اور نہ دیا جائے تو بگڑنے لگتے ہیں"۔

اس لیے نبی اکرم ؐ نے فرمایا کہ تمہارے بہترین امیر وہ ہیں جن کے لیے تم دعائیں کرو اور وہ تمہارے لیے دعاگو ہوں اور پھر یہ بھی فرمان جاری فرمایا کہ جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کے عزو شرف کا خیال نہیں رکھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ تاوقتیکہ وہ اپنا انداز زندگی تبدیل نہ کر لے۔

"مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا"

یہی وہ تعلیم و علم تھا جس کی وجہ سے کبار صحابہؓ بھی آپ ؐ کی نظروں میں نظریں نہیں ڈال سکتے تھے۔ سوائے شیخین کے (ابوبکرؓ و عمرؓ) سب لوگ نبی اکرم ؐ کی بزم میں گردنیں جھکائے سمع و اطاعت اور ادب و احترام کا پیکر بن

---

(۱) پ ۱۰، التوبہ ۵۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاتے۔ اس احترام میں اس وقت تو بے پناہ اضافہ ہو جاتا جب صحابہؓ کرام آپؐ کا ذکر گرامی کرتے یا کوئی آپؐ کی خدمت اقدس میں ملاقات کے لیے حاضر ہوتا۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر سفیر مکہ عروہ مذاکرات کے دوران پرانے طریقے کے مطابق گفتگو کرتے ہوئے اپنا ہاتھ نبی محترمؐ کی داڑھی مبارک کو لگاتا تو اس کے پیچھے کھڑے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا کہ آئندہ یہ ہاتھ نبی محترمؐ کی داڑھی مبارک کو نہ لگانا لیکن عادتاً اس کا ہاتھ پھر لگ جاتا ہے تو مغیرہؓ نے تلوار کو الٹا کر کے ہلکی سی ٹھوکر لگائی اور ترش لہجے میں کہا کہ خبردار آئندہ ہاتھ لگایا تو یہ ہاتھ کٹ جائے گا۔ یہ نظارہ تو فلک پیر نے آج تک دیکھا نہ ہو گا۔ جب آقا نماز کے لیے وضو فرمانے لگے تو صحابہ کرامؓ نے جنہوں نے اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا تھا برکت کے حصول اور خاص کر دشمن کو دکھانے کے لیے وضو کے پانی کو ہاتھوں ہاتھ لیا' کیونکہ اس نے آتے ہی لاف زنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اے محمدؐ جب لڑائی ہوئی تو اب کی بار یہ تمام لوگ تمہیں چھوڑ کر تتر بتر ہو جائیں گے کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ ان کے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ یہ تو عمرہ کے لیے آئے ہیں۔ صحابہؓ نے اس بات کے ردعمل اور آپؐ سے بے پناہ محبت کی وجہ سے وضو کے پانی کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرنے نہ دیا۔ ایک اپنے چہرے کو روشن کر رہا ہے اور دوسرا اپنے سینے اور دل کو ٹھنڈک و سکون پہنچا رہا ہے۔ کسی نے اپنے جسم پر شفا کے لیے مل لیا اور کسی نے اپنے ہاتھوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔ یہ منظر دیکھ کر اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور زمین اس کے پاؤں تلے سے کھسکنے لگی۔ اب اس کے ہوش ٹھکانے آئے اور جا کر اس نے جو رپورٹ دی' اسی کی زبان سے سماعت فرمائیں۔

فَرَجَعَ عُرْوَةُ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَیْ قَوْمُ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلٰی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُّ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ ○ (۱)

"عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ کر گیا اور کہنے لگا میں تو روم، ایران اور حبش کے بادشاہوں کے پاس بھی جا چکا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے تو آج تک نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے لوگ اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں گے جیسی اصحاب محمدؐ اپنے صاحب کی کرتے ہیں۔ اگر انہوںؐ نے تھوکا تو کوئی اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ کوئی حکم دیتا ہے تو لپکتے ہوئے فوراً ان کا حکم بجا لاتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی کے لیے قریب تھا کہ مجادلہ ہو جائے جب وہ بات کرتے ہیں تو یہ اپنی آواز ادب و احترام سے دھیمی کر لیتے ہیں۔

یہ تو تھا بڑے صحابہ یعنی بزرگوں کا معاملہ ہے۔ اب نوجوانوں کے ادب و احترام کی جھلک ملاحظہ کیجئے۔ نبی اکرمؐ محفل میں جلوہ افروز ہیں کہ آپ نے اچانک حاضرین مجلس سے یہ سوال کیا کہ مومن کی مثال تو اس درخت کی طرح ہے کہ جس پر موسم خزاں اور بہار برابر ہیں۔ وہ درخت سخت ترین گرمی اور لو میں بھی اپنے پتے کی ہریالی قائم رکھتا ہے۔ موسم بہار میں اس کا کیا کہنا۔

قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُتِيَ بِجُمَّارٍ فَقَالَ اِنَّ مِنَ

---

(۱) بخاری، جلد اول، باب الشر و طفی الجهاد و المصالحة

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شَجَرَةً مِثْلُهَا كَمَثَلِ الْمُسْلِمِ فَارَدْتُّ اَنْ اَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ فَاِذَا اَنَا اَصْغَرُ الْقَوْمِ فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ ○ (۱)

"عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ ہم آنحضرتؐ کے پاس (بیٹھے) تھے۔ اتنے میں کوئی کھجور کا گابھہ لایا۔ آپ نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے کہ وہ مسلمان کی مثال ہے۔ میرے دل میں آیا کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے۔ پھر میں نے دیکھا تو سب لوگوں میں، میں ہی کم سن تھا (بزرگوں کو دیکھ کر شرم سے) میں چپ ہو رہا۔ آخر آنحضرتؐ نے خود فرمایا، وہ دیکھو کھجور کا درخت ہے"۔

مقصد یہ تھا کہ مومن مسائل اور مصائب میں مبتلا ہو کر اپنی نیکیوں کے باغ پر نازاں نہیں ہوتا۔ وہ پریشانیوں میں صبر اور خوشیوں میں شکر کے پانی سے اپنی نیکیوں کے چمن کو ہرا بھرا رکھتا ہے۔ آپ اس درخت کے بارے میں سوال کر کے لوگوں کو اچانک ورطہ حیرت میں ڈال دیتے ہیں کہ لوگوں کے گھروں، محلوں اور زمینوں میں بے شمار کھجور کے درخت ہونے کے باوجود ادھر توجہ نہیں دیتے کیونکہ سوال اس انداز سے کیا گیا تھا کہ صحابہؓ نہ سمجھے کہ نہ معلوم وہ درخت کتنا کمیاب اور نادر الوجود ہے۔ صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے جنگل کے ایک ایک درخت پر توجہ کی لیکن بتانے میں ناکام رہے۔ عرض کیا یارسول اللہؐ وہ کون سا درخت ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ وہی درخت ہے جس کو تم ہر وقت دیکھتے ہو، وہ کھجور کا درخت ہے۔ صحابہؓ ہکے بکے رہ گئے۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد جب عمر فاروقؓ اپنے بیٹے عبداللہؓ کے ساتھ اپنے گھر داخل ہو رہے تھے۔ انہوں نے بڑی معصومیت کے ساتھ عرض کیا کہ ابو مجھے

---

(۱) صحیح بخاری کتاب العلم باب الفهم فی العلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس درخت کا پتہ چل گیا تھا لیکن میں خاموش رہا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بیٹا تو اگر نبی کریمؐ کی مجلس میں بتلا دیتا تو ہم دونوں کی عزت تھی۔ ابن عمرؓ عرض کرنے لگے ابو مجھے حیا آگئی کہ بڑے بڑے بزرگ نہیں بتا سکے۔ اب میرا بتانا بزرگوں کے احترام کے منافی ہو گا۔

سمع و اطاعت

اطاعت امیر ایک ایسی حقیقت اور ضرورت ہے جس کے لیے دلائل کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ سرسری عقل و فہم رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ جب تک امیر کی سمع و اطاعت نہ کی جائے گی میدان عمل میں جماعت ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ بلکہ انصاف کی بات یہ ہے کہ ایسی جماعت کو جماعت کہلانے کا حق ہی نہیں پہنچتا جس میں امیر کی سمع و اطاعت نہ ہو۔ یہ ایسا اہم ترین مسئلہ ہے جس کی اہمیت و افادیت کو اجاگر اور نمایاں کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی اور نبی اکرمؐ کی اطاعت کے ساتھ امیر قوم کی تابعداری کا حکم دیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ (۱)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اطاعت کرو اللہ کی اطاعت کرو رسولؐ کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں"۔

اسی فرمان کی اتباع میں عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہؐ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کرتے ہوئے یہ عہد کیا تھا کہ ہم ہر

---

(۱) پ ۵ النساء ۵۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حال میں آپ ؐ کا حکم مانتے رہیں گے۔

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلٰى اِثْرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلٰى اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَعَلٰى اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ ○ (۱)

ترجمہ :- ”عبادہ بن صامت ؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ؐ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ تنگی اور آسانی، خوشی اور ناخوشی میں امیر کا حکم سنتے اور مانتے رہیں گے۔ چاہے وہ دوسروں کو ہم پر ترجیح دے، ہم اس کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ حق اور سچ بیان کرتے ہوئے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کی جائے گی“۔

دوسری روایت میں ہے کہ ہم اس وقت تک نافرمانی نہ کریں گے جب تک ہمارے پاس کوئی دلیل نہ ہو اور امیر میں واضح کفر نہ پایا جائے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول ؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اسی طرح نبی اکرم ؐ نے امت کو اطاعت امیر کا پابند کرنے کے لیے فرمایا ہے کہ امیر کی اطاعت میری اطاعت تصور کی جائے گی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ يُّطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ وَاِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُّقَاتَلُ مِنْ

---

(۱) صحیح مسلم کتاب الامارۃ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَّرَآئِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ فَاِنَّ اَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهٗ بِذٰلِكَ اَجْرًا وَاِنْ قَالَ بِغَيْرِهٖ فَاِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ ○ (۱)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جس نے میری تابعداری کی اس نے اللہ کی تابعداری کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور اسی طرح جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ امیر ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے جس کی اوٹ میں جہاد اور اپنی ذات کا بچاؤ کیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ خدا خوفی اور عدل و انصاف کا حکم دے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو اجر پائے گا بصورت دیگر گناہگار ٹھہرے گا۔

وَعَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا ○ (۲)

"ام الحصین روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر تم پر ناک اور کان کٹا امیر مقرر کر دیا جائے اور وہ اللہ کی کتاب کے مطابق حکم دینے والا ہو تو اس کی بات سنو اور تابعداری کرو"۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنْ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ ○ (۳)

ترجمہ :- حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ سنو

www.KitaboSunnat.com

(۱) صحیح مسلم کتاب الامارۃ
(۲) صحیح مسلم کتاب الامارۃ
(۳) صحیح بخاری بحوالہ مشکوۃ کتاب الامارۃ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور فرمانبرداری کرو چاہے ایک حبشی غلام ہی تمہارا امیر بنایا جائے۔ اور اس کا سر انگور کے دانے کی مانند کیوں نہ ہو"۔

ان احکامات کی پیروی میں عام مسلمانوں نے نہیں بلکہ بڑے بڑے بہادر جرنیلوں' ملکوں کے فاتحین' امت کے نامور ائمہ کرام نے امیر کی سمع و اطاعت کرتے ہوئے ایسے نمونے پیش کیے جس کی مثال دوسری قوموں میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ ائمہ کرام نے قوم میں بے پناہ اثر و رسوخ رکھنے اور اپنے آپ پر بے تحاشا مظالم برداشت کرنے کے باوجود خلیفہ وقت کی بغاوت کا اعلان نہیں کیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جب تک واضح کفر اور امت کا اجتماعی نقصان نہیں ہوتا اس وقت تک اپنی ذات پر ظلم و ستم سہہ لینا چاہئے لیکن امیر کی بغاوت نہیں کرنی چاہئے۔ یہی حالت ان جرنیلوں کی تھی جنہوں نے ایک ہی وقت میں پوری دنیا کو اپنی تلوار کی نوک پر رکھا ہوا تھا۔ لیکن جب ان پر مظالم ڈھائے گئے تو انہوں نے پورے صبر و استقامت کے ساتھ ان زیادتیوں کو برداشت کر لیا لیکن امت میں انتشار اور خلیفہ کی بغاوت پر آمادگی ظاہر نہ کی۔ اس کے لیے ہسپانیہ کے فاتح موسیٰ بن نصیرؒ افریقہ کے فاتح قتیبہ بن مسلمؒ اور برصغیر کی فتح کا دروازہ کھولنے والے محمدؒ بن قاسم کی مثالیں سمع و اطاعت کے راستے کو ہمیشہ روشن کرتی رہیں گی۔ حالانکہ محمدؒ بن قاسم کو معلوم تھا کہ خلیفہ وقت سلیمان بن عبدالملک میرے خلاف ہے لیکن اس کے باوجود جونہی دمشق سے انہیں حاضری کا حکم ملا وہ بے دام غلاموں کی طرح پیش ہوئے۔ بالآخر دنیا کے عظیم ترین جرنیل نے قید خانے کے اندر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے دی مگر خلیفہ کی سمع و اطاعت میں فرق نہ آنے دیا۔ امیر کی سمع و اطاعت کے ضمن میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کی زندگی قیامت تک ہمارے لیے نمونہ صالحہ پیش کرتی رہے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اپنے سے سات سال چھوٹے اور شاگرد سید احمد شہیدؒ کی بیعت اور تابعداری کر کے وہ مثال پیش کی جس کی نظیر علماء کی جماعت میں ملنا مشکل ہے حالانکہ وہ خاندانی مرتبت کے لحاظ سے بھی سید احمد شہیدؒ سے بہت آگے تھے۔

امیر کی خیر خواہی

امیر کی خیر خواہی یہ ہے کہ اس کے ساتھ بھرپور اور پرخلوص تعاون کیا جائے۔ جہاں کوئی آدمی محسوس کرے کہ امیر جماعت سے چوک ہو رہی ہے یا اس کام کے لیے بہتر صورت یہ نہیں دوسری ہے تو آگے بڑھ کر عرض کرے۔ جناب! اگر یہ کام اس انداز سے ہو جائے تو بہتر ہو گا۔ یہی وہ فرض ہے جس کو ادا کرنے کے لیے ایک صحابیؓ نے نبی اکرمؐ سے عرض کیا تھا کہ میدان بدر میں یہ جگہ آپؐ نے اپنی رائے سے منتخب فرمائی ہے یا وحی الٰہی کے ذریعے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا ہے تو صحابیؓ نے عرض کیا' اس کی بجائے وہ جگہ جنگی حکمت عملی کے اعتبار سے زیادہ مناسب اور بہتر ہے۔ تب آپؐ نے وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر آپؐ نے صلح کی وہ شرائط منظور فرمائیں جو کئی صحابہؓ کو منظور نہ تھیں۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے یہاں تک اپنی رائے کے حق میں تکرار اور اصرار کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ کے نبیؐ کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟

ارشاد ہوا کیوں نہیں۔ پھر عرض کیا گیا کہ ہمارے مرنے والے جنت میں اور ان کے قتل ہونے والے جہنم رسید نہیں ہوں گے؟ اس طرح کے کئی اور سوالات ذرا تلخ لہجے میں کیے' تاہم معاہدہ ہو گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ؐ نے صحابہ ؓ کو حکم دیا کہ تمام ساتھی اٹھیں اور حجامت کے بعد قربانی کریں اور احرام اتار دیں۔ ہم واپس جا رہے ہیں۔ آپ ؐ کے دو تین بار بوضاحت کہنے کے باوجود کسی صحابی ؓ نے حجامت نہیں کرائی جو کہ احرام اتارنے کے لیے ضروری تھی۔ آپ ؐ رنجیدہ خاطر ہو کر اپنے خیمے میں تشریف لے گئے۔ آپ کی رفیقہ حیات ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ نے جو کہ اس موقع پر آپ ؐ کے ساتھ تھیں یہ صورت حال دیکھ کر عرض کیا۔ آپ ؐ محسوس نہ فرمائیں آپ ؐ کے صحابہ ؓ نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا بلکہ وہ اس معاہدہ کی شرائط کی وجہ سے پریشان ہیں۔ آپ ؐ خود احرام اتار دیں پھر دیکھئے وہ بھی آپ ؐ کی اتباع میں ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ آپ ؐ کے احرام اتارنے کے بعد ایسا ہی ہوا۔ ہماری والدہ ماجدہ ؓ کی مخلصانہ اور ہمدردانہ رائے سے بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔

امیر کا فرض ہے کہ وہ ہر معاملے میں اپنے آپ کو عقل کل تصور نہ کرے۔ اس کو نبی اکرم ؐ کی سنت مبارکہ کو پیش نگاہ رکھنا چاہئے کہ نبی محترم ؐ اگر صاحب وحی اور کائنات کے سب سے بڑے دانشور ہونے کے باوجود دوسرے کی بہتر تجویز مان لیتے ہیں تو میں کون ہوں کہ اپنی رائے پر اصرار کروں۔

اسی طرح حضرت عمر ؓ کے آخری دور میں حج کے موقعہ پر لوگوں نے آپس میں چہ میگوئیاں کیں کہ عمر ؓ کے بعد فلاں شخص کو خلیفہ بنایا جائے۔ کسی نے کہا کہ نہیں اس شخص کو امیر بنانا چاہئے۔ فاروق اعظم ؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے ؓ فرمایا کہ کل منیٰ میں لوگوں کو جمع کر کے میں آئندہ امیر کے بارے میں ہونے والی افواہوں کی وضاحت کروں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن ؓ بن عوف نے جناب امیر سے عرض کیا۔ آپ ؓ ایسا نہ کریں یہاں مختلف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علاقوں سے مختلف ذہن رکھنے والے حجاج کرام آئے ہوئے ہیں۔ وہ معاملے کو سمجھنے کے بجائے غلط فہمیوں کا شکار ہو جائیں گے۔ جس سے مملکت میں انتشار پیدا ہو گا۔ یہاں تقریر کرنے کی بجائے آپؐ مدینہ میں خطاب فرمائیں کیونکہ وہ لوگ امور مملکت کو عوام سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ابن عوفؓ کی اس خیرخواہانہ تجویز کو مانتے ہوئے اپنے خطاب کو واپسی مدینہ تک ملتوی کر دیا۔

حضرت تمیم داری بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر نبی اکرمؐ نے دین اسلام کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ دین سراسر خیرخواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا۔ یا نبی اللہ کس کے ساتھ خیرخواہی کا مظاہرہ کیا جائے تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

اللہ، کتاب، رسول، مسلمانوں کے امراء اور عام لوگوں کی خیرخواہی کی جائے۔ النصیحۃ الکتاب اللہ کی کتاب کی تلاوت اور اس کے احکامات کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ پیروی اور ہر دم اس کی نشرواشاعت اور نفاذ کی کوشش کی جائے۔

النصیحۃ لرسول نبی اکرمؐ کو آخر الزماں پیغمبر یعنی آپ کی ختم الرسلینی پر ایمان لاتے ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔ گویا کہ زندگی کے ہر لمحہ میں آپ کی طرز حیات کو فوز و فلاح اور سعادت کو دین کی کامیابی کا زینہ تصور کیا جائے۔

امیر کی سیکیورٹی (حفاظت)

آپ جانتے ہیں کہ جب سے نبی اکرمؐ نے کار نبوت کا آغاز فرمایا تو آپ کو صادق و امین کہنے والے، مخالف سے مخالف تر ہوتے گئے حتیٰ کہ ذات گرامی کے شدید ترین دشمن بن گئے۔ کعبۃ اللہ میں حالت سجدہ میں سر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مبارک پر گندگی رکھنا، شعب (محصوری ابی طالب) کا سوشل بائیکاٹ، آپؐ اور آپؐ کے رفقاء پر انفرادی اور اجتماعی تشدد بالآخر ذات پاکؐ پر اجتماعی حملہ۔ مسبب الاسباب نے آپؐ کی حفاظت کے لیے برموقع حفاظتی اسباب پیدا فرمائے اور کبھی بغیر اسباب کے آپؐ کی حفاظت فرمائی تا آنکہ ہجرت کا حکم نازل فرمایا۔

"ہجرت کے باوجود مدینہ طیبہ پہنچ کر بھی حالات تبدیل نہیں ہوئے۔ ماحول میں تناؤ اور کھچاؤ بڑھتا ہی چلا گیا۔ مکہ والوں کے حملے، یہود و نصاریٰ کی چالیں، منافقوں کی سازشیں، غرضیکہ چاروں طرف خطرات کی وجہ سے آپؐ مسلح پہرہ میں زندگی گزارنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک رات شدید اعصابی دباؤ کی وجہ سے دیر تک کروٹیں بدلتے رہے۔ نیند نہیں آ رہی تھی۔ بے ساختہ فرمانے لگے کاش کوئی اللہ کا بندہ پہرہ دے تو میں تھوڑی دیر آرام کر لوں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ——— رَسُوْلُ اللّٰهِ مُقْدِمَهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ قَالَتْ فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذٰلِكَ أَذْ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ السِّلَاحِ فَقَالَ مَنْ لَهٰذَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَاجَاءَ بِكَ فَقَالَ سَعْدٌ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ خَوْفٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَجِئْتُ اَحْرُسُهٗ فَدَعَالَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ نَامَ ○ (۱)

"ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضورؐ کی آنکھ نہ لگی۔ رسول خداؐ مدینہ میں جب کسی غزوہ سے لوٹ کر آتے تھے تو فرمایا کرتے، کاش کوئی نیک مرد ہوتا تو باقی رات میری چوکیداری کرتا۔ فرمایا عائشہؓ

---

(۱) جامع ترمذی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے کہ ہم اسی خیال میں تھے کہ ایک شخص کے ہتھیاروں کی آواز سنی اور نبیؐ نے پوچھا کون ؟ انہوں نے عرض کیا سعد بن ابی وقاصؓ۔ آپ نے فرمایا کیوں آئے ہو؟ کہا انہوں نے ' میرے دل میں خوف آیا کہ آپؐ کو کوئی ضرر نہ پہنچائے سو حاضر ہوا ہوں کہ پہرہ دوں آپؐ کے لیے ' دعا کی ان کے لیے رسولؐ خدا نے اور پھر آپؐ سو گئے''۔

ان ارشادات اور واقعات کی روشنی میں مسلمانوں نے ہمیشہ اپنے امیر کی حفاظت کا خصوصی خیال رکھا۔ جہاں تک حضرت عثمانؓ کی حفاظت کا تعلق ہے تو حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی حفاظتی گارڈ کا کام سرانجام دیتے رہے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد امیر معاویہؓ نماز کی حالت میں اپنے پیچھے خاص لوگوں کو کھڑا کرتے کیونکہ امیر یا سربراہ مملکت کے قتل سے صرف شخصی یا خاندانی نقصان ہی نہیں ہوتا بلکہ جماعت عدم تحفظ کا اور پوری مملکت عدم استحکام کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس لیے جو قوم اپنے سربراہ کی حفاظت نہیں کر سکتی اس سے قومی مفاد اور ملکی استحکام کی حفاظت کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے کارکنان اور جماعتی احباب کا فرض ہے کہ جلسے جلوسوں اور دوسرے موقعوں پر پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنے راہنماؤں کی حفاظت کرتے رہیں۔ خاص موقعوں پر نوجوان حصار بنا کر اپنے قائدین کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیں۔ یہ بھی صحابہؓ کی جماعت کا اسلوب تھا۔

چنانچہ حضرت عمرؓ جب دار ارقم میں ایمان لائے تو انہوں نے عرض کیا ' اے اللہ کے نبیؐ ' نماز یہاں ادا کرنے کی بجائے حرم پاک میں ادا کرنی چاہئے۔ تب حضرت حمزہؓ اور کچھ صحابہ کرامؓ نبی کریمؐ کے آگے تھے۔ فاروق اعظمؓ اور دوسرے صحابہؓ آپؐ کے پیچھے چل رہے تھے۔ اس حفاظت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور پروٹوکول کے ساتھ نبی اکرمؐ حرم پاک میں داخل ہوئے اور سرعام نماز ادا کرنے کی ابتدا کی۔ الراحیق المختوم مدینہ میں آپ کی تشریف آوری کے وقت انصار نے جس سج دھج اور اسلحہ سے لیس ہو کر آپ کا استقبال کیا وہ منظر تو قیامت تک امت کی رہنمائی کرتا اور دشمنان اسلام کو یاد رہے گا۔

کارکن کی اہمیت اور افادیت

افراد کے بغیر جماعت کا تصور ممکن نہیں۔ کارکن کی جماعت میں بنیادی حیثیت ہے۔ کارکنان اور افراد کے مجموعے کو ہی جماعت کہتے ہیں۔ زندہ اور باشعور جماعتیں کارکنان کی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا کرتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسے افراد ہوں گے ویسی ہی جماعت کی صورت حال ہو گی۔ کیونکہ

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

اگر جماعت میں مخلص اور محنتی افراد ہوں گے تو جماعت زندہ اور متحرک تصور ہو گی۔ اگر کارکنان کی اکثریت سست، بدعمل اور مفاد پرست ہو گی تو جماعت لازماً غیر فعال ہو گی کیونکہ کارکنان ریڑھ کی ہڈی یا جماعتی عمارت کی بنیادی اینٹیں ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر قرآن پاک جہاں انسانوں یا مسلمانوں کو اجتماعی خطاب کرتا ہے وہاں ایک ایک فرد کو مخاطب کرتے ہوئے اور ان کی اصلاح کی طرف پوری توجہ دیتے ہوئے یہ احساس دلاتا ہے کہ اے فرد تمہیں بالآخر اپنے اعمال کا خود جواب دینا ہے۔ اس لیے نبی اکرمؐ کے ابتدائی خطابات کے اندر یہ بات موجود تھی، آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو اپنے آپ کو اس گھڑی اور وقت کے لیے تیار کرو، جب بندے اور خدا کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو گی اور نہ ہی کوئی ترجمان ہو گا۔ اسے براہ راست محشر کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میدان میں اپنے رب کی بارگاہ میں اپنے کردار کا جواب دینا ہو گا۔ اسی لیے قرآن پاک نے فرد کی اصلاح کے لیے اس کی تخلیق سے لے کر اس کے اعمال کے نتیجے تک اسے اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے لیے مؤثر اور جان دار اسلوب اختیار فرمایا۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ( ) اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ( ) اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ( ) (۱)

"کیا انسان پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔ ہم نے اسے راستہ دکھایا خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا"۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ( ) وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ( ) وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ( ) (۲)

"کیا ہم نے اسے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے اور (نیکی اور بدی کے) دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں دکھا دیئے)"۔

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ( ) وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ( ) كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ( ) يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ( ) (۳)

"بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم لوگ جزا و سزا کو جھٹلاتے ہو حالانکہ تم پر نگران مقرر ہیں۔ ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں"۔

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ ( ) اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ( ) ثُمَّ شَقَقْنَا

---

(۱) پ ۲۹، الدھر ۱-۳

(۲) پ ۳۰، البلد ۸-۱۰

(۳) پ ۳۰، الانفطار ۹-۱۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضَ شَقًّا ○ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ○ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ○ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ○ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ○ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ○ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ○ (۱)

"پھر ذرا انسان اپنی خوراک کو دیکھے۔ ہم نے خوب پانی لنڈھایا' پھر زمین کو عجیب طرح پھاڑا۔ پھر اس کے اندر اگائے غلے اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں اور گنے' گھنے باغ اور طرح طرح کے پھل تمہارے لیے اور چارے تمہارے مویشیوں کے لیے"۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ○ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ○ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ○ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ○ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ○ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ○ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ○ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ○ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ○ بَلٰٓى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ○ (۲)

"اے انسان' تو کشاں کشاں اپنے رب کی طرف چلا جا رہا ہے اور اس سے ملنے والا ہے۔ پھر جس کا نامہ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔ رہا وہ شخص جس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔ تو وہ ہلاکت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا۔ وہ اپنے گھر والوں میں مگن تھا۔ اس نے سمجھا تھا کہ اس نے کبھی پلٹنا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا رب اس کے کرتوت دیکھ رہا تھا۔

---

(۱) پ ۳۰' عبس ۲۴-۳۲

(۲) پ ۳۰' انشقاق ۶-۱۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باشعور کارکن

کارکن کا نیک، مخلص اور ایثار پیشہ ہونا ہی ضروری نہیں۔ بلکہ اس کا عقل مند اور باشعور ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ کتنے لوگ ہیں نیک اور پرہیز گار ایسے کہ دیکھنے والے ان کی نیکی اور تقویٰ پر رشک کرتے ہیں مگر باشعور نہ ہونے کی وجہ سے صرف اپنے آپ کو ہی نہیں بلکہ جماعتوں، قوموں اور ملکوں کو مشکل میں ڈالنے کے ساتھ ساتھ بے وقار بھی بنا دیتے ہیں۔ اس لیے قرآن پاک نے نصیحت و عبرت کے لیے عقل و دانش اور بصیرت و شعور کو لازم ٹھہرایا ہے۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ○ (۱)

"اللہ جس کو چاہتا ہے دانائی عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت عطا ہو جائے یقیناً اسے بہت ہی خیر میسر آگئی۔ مگر یہ بات عقل مند ہی سمجھتے ہیں۔ ادع الی ربک بالحکمۃ "اللہ کی طرف دعوت دیں حکمت و دانائی کے ساتھ"۔

نبی اکرمؐ نے مومن کی ذہانت و فطانت، بصیرت و شعور کو خراج تحسین سے نوازتے ہوئے فرمایا ہے۔ مومن کی بصیرت سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ لہٰذا مومن سے بہت کم امکان ہے کہ وہ ایک ہی جگہ سے دو مرتبہ نقصان اٹھائے۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ "مومن کی فراست سے بچو"۔ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَيْنِ "مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا"۔

---

(۱) پ ۳۔ البقرہ آیت ۲۶۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ بصیرت اور فیض مومن کو نبوت کے توسط سے حاصل ہوتا ہے۔ نبوت سے پہلے خاص کر اس منصب پر فائز ہونے کے بعد آپ ؐ کا ایک ایک قدم اور اشارہ ہزاروں دانشمندیوں کو اپنے پہلو میں سمیٹے ہوئے ہوتا تھا۔

ہجرت کا سفر ہے۔ کفار مکہ ہلکان ہو رہے ہیں۔ نبی ؐ کی تلاش میں رات اور دن بھاگے پھر رہے ہیں۔ انعامات کا اعلان ہو چکا ہے لیکن آپ کا ہر قدم عقل و دانش کو شرمندہ کیے ہوئے مدینہ کی طرف رواں دواں ہے۔ مدینہ مکہ سے جنوب کی طرف ہے۔ مگر آپ نے جس جگہ کو اپنی پناہ گاہ کا شرف بخشا (غار حرا) وہ مکہ سے تین میل شمال کی طرف واقع ہے۔ اسی طرح سفر کے لیے جو راستہ اختیار فرمایا وہ شارع عام کو چھوڑ کر ساحلی راستہ تھا۔ لیکن ان تحفظات کے باوجود راستہ میں ایک آدمی سے سامنا ہوا جو حضرت صدیق ؓ کو پہچانتا تھا۔ اس نے پوچھا کہ یہ آپ کے ساتھ کون بزرگ ہیں؟ جناب صدیق ؓ نے دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلاتوقف فرمایا!

رَجُلٌ یَھْدِیْنِیْ اِلَی السَّبِیْلِ ○ ”یہ وہ آدمی ہیں جو میری راہ نمائی کرتے ہیں“۔

حالانکہ سفر ہجرت میں اس ساحلی راستے کی راہ نمائی کے لیے آپ ؐ اور ابوبکر ؓ نے مناسب معاوضے پر آدمی اپنے ساتھ لیا ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے اس حساس ترین موقع پر اپنی صداقت پر آنچ آئے بغیر ایسی بصیرت کا مظاہرہ کیا کہ آقائے گرامی بہت بڑے خطرے سے مامون ہو گئے۔ گویا کہ یہ صداقت اور ذہانت کا عدیم المثال امتزاج تھا۔

حضرت عثمان ؓ نمائندہ صحابہ ؓ اور سفیر پیغمبر ؐ بن کر مقام حدیبیہ سے مکہ گئے تاکہ مکہ والوں سے مذاکرات کریں اور نبی اکرم ؐ اور صحابہ کرام ؓ کے لیے بیت اللہ کی زیارت و طواف یعنی عمرہ کے لیے ماحول سازگار بنایا جائے لیکن کفار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مکہ نبی اکرمؐ کے مکہ میں داخلہ کے لیے تیار نہ ہوئے۔ تاہم انہوں نے حضرت عثمانؓ کو پیش کش کی کہ آپ کعبتہ اللہ کا طواف کرنا چاہیں تو بصد شوق کریں مگر حضرت عثمانؓ اس وقت طواف کعبہ کے لیے تیار نہ ہوئے۔ یہ عقل و شعور کی بات تھی کہ میرے آقا کو طواف کی اجازت نہیں تو مجھے بھی عمرہ ادا نہیں کرنا چاہئے۔ اگر وہ صرف نیک ہی ہوتے تو وہ یہ سوچ کر عمرہ کر لیتے کہ کون سا نبی اکرمؐ نے مجھے منع کر رکھا ہے یا طواف کعبہ میں کیا حرج ہے' یہ تو سراسر نیکی اور ہمارے سفر کا مقصد ہے لیکن یہی تو شعور ہے جس کے بغیر قوموں اور جماعتوں کا وقار بلند نہیں ہوا کرتا۔ اگر وہ عمرہ کر لیتے تو آج تک غیر مسلم طعنہ دیتے۔ یہ تھے نبیؐ کے نمائندے!

اگر کارکن میں شعور کا فقدان ہو تو پھر عقل و دانش کے پیکر جن کی دانائی زمانے میں ضرب المثل اور جن کے عدالتی فیصلے عقل و خرد کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتے تھے۔ جرأت و ہمت کے لحاظ سے فاتح خیبر کا اعزاز اور اسد اللہ کا خطاب پانے والے حضرت امیر معاویہ کے مقابلہ میں صرف اس لیے پسپا ہوتے چلے گئے کہ ان کے ساتھی جذباتی' کند ذہن اور عقل و شعور سے تہی دامن تھے جن کی وجہ سے حضرت علیؓ بالآخر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ کیا کروں میں نے گرمیوں میں لڑنے کا حکم دیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اتنی گرمی میں کس طرح لڑ سکتے ہیں۔ پھر جب میں نے سردیوں میں جنگ کا حکم دیا تو کہتے ہیں سردیوں میں سکڑ کر مرنا ہے۔ جناب علی المرتضیٰؓ اپنے بے شعور ساتھیوں کو خارجیوں کی ظاہری نیکی اور ان کے خوشنما نعروں سے باز نہ رکھ سکے حالانکہ ان کو بار بار سمجھاتے رہے کہ کَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيْدَ بِهَا الْبَاطِلُ

خارجیوں کی اس بات پر کان نہ دھرو یہ توحید نہیں بلکہ توحید کے نام پر دھوکہ ہے۔ ان بے سمجھ لوگوں کی وجہ سے ہی آپ حضرت معاویہؓ کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلاف کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر یہ لوگ نیکی کے نام پر نہ صرف آپ کی جماعت میں اختلاف اور انتشار کا موجب بنے بلکہ صراط مستقیم سے گمراہ بھی ہوئے۔ آج بھی کتنے لوگ ہیں جو نیکی، تبلیغ اور دوسرے خیر کے کاموں کے حوالے سے جماعت اہلحدیث کی اجتماعی قوت اور طاقت کو ریزہ ریزہ کر رہے ہیں اور سادہ لوح حضرات کو بٹھائے رکھتے ہیں۔ جب تک لوگوں میں یہ شعور پیدا نہیں ہو گا تب تک جماعت کی اجتماعی طاقت میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی جماعت فتنوں سے محفوظ ہو سکتی ہے۔

ایثار و قربانی

دنیا میں اسباب و وسائل اور قابلیت کے لحاظ سے تمام انسان ہم پلہ اور برابر نہیں ہوتے۔ ہمیشہ کمزور کو توانا، بیمار کو صحت مند، لاچار کو چارہ گر، بے اسباب کو باوسائل کی مدد و معاونت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایثار و قربانی کے بغیر قوم اور جماعت کا قائم رہنے کی بجائے بکھرنا یقینی ہو جاتا ہے بلکہ جس قوم اور جمعیت میں ایثار و قربانی کا جذبہ جتنا کم ہو گا اتنی ہی نفرتیں بڑھیں گی۔ آپ چاہے کتنے نیک اور شب زندہ دار ہوں اگر جاننے اور باوسائل ہونے کے باوجود کسی معذور اور مجبور کی مدد نہیں کرتے تو آپ کی ذات قوم، جماعت اور معاشرے کے لیے بے مقصد ہی نہیں، قابل نفرت بھی ہے۔ نبی اکرمؐ نے تو ایسے شخص کو ایمانیات کے دائرے سے خارج قرار دیا ہے۔ جو ہونے اور جاننے کے باوجود مجبور کی مدد نہیں کرتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اٰمَنَ بِیْ مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَجَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ وَھُوَ یَعْلَمُ بِہٖ ○ (۱)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ "نبی اکرمؐ نے فرمایا اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جس کا پڑوسی بھوکا سو جائے دراں حالیکہ وہ جانتا ہو"۔

اپنے مجبور بھائی کی مدد کرنا ایک طرف تو اخلاقی اور ایمانی فریضہ ہے اور دوسری طرف تنظیم کا تقاضا ہے کہ آپ اپنے ہمسفر بھائی کے ساتھ ایثار و قربانی کا رویہ اختیار کریں تاکہ وہ بھی زندگی کی دشوار گزار گھاٹیوں پر آسانی سے چل سکے۔ اگر وہ بے روزگار ہے تو ملازمت کی تلاش میں اس کی مدد کیجئے۔ اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو حسب استعداد اس سے تعاون کیجئے۔ غرض یہ کہ ہر لحاظ سے اسے دلاسہ دینا دینی اور جماعتی فریضہ ہے۔

یہی وہ جذبہ عمل ہے جس سے آپ دشمن کا بھی دل جیت سکتے ہیں۔ اس لیے زکوۃ و صدقات میں سے ایک مد کو تالیف قلوب کے لیے مختص فرمایا گیا۔

اس میدان میں صحابہ کرامؓ نے بے مثال اور لازوال مثالیں چھوڑی ہیں۔ میدان کارزار اور پھر نزع کا عالم۔ آپ نے پڑھا ہو گا کہ جنگ یرموک میں ایک غازی زندگی کے آخری لمحات میں نحیف اور کمزور آواز سے پانی طلب کرتا ہے۔ پانی پلانے والا جب اس کے قریب پہنچا تو دوسری طرف سے آواز آئی: ہائے پانی! اس جان بلب غازی نے اپنی جان بچانے کی بجائے اس طرف اشارہ کیا کہ اسے پانی پلایا جائے۔ صحابیؓ کہتا ہے کہ میں اس طرف گیا تو ایک کونے سے تیسری آواز آئی، کاش پانی کے چند قطرے

---

(۱) معارف الحدیث بحوالہ طبرانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

آپ پر ترجیح دیتے ہیں"۔

یہ تھا جذبہ ایثار و قربانی جس کی وجہ سے صحابہ کرام میں محبتیں اور الفتیں بڑھتی چلی گئیں اور اسی جذبے کی بدولت وہ جسد واحد کی طرح آگے بڑھے اور پوری دنیا پر چھا گئے۔

احساس ذمہ داری

احساس ذمہ داری ایک ایسا جذبہ ہے جو انسانی ضمیر کو از خود اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے آمادہ و تیار رکھتا ہے بلکہ یہ ایسی طاقت اور جذبہ ہے جو آگے بڑھ کر کچھ کرنے کا داعیہ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ جماعتی و قومی نقصان کو دیکھنا ناقابل برداشت بنا دیتا ہے۔ آدمی کے اندر احساس ذمہ داری کا جتنا جذبہ ہو گا اتنا ہی وہ فرائض کو سرانجام دینے والا ثابت ہو گا۔ اس جذبے کی موجودگی میں انسان کو ذمہ دار شخص اور نہ ہونے کی صورت میں نیک سے نیک اور بڑے سے بڑے آدمی کو غیر ذمہ دار کہا جائے گا۔ ضمیر کے اس جذبہ و احساس نے نبی اکرم ؐ کو کس قدر بے چین اور مضطرب رکھا ملاحظہ فرمائے۔

طٰسٓمٓ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ (۱)

"یہ کتاب مبین کی آیات ہیں۔ اے نبی ؐ شاید تم اس غم میں جان کھو دو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے"۔

یہ جذبہ و احساس جب تقویٰ اور خدا خوفی کی شکل میں ظاہر ہوا ہے تو

---

(۱) پ ۱۹، الشعراء، ۱۔ ۳

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

آپ پر ترجیح دیتے ہیں"۔

یہ تھا جذبہ ایثار و قربانی جس کی وجہ سے صحابہ کرام میں محبتیں اور الفتیں بڑھتی چلی گئیں اور اسی جذبے کی بدولت وہ جسد واحد کی طرح آگے بڑھے اور پوری دنیا پر چھا گئے۔

احساس ذمہ داری

احساس ذمہ داری ایک ایسا جذبہ ہے جو انسانی ضمیر کو از خود اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے آمادہ و تیار رکھتا ہے بلکہ یہ ایسی طاقت اور جذبہ ہے جو آگے بڑھ کر کچھ کرنے کا داعیہ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ جماعتی و قومی نقصان کو دیکھنا ناقابل برداشت بنا دیتا ہے۔ آدمی کے اندر احساس ذمہ داری کا جتنا جذبہ ہو گا اتنا ہی وہ فرائض کو سرانجام دینے والا ثابت ہو گا۔ اس جذبے کی موجودگی میں انسان کو ذمہ دار شخص اور نہ ہونے کی صورت میں نیک سے نیک اور بڑے سے بڑے آدمی کو غیر ذمہ دار کہا جائے گا۔ ضمیر کے اس جذبہ و احساس نے نبی اکرم ؐ کو کس قدر بے چین اور مضطرب رکھا ملاحظہ فرمائے۔

طٰسٓمٓ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ (۱)

"یہ کتاب مبین کی آیات ہیں۔ اے نبی ؐ شاید تم اس غم میں جان کھو دو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے"۔

یہ جذبہ و احساس جب تقویٰ اور خدا خوفی کی شکل میں ظاہر ہوا ہے تو

---

(۱) پ ۱۹، الشعراء، ۱-۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ درختوں پر پھدکنے اور چہچہانے والے پرندے کو دیکھ کر رو پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش میں پرندہ ہوتا اور آخرت کے حساب و کتاب سے مامون ہو جاتا۔ کبھی بے ساختہ گلی کے تنکے کو پکڑ کر پکار اٹھتے ہیں۔ ہائے میں ایک تنکا ہوتا اور آخرت کے حساب سے بچ جاتا۔ یہی احساس جب ذمہ داریوں کی انجام دہی کے روپ میں آتا ہے تو فاروق اعظم اعلان کرتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ اگر کوئی بکری کا بچہ فرات کے کنارے بھوکا مر گیا تو قیامت کے دن عمر کو پوچھا جائے گا۔ لَوْ مَاتَتْ شَاةٌ عَلٰى شَطِّ الْفُرَاتِ ضَائِعَةً لَظَنَنْتُ اِنَّ اللّٰهَ سَائِلِیْ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (۱)

اسی احساس ذمہ داری کی وجہ سے نڈھال ہو کر کروٹیں بدلتے ہوئے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین جناب فاروق اعظمؓ کو منیٰ کے میدان میں لیٹے ہوئے اس حالت میں پایا کہ وہ آسماں کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے بڑی گریہ و زاری کے ساتھ رب کے حضور دعائیں کر رہے ہیں۔ اے اللہ میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں لیکن میری ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ الٰہی میری مدد فرما تا کہ میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ بر آ ہو سکوں۔ (۲)

یہی وہ فکر تھا جس نے بڑے بڑے حکمرانوں کو نرم و نازک بستروں اور پر سکون خواب گاہوں سے اٹھا کر تنگ و تاریک گلی کوچوں میں گشت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ یہی وہ فکر مندیاں تھیں جن کی وجہ سے حضرت عمرؓ کے اصرار کے باوجود حضرت ابوبکرؓ بیعت خلافت کے لیے ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے۔ اسی

---

(۱) سیرت عمر بن الخطاب، ابن جوزی
(۲) الفاروق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احساس ذمہ داری کی وجہ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے جب حضرت عثمانؓ کی خلافت کا اعلان کیا تو اس طرح لڑکھڑا کر ممبر کی طرف آ رہے تھے جیسے ان کو اچانک تکلیف ہوگئی ہو۔ (۱)

یہ احساس ذمہ داری زندہ ہو تو مجلس شوریٰ کے مشورے اور لوگوں کی تجاویز، عہدے دار کی قوت کار اور احساس ذمہ داری کو مہمیز اور ڈوز کا کام دیتے ہیں۔ لیکن جب یہ احساس اور ضمیر ہی مردہ ہو جائے تو پھر یہ تمام چیزیں اس کے لیے بارگراں ہی نہیں ثابت ہوئیں بلکہ وہ ان کو اپنی اہانت اور توہین سمجھ کر اس حد تک گر جاتا ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ (۲)

"جب اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اپنے وقار کا خیال گناہ پر جما دیتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے تو بس جہنم ہی کافی ہے"۔

بیت المال کی اہمیت

نظم جماعت کے لیے اخلاقی ضابطے اور انتباہی احکامات مسلم اور لازم ہیں مگر حقیقی اور ٹھوس بنیادوں پر اجتماعی زندگی اس وقت ہی استوار ہو سکتی ہے جب آپ کمزوروں اور معذوروں کی مشکلات کے حل کے لیے پائیدار نظام پیش کریں گے۔ کیونکہ دکھی اور حاجت مند کو شیریں کلمات اور حوصلہ افزاء ڈئیلاگ سے زیادہ دیر تک مطمئن نہیں رکھا جا سکتا۔ بیمار دوائی چاہتا

---

(۱) تاریخ ابن کثیر

(۲) پ ۲، البقرہ ۲۰۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے اور بھوکا روٹی کا طلبگار۔

اس کے بغیر معاشرے یا جماعت میں ارادت و عقیدت اور اخوت ویگانگت کا پیدا ہونا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ اسی لیے قرآن پاک نے مصارف زکوٰۃ میں سے ایک مصرف تالیف قلوب کا مختص فرمایا کیونکہ یہ بدیہی حقیقت ہے کہ قلوب و اذہان کو باہم قربت بخشے بغیر افراد کو ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بنابریں اسلامی شریعت نے بالکل ابتدائی ایام میں لوگوں کو فکری اور روحانی غذا فراہم کرنے کے ساتھ ان کی ستر پوشی اور شکم پروری کا باضابطہ اہتمام کیا۔ اور پھر اس نظام کو اپنانے کے لیے ترغیب ہی نہیں بلکہ ترہیب کا انداز اپنایا تاکہ لوگ اس کی اہمیت و افادیت کو جان سکیں۔

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ○ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ○ (۱)

"ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم سے عزت کا سلوک نہیں کرتے اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو آمادہ نہیں کرتے"۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ○ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ○ (۱)

"یتیم پر سختی نہ کرو اور سائل کو نہ جھڑکو"۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ○ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ○ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ○ (۲)

www.KitaboSunnat.com

(۱) پ ۳۰، الفجر ۱۷۔۱۸
(۱) پ ۳۰، الضحیٰ ۹۔۱۰
(۲) پ ۳۰، الماعون ۱۔۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"تم نے دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے پر ترغیب نہیں دیتا"۔

یہ اس لیے ضروری تھا کہ مستقبل قریب میں قائم ہونے والی مصلح و انقلابی جماعت فکری اور عملی اعتبار سے متوازن راستوں پر گامزن ہو سکے اسی نظریئے کی تشریح کرتے ہوئے علامہ سید سلیمان ندوی ؒ لکھتے ہیں:

"اسلام کی جماعتی زندگی صرف دو بنیادوں پر قائم ہے ایک روحانی اور دوسری مادی"۔

تزکیہ نفس کے لیے پانچ وقت نماز کو فرض قرار دیا اور معاشی زندگی کو مستحکم کرنے کے لیے زکوٰۃ کو اسلام کا رکن قرار دیا گیا ہے پھر نماز اور زکوٰۃ کو ۲۶ مقامات پر اکٹھا بیان کیا تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو یکساں طور پر نبھانا ہے۔ نماز حقوق اللہ کی ترجمان ہے تو زکوٰۃ عباد اللہ کے حقوق کی پاسبان ہے۔ نماز اللہ کی کبریائی کے اعتراف کا اظہار ہے تو زکوٰۃ مجبوروں بے کسوں کے حقوق کا ادراک پیدا کرتی ہے۔ اس لیے فرض عین قرار دیتے ہوئے حسب ذیل احکامات جاری فرمائے۔

"اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّاتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَكَانَ اَبُوبَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصِمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ حِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَاُ قَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةِ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْمَنَعُوْنِيْ عِنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَا اللّٰهِ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَاهُوَ اِلَّا اَنَّ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ" (۱)

"حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے تو کئی عرب کافر ہو گئے ابوبکرؓ نے ان سے لڑنا چاہا مگر حضرت عمرؓ نے کہا تم ان سے کیسے لڑو گے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یوں فرمایا ہے کہ مجھے ان لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم ہے جبتک یہ لا الہ الا اللہ نہ کہ لیں جب یہ کہنے لگیں تو انھوں نے اپنے مال و جان کو مجھ سے محفوظ کر لیا البتہ کسی حق کے بدل یہ اور بات ہے اس کے بغیران کا حساب اللہ پر رہیگا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ کی قسم جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا میں اس سے ضرور جہاد کرو گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے جیسے نماز بدن کا حق ہے اللہ کی قسم اگر یہ لوگ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا ایک بچہ دیتے تھے مجھے نہ دیں تو ان کے اس نہ دینے پر ان سے ضرور لڑوں گا عمرؓ نے کہا اللہ کی قسم اللہ نے ابوبکرؓ کا سینہ کھول دیا ہے اور مجھے بھی سمجھ آگیا کہ حق اور سچ یہی ہے"

الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ ○ (۲)

"جو زکوٰۃ نہیں دیتے وہ دراصل آخرت ہی کا انکار کر رہے ہیں"۔

زکوٰۃ کا اجتماعی نظام

جس طرح تنہا نماز پڑھنے سے ثواب میں کمی، باجماعت ادا کرنے سے اجر مین اضافہ ہوتا ہے بعینہ الگ الگ ادائیگی زکوٰۃ سے ثمرات حاصل نہیں ہو سکتے

---

(۱) صحیح بخاری، جلد اول، کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ

(۲) پ ۲۴، حم السجدہ ۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو اجتماعی ادائیگی سے ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فرضیت زکوٰۃ کے ساتھ یہ حکم بھی صادر فرمایا کہ اسے حکومتی سطح پر اجتماعی صورت میں وصول کیا جائے۔

چنانچہ صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کا خزانہ قرار دیا ہے زکوٰۃ کے ایک مقام پر اکٹھا ہونے سے ہی خزانے اور بیت المال کا بالفعل تصور واضح ہو سکتا ہے۔ اگر اسے انفرادی طور پر ادا کیا جائے تو اجتماعی نقصان کے ساتھ اسلام کے خزانہ کا تصور ادھورا رہ جاتا ہے اور ایسی صورت میں جماعتی مشکلات کا اجتماعی انداز میں حل ہونے کی توقع رکھنا لایعنی بات ہوتی۔

اس خزانہ کو "بیت المال" کو وسیع تر اور ٹھوس بنیادوں پر قائم کرنے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مفصل ہدایات جاری کرتے ہوئے مملکت اسلامیہ کے تمام علاقوں میں عمال مقرر فرمائے تاکہ امت کا یہ بیت المال اجتماعی سرمایے سے بھرپور اور لبالب ہو سکے کیونکہ یہی منشا شریعت ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ (۱)

یہ وہ لوگ جنھیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز کو قائم کریں گے زکوٰۃ دیں گے نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام معاملات کا انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

زکوٰۃ کی اجتماعی ادائیگی کے بارے میں صحابہؓ کا موقف

حضرت عمرؓ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا۔

"اِدْفَعْھَا مَنْ بَایَعْتَ" اس کو دو جس کے ہاتھ پر تم نے بیعت کی ہے"۔

---

(۱) پ ۱۷، الحج ۴۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اِدفعوھا الی من ولاہ امرکم فمن بر فلنفسہ ومن آثم فعلیھا"

حضرت سہل بن سعدؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے سعد بن ابی وقاصؓ ابو سعید خدریؓ ابو ھریرۃؓ اور ابن عمرؓ سے پوچھا ان ھذا السلطان یصنع ماترون افادع زکاتی الیھم؟ کہ اموی خلفاء جو کچھ کر رہے ہیں کیا اس کے بعد ان کو زکوٰۃ ادا کریں؟ فَقَالُوْا کُلُّھم ادفعھا الیھم سب نے کہا ہاں انہی کو دو۔ (۱)

فقدانِ بیت المال کے اخلاقی نقصانات

قرآن حکیم مقاصد زکوٰۃ بیان کرتے ہوئے باید و شاید طریقے سے یہ فلسفہ حکمت زکوٰۃ بھی نمایاں کرتا ہے کہ جہاں اداء زکوٰۃ سے صاحب زکوٰۃ کا مال پاک ہوتا ہے وہاں اس کے نفس پر پڑنے والی آلائشوں یعنی بخیلی اور تنگ دلی کا صفایا اور رعونت و نخوت اور مال کا تزکیہ بھی ہوتا ہے۔

سَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی ○ الَّذِی یُؤْتِی مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ○ (۲)

"اس سے بچا دیا جائے گا متقی کو جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے"۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا ○ (۱)

"اے نبیؐ تم ان کو اموال میں سے زکوٰۃ وصول کر کے انہیں پاک کرو اور نیکی کی راہ میں انہیں بڑھاؤ"۔

اس کے ساتھ ہی زکوٰۃ دینے والا غرور و گھمنڈ اور فخر و تکبر سے محفوظ ہو

---

(۱) کتاب الاموال (۱) پ ۱۱، التوبہ ۱۰۳

(۲) پ ۳۰، الیل ۱۷، ۱۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے لیکن انفرادی طور پر فریضہ زکوٰۃ ادا کرنے والے شخص میں نرگسیت اور اپنائیت کی وہ بیماریاں اور جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں جو ختم ہونے کی بجائے بسا اوقات مزید بڑھ جاتے ہیں جس کو دیکھنے والا بڑی آسانی سے اندازہ کر سکتا ہے آج کتنے لوگ ہیں جو نماز تہجد' تلاوت قرآن مجید اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے باوجود بھی یہ تمنا اور خواہش رکھتے ہیں کہ لوگ ان کی چوکھٹ پہ حاضری دیں اور جب وہ خود کسی مجلس میں جائیں تو ان کو وی۔آئی۔پی کا درجہ دیا جائے ان کے چہروں کے خطوط اس خواہش کی اکثر چغلی کھا رہے ہوتے ہیں اور ایسے ہی بعض لوگ مجبوروں اور حاجتمندوں کو اپنے در و دیوار کی بارہا دفعہ زیارت پر مجبور کرتے ہیں اور یہ مرض اس حد تک غالب آچکا ہے کہ یہ نام نہاد مخیر حضرات شخصی اوصاف اور صلاحیتوں سے تہی دامن ہونے کے باوجود کرسی صدارت و امارت پر براجمان ہونا اپنا استحقاق تصور کرتے ہیں اس کے ساتھ ہی زکوٰۃ لینے والے بھی اپنے اداروں پر اترتے ہوتے دکھائی دیتے ہیں اگر بیت المال قائم ہو جائے تو پھر زکوٰۃ دینے اور لینے والے ان تمام بیماریوں سے یکدم محفوظ و مامون ہو جائیں گے کیونکہ جونہی یہ رقم بیت المال میں داخل ہوگی۔ اسلام کا خزانہ قرار پائے گی تو اب اس پر دولت مند کا حق نہیں ہو گا بلکہ غریب اور سائل ہی اس کا حقدار ٹھہرے گا جسکو پورے احترام و اکرام کے ساتھ اس بیت المال سے حق ملے گا جس سے اسکی عزت و آبرو اور معاشی زندگی کو تحفظ ملے گا۔

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ○ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ○ (۱)

(۱) پ ۲۹' المعارج' ۲۴-۲۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا ایک حق مقرر ہے"۔

اسی لیے بیت المال قائم کیے بغیر مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے شیرازے کا مضبوط ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ دینے والا ان نجاستوں اور لینے والے ان خباثتوں سے بچ جائے تو پھر بیت المال کے تصور وجود کا مشہود ہونا اور اس کا اسلامی سلطنت کے منصہ شہود پر ظہور و قیام ناگزیر ہی نہیں بلکہ فرض اور لازم بھی ہو جاتا ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ سے کوتاہی

خالق کائنات نے اس دنیا کو دارالعمل قرار دیا ہے۔ انسان اس جہان رنگ و بو میں رہ کر جتنی اور جیسی محنت کرے گا' اتنا اور اس جیسا ہی ثمر پائے گا۔ آخرت میں بھی اپنا بویا ہی کاٹنے والا ہے۔ کیونکہ ارشاد ہے:

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ○ "انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لئے اس نے محنت کی"۔ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ۔ "دنیا آخرت کی کھیتی ہے"۔ جب اس دنیا کو آخرت کی کھیتی اور حرکت و عمل کا میدان قرار دیا گیا ہے تو پھر نیک و بد کی تمیز کیے بغیر اصول یہی ہونا چاہئے تھا اور ہے۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ اسی اصول کا عکس ہم لیل و نہار کی سکرین پر دیکھتے ہیں۔ ایک ہی ڈیسک پر بیٹھنے والے دو طالب علم ایک نیک' شرم و حیا کا پتلا مگر اپنے کام میں عدم توجہ کا شکار ہے۔ اس کے مقابلے میں پرلے درجے کا بے شرم اور بے نماز مگر اپنی شب و روز کی محنت کے صلے میں ڈی۔سی اور کمشنر بنا بیٹھا ہے اور تہجد گزار اس کے سامنے ادنیٰ ملازم بن کر گھوم رہا ہے۔ ہونا تو اس کے الٹ چاہئے تھا کہ نیک کرسی اقتدار پر ہوتا اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بدعمل اس کے سامنے سائل بن کر کھڑا ہوتا۔ لیکن ایسا کیوں نہیں ہوا؟ بات واضح ہے۔ اس نے اپنے نصاب تعلیم میں محنت نہ کی اور وہ رات دن کی کاوش کے نتیجے میں اپنی منزل مراد کو پہنچا کیونکہ یہی ضابطہ حیات تھا۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ○ (۱)

"جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اس کی کھیتی کو ہم بڑھاتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے دنیا ہی میں سے دیتے ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے"۔

یہی قانون افراد کے بعد جماعتوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اگر جماعت من حیث الجماعت اپنے مشن میں ہمہ جہت جدوجہد کرے گی تو وہ آگے بڑھتی رہے گی ورنہ زمانے کا تیز گام ریلا اس کو پچھاڑ کر آگے گزر جائے گا۔

یہ کاروان ہستی ہے تیز گام ایسا
قومیں کچل گئی ہیں اس کی ہی رہروی میں

ایسی کوشش مسلمان جب اللہ کی رضا اور نبی اکرمؐ کی سنت کے مطابق کرتا ہے تو اس حرکت و عمل کو عمومی محنت کی بجائے جہاد فی سبیل اللہ کے عظیم اور مقدس نام سے پکارا جاتا ہے۔ جو ہر حال اور ہر دور میں حتیٰ کہ قیامت تک جاری رہے گا۔

اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ○ (۱) "جہاد قیامت تک جاری رہے گا"۔

---

(۱) پ ۲۵ الشوریٰ ۲۰ (۱) صحیح بخاری کتاب الجہاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے امت کو حکم ہے:

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (۲)

"ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر' اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جان جاؤ"۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (۳)

"نکلو' خواہ ہلکے ہو یا بوجھل' اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں کے ساتھ' یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جان جاؤ"۔

احسان فراموشی کی انتہاء

اللہ کا دین ہمیں اپنے ساتھ نیکی کرنے والے سے بہتر سلوک اور احسان شناسی کا حکم دیتا ہے۔ اس لیے رب تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ساتھ والدین کی تابعداری اور احسان شناسی کا حکم بھی دیا۔ اسی تعلیم کو عام کرنے کے لیے نبی اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے جو بندوں کا شکرگزار نہیں ہوتا وہ اپنے رب کا بھی شکرگزار نہیں ہو سکتا۔ آپؐ اتنے عالی مرتبت ہونے کے باوجود کسی کی معمولی سی نیکی کا بھی شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہتے تھے۔ اس لیے آپؐ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں فرمایا تھا کہ میں نے سب کی نیکیوں کا بدلہ چکا

---

(۲) پ ۲۸' الصف ۱۱

(۳) پ ۱۰' التوبہ ۴۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے سوائے ابوبکر صدیقؓ کے۔ ان کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ میں کوشش کے باوجود ان کا بدلہ نہیں دے سکا۔ اب میری دعا ہے کہ اللہ انہیں اپنی بارگاہ میں ان احسانات کا بدلہ عنایت فرمائے۔ آپؐ کی اسی طبیعت صالحہ کا نتیجہ تھا کہ غزوۂ حنین کے موقع پر حالت جنگ میں دشمن قوم کی خواتین آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؐ انہیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت عزت کے ساتھ ان کو بٹھایا' خاص کر ایک بوڑھی اماں کے ساتھ اس طرح ادب و احترام کے ساتھ پیش آئے کہ دیکھنے والے ششدر اور حیران رہ گئے۔ آپؐ نے اس بوڑھی عورت کے لیے اپنی چادر بچھائی اور بڑے ہی پیار اور شفقت کے ساتھ اس کی خیریت دریافت کرتے ہوئے اس کی گفتگو سنتے رہے۔ پوچھنے والے نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ یہ عورت کون ہے جس کے ساتھ آپؐ نے بے پناہ تکریم و تعظیم کا سلوک فرمایا۔ آپؐ نے جواباً ارشاد فرمایا یہ میری والدہ حلیمہ سعدیہ ہیں اور ان کے ساتھ میری رضاعی بہن۔ (۱) اگر کوئی دنیادار انسان ہوتا تو یہ سوچتا کہ کون سا اس نے مجھے مفت دودھ پلایا تھا۔ نہیں یہ خاندانی اور اعلیٰ ظرف لوگوں کی سوچ اور کردار نہیں ہوا کرتا۔ آپؐ نے مطعم بن عدی کے اس احسان کو بھی ہمیشہ یاد رکھا جو اس نے طائف سے واپسی پر مکہ میں داخلے کے لیے آپؐ کو پناہ دینے کی صورت میں کیا تھا۔ اس لیے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ کاش اگر آج مطعم زندہ ہوتے اور وہ ان کی رہائی کے لیے مطالبہ کرتے تو میں اس کی نیکی کے بدلے ان کو رہا کر دیتا۔ آپؐ کی حیات طیبہ کے انہی مبارک اثرات کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرامؓ بے خانماں اور درجنوں مشکلات میں مبتلا ہونے کے باوجود مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت اپنے کندھوں پر پتھر اٹھائے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هذا الحمال لاحمال خیبر هذا ابر ربنا و اطهر

یہ بوجھ خیبر کے بوجھ (مشکل) کے برابر نہیں ہے۔ ہمارے رب کی قسم یہ تو نیک اور پاکیزہ کام ہے۔

لان قعدنا و النبی یعمل لذاب منا العمل المضلل

اگر ہم بیٹھے رہیں اور نبیؐ کام کریں تو ہمارا یہ کام گمراہی کا فعل ہو گا۔

آج بھی وہی جماعت اور معاشرہ ترقی کر سکتا ہے جس میں احسان شناسی اور قدر دانی کا جذبہ پایا جائے۔ اسی لیے ورکر کو قیادت کا۔۔۔ شاگردوں کو، اساتذہ کا، مقتدیوں کو علماء اور خطباء کا شکر گزار اور قدر شناس ہونا چاہئے کیونکہ وہ دن رات آپؐ کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ چاہے خدمت کرنے والا کسی بھی نیت و ارادے کے ساتھ آپ کے کام آ رہا ہو۔ ہمیں اس کا شکر گزار اور اس کے لیے دعاگو ہونا چاہئے۔ لیکن افسوس کئی کارکنان حتیٰ کہ بعض علماء کا کردار اور گفتار قیادت کے ساتھ ایسا ہوتا ہے جیسے وہ کسی ادنیٰ ملازم سے بات کر رہے ہوں۔ یہ احسان فراموشی کی انتہا ہے جس سے دین دار آدمی کو مکمل پرہیز کرنا چاہئے۔

خوش فہمی کی بہاروں سے باہر آیئے

انسان کی کمزوری طبع ہے کہ وہ امیدوں، خوش فہمیوں اور جذبات کے سہارے زندہ رہنا پسند کرتا ہے۔ بے شک امید انسانی زندگی کے لیے تقویت کا باعث ہوتی ہے۔ ناامید اور مایوس انسان زندگی کی مسرت و انبساط کی تمام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لذتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات موت کا متلاشی بن کر خودکشی کر کے موت کے گھاٹ اتر کر جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔ لیکن کیا محنت و کاوش کے بغیر ممکن ہے کہ آدمی اپنی امید کی جنت کو حاصل کر سکے یا صرف توقعات' جذبات اور خوش کن نعروں کے ہم دوش ہو کر اپنی منزل مقصود کو پا جائے؟ ظاہر ہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اچھی امید کے حصول کے لیے اچھی محنت کی ضرورت ہے۔ ایسی ہی کیفیت تھی جب اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان ہونے والے لوگوں پر مشکلات کا بوجھ پڑا۔ ان کے تصورات امید کو دھچکا لگا تو کچھ لوگ چونک اٹھے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے مشکلات کا کیا جواز ہے؟ اس پر قرآن پاک نے ان کی سوچ کے زاویوں کو تبدیل کرنے کے لیے مختلف انداز سے انہیں مخاطب کیا اور یہ باور کروایا کہ جس منزل کے تم راہی ہو اس کے حصول سے پہلے ایسی مشکلات اور پریشانیاں اس راستے کا جزو لاینفک ہیں۔ یہ منزل مراد جذباتی نعروں' خوش کن امیدوں کے بل بوتے پر حاصل نہیں ہو سکے گی۔ اس کے لیے تن من دھن قربان کرنا پڑے گا۔ نہ ہی یہ کام کرامات و تعویذات اور جذباتی کارکنوں کے ذریعے ہونے والا ہے۔

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ○ (۱)

"کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اور اللہ کو علم ہے

---

(۱) پ ۲۱ ' عنکبوت ۲۰۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ کون لوگ سچے ہیں اور کون جھوٹے"۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○ (۲)

"پھر کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت کا داخلہ تمہیں مل جائے گا' حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے۔ ان پر سختیاں ہوئیں' مصیبتیں آئیں' ہلا کر رکھ گئے حتیٰ کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی (اس وقت انہیں تسلی دی گئی کہ) اب اللہ کی مدد قریب ہے"۔

اس بات کو مزید سمجھانے کے لیے بنی اسرائیل کے ان جذباتی لوگوں کا تذکرہ ضروری سمجھا گیا جنہوں نے اپنی مظلومیت اور جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اپنے پیغمبر سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں لڑنے مرنے کی اجازت دیجئے اور اس کے لیے کسی ایک کو ہمارا کمانڈر مقرر کیجئے تاکہ ہم دشمن سے اپنے اوپر ہونے والے جور و استبداد کا بدلہ چکا سکیں۔ وقت کے نبی نے انہیں بہت سمجھایا کہ ابھی تک تم میں وہ قوت و طاقت اور نظم و ضبط پیدا نہیں ہو سکا کہ تم دشمن کے مقابلے میں میدان کارزار کے اندر سینہ سپر ہو سکو۔ لیکن جوشیلے ورکروں نے جب اپنے نبی کو مجبور کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے تم پر طالوت کو کمانڈر مقرر کر دیا ہے تو پھر ان جذباتی لوگوں نے مختلف بہانے اور اعتراضات شروع کر دیئے لیکن بالآخر مجبور ہو کر یہ لوگ جناب طالوت

---

(۲) پ ۲ ' البقرہ ۲۱۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ نکلے تو انہوں نے از روئے ٹریننگ اور امتحان حکم دیا کہ راستے میں آنے والی نہر سے تم نے ایک آدھ چلو سے زیادہ پانی نہیں پینا۔ چند لوگوں کو چھوڑ کر باقی لوگوں نے حکم عدولی کرتے ہوئے سیر ہو کر نہر سے پانی پیا۔ پانی پیتے ہی ان کے پیٹ پھول گئے۔ نظم اور اطاعت امیر میں ان کی بد دیانتی ظاہر ہو گئی' اور اس طرح یہ جذباتی ورکر پہلی آزمائش میں ناکام ہو گئے۔ تفصیل کے لیے تفسیر ابن کثیر دیکھیے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهٖ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ○ (۱)

---

(۱) پ ۲ ' البقرہ ۲۴۶ - ۲۴۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ :- ”پھر تم نے اس معاملے پر بھی غور کیا جو موسیٰ کے بعد سرداران بنی اسرائیل کو پیش آیا تھا؟ انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دو تا کہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ نبی نے پوچھا، کہیں ایسا تو نہ ہو گا کہ تم کو لڑائی کا حکم دیا جائے اور پھر تم نہ لڑو؟ وہ کہنے لگے: بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم راہ خدا میں نہ لڑیں، جبکہ ہمیں اپنے گھروں سے نکال دیا گیا ہے اور ہمارے بال بچے ہم سے جدا کر دیئے گئے ہیں۔ مگر جب ان کو جنگ کا حکم دیا گیا، تو ایک قلیل تعداد کے سوا وہ سب پیٹھ موڑ گئے، اور اللہ ان میں سے ایک ایک ظالم کو جانتا ہے“۔

ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارے لیے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ یہ سن کر وہ بولے: ”ہم پر بادشاہ بننے کا وہ کیسے حقدار ہو گیا؟ اس کے مقابلے میں بادشاہی کے ہم زیادہ مستحق ہیں۔ وہ تو کوئی بڑا مالدار آدمی نہیں ہے“۔ نبی نے جواب دیا: ”اللہ نے تمہارے مقابلے میں اسی کو منتخب کیا ہے اور اس کو دماغی و جسمانی دونوں قسم کی صلاحیتیں فراوانی کے ساتھ عطا فرمائی ہیں اور اللہ کو اختیار ہے کہ اپنا ملک جسے چاہے دے، اللہ بڑی وسعت رکھتا ہے اور سب کچھ اس کے علم میں ہے۔ اس کے ساتھ ان کے نبی نے ان کو یہ بھی بتایا کہ خدا کی طرف سے اس کے بادشاہ مقرر ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے عہد میں وہ صندوق تمہیں واپس مل جائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے سکون قلب کا سامان ہے اور اس میں آل موسیٰ اور آل ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں اور جس کو اس وقت فرشتے سنبھالے ہوئے ہیں، اگر تم مومن ہو تو یہ تمہارے لیے بہت بڑی نشانی ہے۔ جب طالوت لشکر لے کر چلا تو اس نے کہا کہ ایک دریا پر اللہ کی طرف سے تمہاری آزمائش ہونے والی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے، جو اس کا پانی پیے گا وہ میرا ساتھی نہیں۔ میرا ساتھی صرف وہ ہے جو اس سے پیاس نہ بجھائے، ہاں ایک آدھ چلو کوئی پی لے تو پی لے۔ مگر ایک گروہ قلیل کے سوا وہ سب اس دریا سے سیراب ہوئے۔ پھر جب طالوت اور اس کے ساتھی مسلمان دریا پار کر کے آگے بڑھے، انہوں نے طالوت سے کہہ دیا کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

اعزاز اور احتساب

اسلام نے عقیدۂ آخرت کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ آخرت پر یقین و ایمان کا فلسفہ یہ ہے کہ ایک وقت ضرور آنا چاہئے جب نیک و بد کو اپنے اعمال و افعال کی جزا و سزا کا سامنا کرنا پڑے۔ لیکن جزا و سزا کے معاملے کو صرف آخرت پر ہی نہیں اٹھا رکھا گیا۔ اگر ایسا ہوتا تو نظم کائنات عدم توازن کا شکار ہو کر نیست و نابود ہو جاتا۔ نظام حیات کو برقرار رکھنے کے لئے اس دنیا میں بھی عدل و انصاف اور اعزاز و احتساب کے ترازو کو قائم رکھنے کا حکم ہے۔

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○ (۱)

"اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو اور اللہ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے"۔

اچھا کام کرنے والے کی تائید اور حوصلہ افزائی ہونی چاہئے اور جو کوتاہی کا مرتکب ہو اس کا احتساب بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر تو زندگی کی

---

(۱) پ ۵، النساء ۵۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گاڑی کا پہیہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اسی اصول کو اپناتے ہوئے نبی کریم فعال اور نمایاں کردار کے حامل حضرات کی زبردست حوصلہ افزائی فرماتے۔ حضرت ابوبکرؓ کی سچائی و راست بازی کو دیکھ کر انہیں صدیقؓ کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ حضرت عمرؓ کی غیرت ایمانی کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کوچے سے عمرؓ گزرتا ہے شیطان وہاں سے اپنا راستہ تبدیل کر لیتا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی سخاوت کو سامنے رکھتے ہوئے ارشاد ہوا عثمانؓ اب کے بعد کوئی بھی نیکی (نفلی) نہ کرے تو اسے اتنی ہی نیکی کافی ہے۔ حضرت علیؓ کو اسد اللہ کا اعزاز عطا فرمایا۔ حضرت ابوعبیدہؓ امین الامۃ کے منصب پر فائز ہوئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ سیف من سیوف اللہ کے تمغہ بسالت سے نوازے گئے۔ جس طرح باکردار لوگوں کی حوصلہ افزائی ضروری ہے اسی طرح نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر مجرموں، کام چوروں، بدیانتوں اور جماعت کی عزت و شہرت اور مشن کو نقصان پہنچانے والوں کا محاسبہ بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر معاشرہ اور جماعت میں جرم نہیں جرائم، مرض نہیں امراض، ایک مجرم کی بجائے مجرموں کے گروہ پیدا ہوں گے۔ صرف ایک کارکن ہی غفلت نہیں کرے گا بلکہ جماعتیں تغافل کا مظاہرہ کریں گی۔ اس کے لیے بہتر صورت یہ ہے کہ جماعت کے اندر شعور اور اخلاقی قدروں کو اتنا بلند کیا جائے کہ غلطی کرنے والا خوف خدا یا اپنے ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کر دے۔ جیسا کہ نبی اکرمؐ نے یہ ماحول پیدا کیا تھا۔ اسی بنا پر ایک عورت سے جب اخلاقی جرم کا ارتکاب ہوا تو وہ خوف خدا اور ضمیر کی خلش سے مجبور ہو کر آپؐ کی عدالت عظمیٰ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ اللہ کے رسولؐ میرے وجود کو پاک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیجئے ۔ آپ ؐ نے حکم دیا' واپس چلی جاؤ بچہ پیدا ہونے کے بعد میرے ہاں حاضر ہونا۔ اسی طرح وہ کئی بار اللہ کے نبی ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ۔ بالآخر اس پر حد جاری کی گئی ۔ نبی اکرم ؐ نے اس کے اس کردار کی زبردست تحسین فرمائی ۔

اسی طرح حضرت ابولبابہ ؓ سے ایک غلطی ہوئی ۔ انہوں نے غزوۂ احزاب کے موقع پر جماعتی راز بنوقریظہ کو اشارۃ بتلا دیا لیکن فوراً بعد انہیں اس قدر شدت کے ساتھ اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ اس کے بعد ابولبابہ ؓ نے اپنے گھر جانے کی بجائے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ جکڑ لیا۔ جب نبی اکرم ؐ کو اس معاملے کا پتہ چلا تو آپ ؐ نے فرمایا اگر وہ اس کارروائی سے پہلے میرے پاس آجاتا تو میں اسے معاف کر دیتا لیکن اب اس کا فیصلہ اللہ ہی کی طرف سے نازل ہو گا۔ چنانچہ حضرت ابولبابہ ؓ چھ دن تک مسلسل ستون سے بندھے رہے ۔ کھانے ' قضائے حاجت اور نماز کے لیے ان کی بیوی آکر کھول دیتی تھی ۔ وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اسی طرح بندھ جاتے تھے ۔ چھ دن کی رضاکارانہ قید کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی۔ صحابہ ؓ ان کو کھولنے کے لیے دوڑ پڑے لیکن انہوں نے آزاد ہونے سے انکار کر دیا کہ اب انہیں رسول اللہ ؐ ہی یہاں سے رہا کریں گے ۔ چنانچہ نماز فجر کے بعد نبی اکرم ؐ نے ان کی جکڑبندیوں کو اپنے دست مبارک سے کھولا ۔ دنیا میں خود احتسابی کی اس سے بڑھ کر کوئی مثال ملا مشکل ہے ۔۔

جماعتی کام میں سستی پر سوشل بائیکاٹ

نبی اکرم ؐ نے سلطنت روما پر یلغار کرنے سے ایک مہینہ پہلے ہنگامی حالات کا اعلان فرمایا اور حکم دیا کہ ہر کوئی اپنے وسائل میں رہ کر زبردست

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تیاری کرے۔ تاریخ معین پر آپ ؐ لشکر جرار کو لے کر روم کی سرحدات کی طرف روانہ ہوئے۔ اب آپ کے پیچھے مدینہ طیبہ میں معذور اور منافقین رہ گئے۔ تاہم ان میں تین مخلص صحابہ ؓ بھی تھے جو اپنی سستی کی وجہ سے لشکر میں شامل نہ ہو سکے۔ نبی اکرم ؐ پچاس دن کے بعد مدینہ واپس پلٹے تو منافقین نے جھوٹی قسمیں کھا کر اور بہانے پیش کر کے معذرت کی لیکن ان تینوں صحابہ ؓ یعنی حضرت کعب ؓ بن مالک ' مرارہ بن ربیع ؓ اور ہلال ؓ بن امیہ نے سچائی اختیار کرتے ہوئے اقرار کیا کہ ہم صرف سستی اور غفلت کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ نبی اکرم ؐ نے ان کے خلاف سوشل بائیکاٹ کا اعلان کیا۔ جب چالیس دن گزر گئے تو آپ ؐ نے ان کی عورتوں کو بھی الگ ہو جانے کا حکم دیا۔ اس صورت حال کو کعب بن مالک ؓ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں جب نبی اکرم ؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتا تو آپ ؐ اور دوسرے مسلمان میرے سلام کا جواب بلند آواز میں دینے کی بجائے صرف ہونٹوں کو حرکت دیتے۔ اس بے چینی اور پریشانی کے عالم میں میرے دوسرے ساتھی اپنے گھروں میں دبکے رہتے۔ ایک دن میرا دل حالات کی تنگی کی وجہ سے بھر آیا اور میں اپنے چچازاد بھائی سے ملاقات کرنے کے لیے اس کے باغ میں پہنچا۔ اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں بے ساختہ رو پڑا اور اپنے بھائی سے کہنے لگا کہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول ؐ کا وفادار ہوں۔ اس نے میری تائید کرنے کی بجائے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ میں اسی حالت میں اپنے گھر پلٹ آیا۔ ہمارے لیے زمین اپنی وسعتوں کے باوجود اس قدر تنگ ہو چکی تھی کہ ہمارا جینا دوبھر ہو گیا۔ قرآن پاک نے اس صورت حال کو ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (۱)

"اور ان تینوں کو بھی اللہ نے معاف کر دیا جن کے معاملہ کو ملتوی کر دیا گیا تھا۔ جب زمین اپنی وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور ان کی اپنی جانیں بھی ان پر بوجھ بن گئیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ خود اللہ ہی کے دامن رحمت کے سوا نہیں ہے تو اللہ اپنی مہربانی سے ان کی طرف پلٹا تاکہ وہ اس کی طرف پلٹ آئیں' یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے"۔

یہ احتسابی ماحول تب ہی پیدا ہو سکتا ہے جب خوف خدا دل میں ہو یا ضمیر زندہ ہو۔ اگر خدا کا خوف اٹھ جائے اور ضمیر پر حرص و ہوس' شہرت اور عہدے کا لالچ غالب آ جائے تو امیر جماعت کا فرض ہے کہ وہ لایخافو ن لومة لائم کا کردار ادا کرتے ہوئے ایسے لوگوں کا محاسبہ کرے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ دہشت گرد جماعتوں کی طرح کارکنوں کو مروایا جائے یا کسی ظالم حاکم مجاز کی طرح لوگوں کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا جائے۔ جو لوگ ملک' جماعت' مسلک کے لیے ننگ و عار ہوں ان پر اتنا اخلاقی دباؤ تو قائم کرنا چاہئے کہ وہ معاشرے اور جماعت میں دندنانے کی بجائے اپنے آپ میں خفت محسوس کریں ورنہ جماعت اخلاقی انحطاط کا شکار ہو کر اپنا مقام کھو بیٹھے گی اور ایسے لوگ اپنے مشن کے لیے کلنک کا ٹیکہ ثابت ہوں گے۔

---

(۱) پ ۱۱' التوبہ ۱۱۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فعال اور متحرک رائے عامہ

نبی اکرم ؐ نے اجتماعی زندگی کو ایک کشتی کے مشابہ قرار دیا ہے۔ ایک کشتی میں سفر کرنے والے مسافروں کا ڈوبنا اور سلامتی سے پار اترنا اکٹھا ہوتا ہے۔ خدانخواستہ اگر کشتی نقصان یا بھنور کا شکار ہو جائے تو بادبان سے لے کر آخری مسافر تک سبھی مصیبت ناگہانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کشتی کے کنارے لگنے پر تمام مسافروں کا ساحل مراد تک پہنچنا لابدی امر ہے۔ اس لیے ایک کشتی پر سفر کرنے والوں کو انفرادی مفاد کی بجائے اجتماعی مفاد کو مدنظر رکھنا طوعاً و کرھاً ضروری ہے۔ اسی سوچ کو زندہ و بیدار رکھنے کے لیے نبی اکرم ؐ نے اس مثال کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ دوران سفر کشتی کے نیچے والے حصے کے لوگ پانی حاصل کرنے کے لیے اوپر جاتے ہیں۔ اوپر والے ان کے آنے جانے کو اچھا نہیں سمجھتے۔ نچلے طبقے کے لوگ کشتی میں سوراخ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر اوپر والے بے حسی اور لاپرواہی کا مظاہرہ کریں گے تو اوپر والے اور نیچے والے سارے لوگ غرق ہو جائیں گے۔ اس مثال سے آپ نے کئی مسائل سمجھائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ بڑے طبقے کو چھوٹے یعنی نچلے طبقے کے لوگوں کا لحاظ اور خیال رکھنا چاہیے۔ دوسرا اجتماعی زندگی کا جہاز اس وقت ہی ساحل مراد تک پہنچ سکتا ہے جب تمام لوگ جماعتی مفاد کے لیے کوشاں رہیں گے۔ پھر یہ بھی سمجھا دیا گیا کہ اگر چھوٹے طبقے کے لوگوں کے حقوق میں رکاوٹ پیدا کی جائے تو لامحالہ وہ اپنے لیے کوئی دوسرا راستہ تلاش کریں گے اور اس کے ساتھ یہ بات تو اس مثال کا مرکزی نقطہ ہے کہ اگر اجتماعی زندگی میں غلطی کرنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والے گروہ کو روکنے کی بجائے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا جائے گا تو جماعتی اور اجتماعی زندگی کے بیڑے کی غرقابی فطری امر ثابت ہو گا اس لیے اس امت کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض قرار دیا گیا کہ

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (۱)

تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ ○ (۲)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، نبی اکرمؐ نے فرمایا جو تم میں سے برائی دیکھے وہ ہاتھ سے روکے۔ اگر ہمت نہیں تو زبان سے منع کرے۔ یہ بھی نہیں کر سکتا تو دل سے برا سمجھے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

اسی رائے عامہ کو فعال اور متحرک رکھنے کے لیے حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی پہلی تقریر میں فرمایا تھا۔ لوگو، جب تک میں اطاعت رسولؐ کی شاہراہ پر چلوں میرا ساتھ دینا اور میرے ہمقدم رہنا اور اگر میں صراط مستقیم کو چھوڑ کر ٹیڑھا چلنے لگوں تو مجھے سیدھا چلنے پر مجبور کرنا آپ کی ذمہ داری ہو گی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر فرمایا، کہ لوگو، اگر میں

(۱) آل عمران، آیت ۱۰۴)
(۲) رواہ مسلم (مشکوۃ باب الامر بالمعروف)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ کام اس طرح کرنے کی بجائے اس طرح کروں تو تم میرا کیا بگاڑ لو گے؟ تو فوراً مجمع کو چیرتا ہوا ایک بوڑھا صحابیؓ آگے بڑھ کر کہنے لگا آپؓ کر کے تو دیکھیں تلوار کی نوک سے آپؓ کو سیدھا کر دیا جائے گا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ چلے جا رہے ہیں کہ اچانک ایک آدمی نے آپؓ کے کسی اقدام پر نکتہ چینی شروع کر دی۔ آپؓ کے ساتھی نے اسے کہا ذرا غور کرو کس پر تنقید کر رہے ہو؟ جناب فاروقؓ نے فرمایا اسے بات کرنے دو' اگر یہ لوگ اپنا فرض ادا نہیں کریں گے تو یہ مجرم ہوں گے اور اگر ہم ان کی صحیح بات نہیں سنیں گے تو ہم مجرم ٹھہریں گے۔ اسی رائے عامہ اور حق گوئی کی خاطر حضرت امام مالکؒ کو مسند رسولؐ سے اٹھا کر مدینہ کے گلی کوچوں میں گھمایا گیا تھا۔ اس فرض کی پاداش میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو کوڑے لگائے گئے تھے اور اسی جرم کی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ اور امام ابن تیمیہؒ کے جنازے جیل کی کال کوٹھڑیوں سے نکلے تھے۔ لیکن افسوس لوگ اجلاس سے پہلے اور بعد میں باتیں کرتے ہیں جو ایک کردار کشی کے زمرے میں آتی ہیں مگر باضابطہ مجالس میں کلمہ حق نہیں کہتے۔

اظہار رائے کے آداب

رائے عامہ کے فعال اور متحرک ہونے کا یہ معنی ہرگز نہیں لینا چاہئے کہ آپ یکایک بازار میں نکل کر ڈھنڈورہ پیٹنا شروع کر دیں اور سمجھیں کہ میں حق گوئی کا فرض ادا کر رہا ہوں۔ نہیں' اس اقدام سے پہلے کچھ آداب ہیں جن کو اختیار نہ کیا جائے تو اس اظہار حق کا نتیجہ اصلاح کی بجائے فساد کی صورت میں نکلتا ہے اور ہر بات کو آپ سرعام ہی کرنے کی کوشش کریں گے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو متعلقہ شخصیت کے لیے خفت بھی ہے اور جماعت میں مایوسی پیدا ہونے کا خدشہ بھی ہے۔ اس لیے نبی اکرم ؐ نے فرمایا کہ مومن' مومن کے لیے آئینہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَکُمْ مِرْاٰةُ اَخِیْهِ فَاِنَّ رَاٰی بِهٖ اَذًی فَلْیُمِطْ (۱)

"اپنے بھائی میں خرابی دیکھے تو دور کر دے"۔

آپ آئینہ سے دور ہو جائیں تو وہ کچھ نہیں دکھاتا۔ یہی کردار ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے بارے ہونا چاہئے۔ اس کی غیر موجودگی میں کچھ نہ کہے

ظاہر ہے آئینہ قریب سے دیکھا اور دکھایا جاتا ہے۔ پھر آئینہ وہی کچھ دکھاتا ہے جو اس کے ٹھیک سامنے آتا ہے۔ اصلاح کے لیے کارکن کا یہی انداز ہونا چاہئے۔ معاشرے میں کسی غلطی کے ذمہ دار کو خلوت میں سمجھانا زیادہ بہتر نتائج پیدا کرتا ہے۔ چہ جائیکہ آپ اسے سرعام تنقید کا نشانہ بنائیں۔ پھر جس بات سے آپ اس کو تنہائی میں آگاہ کر چکے ہیں اجلاس میں بیان نہ کیجئے۔ کسی کی کمزوری کی نشاندہی کرتے ہوئے جذبات کی بجائے ہوشمندی اور خطابت کی بجائے عام بات کرنے کا سلیقہ اختیار کیا جائے۔ اس میں مبالغہ ہرگز نہ کریں اور ملائم الفاظ استعمال فرمائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو یہی ہدایت فرمائی تھی "اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ○ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا (۱) کہ اے موسیٰ فرعون کی طرف جاؤ اس کی سرکشی اور بغاوت میں کوئی کسر نہیں

---

(۱) ترمذی بحوالہ مشکوۃ باب الشفقة والرحمة علی الخلق (یہ حدیث ضعیف ہے) (۱) پ ۱۶' طٰہٰ ۴۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن آپ سمجھانے اور بات کرنے میں نرم ترین الفاظ اختیار فرمائیں۔ ان آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر شخص کو اظہار رائے کی آزادی کا حق ہے۔ کیونکہ رائے عامہ فعال اور متحرک رہے گی تو جماعتی زندگی اور مسلم معاشرہ میں برائی سکڑتی اور نیکی پھیلتی جائے گی۔

پھر ابو داؤد کی روایت کے مطابق یہ کام تنہائی میں کرنا زیادہ بہتر ہو گا۔ نبی اکرمؐ تبلیغ عام میں بھی یہی انداز اختیار فرماتے تھے۔ بعض لوگوں میں یہ کمزوری ہے۔ ان کو اس کمزوری یا گناہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔ یہی طریقہ حضرت امام بخاریؒ کا ہے۔ وہ اکثر فرماتے ہیں۔ وقال بعض الناس۔ تنقید کرنے والے کو اس بات پر بھی توجہ رکھنی چاہئے کہ جس معاملہ پر وہ جرح کر رہا ہے اس کام کے کرنے میں اس کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ صرف تجاویز ہی پیش کرنے یا تنقید برائے تنقید سے کیا فائدہ ہو گا؟

صحابہؓ کے چند واقعات کو سامنے رکھ کر کارکنان یا ذمہ دار حضرات کو یہ وطیرہ ہی نہیں بنالینا چاہئے اور نہ جماعت میں ایسی فضا قائم کرنی چاہئے کہ جو چاہے، جب چاہے اور جس انداز میں چاہے تنقید کرتا چلا جائے۔ ہاں اگر آپ علیحدگی میں اس بات سے متعلقہ آدمی کو آگاہ کر چکے ہیں، اس نے کمزوری دور نہیں کی یا وہ کمزوری جماعت میں عام ہوگئی ہے تو پھر کسی کی ذات کو ہدف بنائے بغیر مبالغہ آمیزی اور جذباتی انداز سے بچ کر سرعام ایسا کر سکتے ہیں۔

اجلاس کی اہمیت اور اس کے اخلاقی تقاضے

انسانوں کا باہم مل بیٹھنا ان کی طبعی اور معاشرتی ضرورت ہے۔ یہ تفریح طبع، دکھ سکھ کے اظہار کے ساتھ باہمی محبت و الفت کا مظہر ہوتے ہوئے گزرے ہوئے واقعات پر تبصرہ، پیش آمدہ مسائل پر غور و خوض اور آئندہ کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

منصوبہ بندی کے لیے موثر فورم ہے۔ نبی اکرمؐ نے ایسی ہی مجالس کے بارے میں صحابہؓ سے استفسار فرمایا کہ تم اکٹھے ہو کر چوراہوں میں کیوں بیٹھتے ہو۔ تو رفقائے رسولؐ نے عرض کیا' اللہ کے پیغمبر' اس طرح اکٹھے ہو کر بیٹھنا ہماری مجبوری ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا' اچھا راستے کے حقوق کا خیال رکھنا (نگاہوں کو نیچے رکھنا' سلام کا جواب دینا' مسافر کو راستہ بتلانا وغیرہ) (۱)

اسلام نے اس سماجی مجبوری اور غیر رسمی اجلاس کو نہ صرف آئینی اور اخلاقی سپورٹ مہیا کی بلکہ اس کے ساتھ کئی اختیارات بھی عنایت فرمائے کہ پیش آمدہ مسائل اور مصائب کو قرآن و سنت کی روشنی میں حل کرنے کے لیے امت مسلمہ باہم مل بیٹھ کر یہ فیصلہ کرے کہ انہوں نے ان مسائل سے کس طرح عہدہ برآ ہونا اور اپنے قافلہ حیات کو کس سمت چلانا ہے؟ تاکہ حیات اجتماعی کا کارواں اپنی منزل مراد کی طرف رواں دواں رہے۔ ایسی مجالس کبھی رسمی ہوتی ہیں اور کبھی اتفاقی (یعنی غیر رسمی)۔

اتفاقی مجلسوں کے بھی اخلاقی تقاضے ہوتے ہیں۔ مگر باقاعدہ اور باضابطہ اجلاسوں کے لیے شریعت نے واضح اصول مقرر کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:-

پہلا اصول:

یہ مجالس نیکی کی بنیاد پر منعقد کی جائیں۔ ان میں ایک دوسرے کی خیر خواہی' امت اور ملت کی بھلائی کا ایجنڈا ہونا چاہئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (۱)

اے ایمان والو! جب تم چپکے سے گفتگو کرو تو گناہ اور زیادتی سے احتراز کرو۔

---

(۱) بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ باب السلام (۱) پ ۲۸' المجادلہ ۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرا اصول :

دوسرا اصول یہ ہے کہ آنے والا کندھے پھلانگنے کی بجائے جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔ البتہ دوسروں کو حکم ہے کہ آنے والے کے لیے جگہ بنانے کی کوشش کریں۔ اس میں آنے والے کی حوصلہ افزائی بھی ہے اور نشست کا اہتمام بھی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ (۲)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم سے کہا جائے کہ اپنی مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو جگہ کشادہ کر دیا کرو، اللہ تمہیں کشادگی بخشے گا"۔

لَايُقِيْمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ فَيَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تفسحوا وَتوَسَّعُوْا

"نبی اکرمؐ نے فرمایا کوئی شخص کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے بلکہ تم لوگ خود دوسروں کے لیے جگہ کشادہ کرو"۔

قدیم ترین معاشرتی کمزوری

معاشرتی آداب کے سلسلہ میں لوگوں میں ہمیشہ یہ کمزوری رہی ہے کہ کسی کے ہاں خاص کر کسی بڑی شخصیت کے پاس جاتے ہیں تو جم کر بیٹھے رہتے ہیں۔ اور انہیں اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہوتی کہ ہمارے میزبان نے آرام بھی کرنا ہے یا اور بھی کام کرنے ہوں گے یا پھر دوسروں کو بھی

---

(۲) پ ۲۸، المجادلہ ۱۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وقت دینا ہو گا۔ وہ بھی ہماری طرح تخلیہ کے خواہشمند ہوں گے۔ اخلاق کا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ اپنی بات مکمل کرنے کے بعد اٹھ کھڑے ہوں کیونکہ اگر میزبان تشریف لے جانے کے لیے کہے تو برا مانتے ہیں۔ اگر وہ خود اٹھ کے دوسرے کام میں مشغول ہو جائے تو بداخلاقی تصور کی جاتی ہے۔ لوگوں کے اس طرز عمل سے نبی اکرمؐ کو بھی سابقہ پڑتا تھا کہ اللہ کے بندے عقیدت و محبت و برکت اور اعزاز سمجھ کر اپنی آمد کا مقصد پورا ہونے کے باوجود بیٹھے رہتے تھے۔ یہ بات نبی اکرمؐ کے لیے تکلیف کا باعث تھی اور آج بھی کسی میزبان کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے تو وہ بھی ایسے حضرات کی بے مقصد صحبت کو بوجھ محسوس کرتا ہے۔ اس لیے قران پاک نے یہ حکم دیا کہ "جب تمہیں اٹھنے کے لیے کہا جائے تو تمہیں اٹھ جانا چاہئے۔ اس میں صاحب مجلس کی بداخلاقی اور اٹھنے والے کی بے وقعتی نہیں ہے کیونکہ اللہ کے ہاں اعلیٰ اقدار کے مالک ہی عزت والے ہیں"۔

وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ (۱)

"اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔ تم میں سے جو لوگ ایمان رکھنے والے ہیں اور جن کو علم بخشا گیا ہے' اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو' اللہ کو اس کی خبر ہے"۔

چوتھا اصول :

چوتھا اصول یہ ہے کہ اجلاسوں میں ہونے والی ان باتوں کو پھیلانے سے

---

(۱) پ ۲۸' المجادلہ ۱۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پرہیز کیا جائے جن سے باہم نفرت و عداوت پیدا ہونے اور جماعت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ یا ملت کو نقصان پہنچنے کا ڈر ہو۔ ان باتوں کو آگے بیان کرنے سے قطعاً پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ نبی اکرم ؐ کا فرمان اطہر ہے کہ مجلس امانت ہوتی ہے۔ اَلْمَجَالِسَ بِالْاَمَانَةِ "مجلس (گفتگو) امانت ہوتی ہے"۔

بے شک اجلاس میں آپ کو کسی بات سے اختلاف تھا۔ مجلس سے باہر جاکر اس کا اظہار کرنا تاکہ لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کی جائیں یا اپنی عقل و دانش، جرأت و ہمت کے قصے کہانیاں بیان کرکے اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی کوشش کرنا اخلاقی بددیانتی، غیبت اور کردار کشی کرنے کے مترادف ہے۔ اس صورت حال میں کارکنان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے شخص کی باتوں سے متاثر ہوئے بغیر اپنی وابستگی کو جماعت کے ساتھ مستحکم رکھیں۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ○ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ○ (۲)

"ایسے شخص کی بات ہرگز نہ مانئے جو قسمیں کھانے والا، بے حیثیت طعنے دینے والا اور چغلیاں کرنے والا ہے"

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (۱)

"تباہی و بربادی ہے اس کے لیے جو دوسرے کے سامنے طعنہ زنی کرتا اور غیرحاضری میں برائیاں کرنے کا عادی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اظہار خیال کیجئے مگر مختصر

جب کسی مسئلہ پر اظہار خیال کا آپ کو موقع فراہم کیا جائے تو اخلاقی ضابطوں کی پابندی کرتے ہوئے پوری دیانتداری کے ساتھ اپنے خیالات کا

---

(۲) پ ۲۹، القلم ۱۰ تا ۱۱ (۱) پ ۳۰، الھمزہ ۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اظہار کیجئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے مجلس میں ایک آدمی کو اظہار رائے کے لیے فرمایا تو اس نے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی بجائے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اس مسئلے کو بہتر جانتا ہے۔ آپؓ نے ناراض ہو کر فرمایا کہ اس میں کیا شک ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ لیکن میں نے اللہ کے علم کے بارے میں نہیں، تجھ سے تیرے علم اور رائے کے بارے میں سوال کیا ہے۔ جس کا تجھے جواب دینا چاہئے تھا۔ لیکن اظہار خیال کا یہ معنی نہیں کہ اجلاس میں ایک ہی شخص بولتا چلا جائے اور دوسروں کو موقع نہ مل پائے۔ بلکہ اظہار خیال کرنے والے کے لیے لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے، اپنی بات پر اصرار اور تکرار کی بجائے بات مختصر کرے کیونکہ آپؐ کا ارشاد عالی ہے:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَالَ يَوْمًا وَقَامَ رَجُلٌ فَاَكْثَرَ الْقَوْلَ فَقَالَ عَمْرٌو لَوْ قَصَدَ فِيْ قَوْلِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَقَدْ رَاَيْتُ اَوْ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اَتَجَوَّزَ فِي الْقَوْلِ فَاِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَيْرٌ ○ (۱)

"ایک شخص نے عمرو بن عاصؓ کے سامنے اپنا موقف بیان کرتے ہوئے لمبی گفتگو کی۔ اس وقت عمرو بن عاصؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اکرمؐ سے سنا ہے، آپؐ نے فرمایا تھا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مختصر بات کیا کروں، کیونکہ اختصار میں بہتری ہے۔ دوسرے موقع پر آپؐ کا ارشاد گرامی ہے:

خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ "بہتر انداز مختصر کلام کرنا ہے"

یہ بات بھی اہل مجلس کو یاد رکھنی چاہئے کہ جب کوئی بات کر رہا ہو تو

---

(۱) رواہ، ابو داؤد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرا اس کی گفتگو کو خاموشی کے ساتھ سنے۔ صحابہ کرام کا یہی طرز عمل تھا کہ جب نبی اکرمؐ ارشادات فرماتے تو حاضرین مجلس اس طرح سکون کے ساتھ سنتے کہ جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ پھر جس مجلس میں آپ کو بلایا گیا ہے تو آپ کا اخلاقی فرض ہے کہ اگر آپ اجلاس برخاست ہونے سے پہلے جانا چاہتے ہیں تو اجازت لے کر جائیں جب کہ آج کل بڑے بڑے علماء اور زعمائے کرام کو دیکھا گیا ہے کہ نماز کے لیے وقفہ یا کھانے کا وقت ہو' جونہی موقع ملا تو بغیر اجازت لیے کھسک جاتے ہیں۔ جس سے ایک طرف جماعتی امور میں عدم دلچسپی اور دوسری طرف اخلاق کی سطحیت کی نشاندہی ہوتی ہے جو علما اور معززارکین کو قطعاً زیب نہیں دیتا۔ ایسا کرنا ان کے علو مرتبت کے خلاف ہے۔ قرآن پاک نے اس اخلاقی جرم سے اجتناب کا حکم دیا ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ (۱)

"مومن تو اصل میں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دل سے مانیں اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر رسولؐ کے ساتھ ہوں تو اس سے اجازت لیے بغیر نہ جائیں۔ اے نبیؐ جو لوگ تم سے اجازت مانگتے ہیں۔ وہی اللہ اور رسولؐ کے ماننے والے ہیں پس جب وہ اپنے کام سے اجازت مانگیں تو جسے تم چاہو اجازت دے دیا کرو اور ایسے لوگوں کے حق

---

(۱) پ ۱۸ ' النور ۶۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ سے دعائے مغفرت کیا کرو' یقیناً اللہ غفور و رحیم ہے۔

مشاورت کی اہمیت اور غرض و غایت

قرآن پاک نے مشاورت کے لیے اجلاس منعقد کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ مسلمان جماعتی مسائل کو جماعتی انداز میں حل کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرزِ عمل کے بیک وقت کئی فوائد ہیں۔ ایک طرف اراکین جماعت کی دلجوئی ہے اور دوسری جانب ان کی صلاحیتوں سے اجتماعی فائدہ اٹھانا اور ان کی انفرادی فکر کو اجتماعی سوچ کے دھارے میں ڈھالنا اور جلا بخشنا ہے' گویا فکری تربیت کا اجتماعی نظام اور باہمی شرکت فکر و عمل کا موقع فراہم کرنا ہے۔ یہ ایسا خیر و برکت سے بھرپور عمل ہے جس سے نبی اکرمؐ کی ذات عالی صفات کو بھی مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا۔ حالانکہ آپؐ مسلسل اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور ہدایات میں زندگی گزار رہے تھے اور لوگوں کی راہنمائی فرما رہے تھے۔ آپؐ کی ذات گرامی کو مخاطب فرماتے ہوئے حکم ہوا۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ○ (۱)

"اور معاملات میں ان کو شریک مشورہ رکھا کرو' پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر پختہ ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرو' اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسی کے بھروسے پر کام کرتے ہیں"۔

پھر اس کارِ خیر کی اہمیت و افادیت کو اجاگر اور ممتاز رکھنے کے لیے پانچ رکوع پر مشتمل ایک سورہ کا نام ہی الشوریٰ رکھ دیا گیا تاکہ رہتی دنیا تک

---

(۱) پ ۴' آل عمران ۱۵۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مسلمان مشاورت کے اصول کو اپناتے ہوئے اجتماعی زندگی بسر کرتے رہیں۔ جب کہ نبی اکرمؐ ان احکامات کے نزول سے قبل بھی صحابہؓ سے مشورہ فرماتے تھے لیکن نزول حکم کے بعد تو یہ حالت ہوگئی کہ آپؐ ہر امر میں صحابہؓ سے مشورہ فرماتے تھے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ مشورہ کن امور میں کرنا چاہئے؟ مشاورت کا حدود اربعہ کیا ہے؟ جہاد کے سلسلے میں بدر' احد' خندق غرضیکہ ہر اہم معاملہ میں آپؐ صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرماتے۔ جنگ سے پہلے شوریٰ کے اجلاس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ نعوذ باللہ جہاد کرنا چاہئے یا نہیں۔ اللہ کے واضح احکامات آجانے کے بعد تو ان کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں مشورہ تو درکنار' سوچنا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ مشاورت تو اس بات پر کرنی ہے کہ دشمن پر ابھی اور فوری حملہ کرنا ہے یا کہ موسم' وقت' میدان جنگ کا انتخاب' اپنی اور دشمن کی جنگی تیاریوں کا پورا پورا اندازہ کر کے قدم بڑھانا ہے۔ ان امور کو تو اللہ تعالیٰ نے امت کے ذمہ داران پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ دیانت داری سے تجزیہ کریں کہ ہم نے آگے بڑھ کر یلغار کرنی ہے یا صرف دفاع کرنا ہے۔ اسی طرح امت کو یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ جہاد کی منصوبہ بندیوں (چالوں) کے ذریعے دشمن کو اس مقام پر لاکھڑا کریں کہ حالات ان کے خلاف اور آپ کے موافق ہو جائیں۔ ان وجوہ کی بنیاد پر ارشاد ہے کہ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ جنگ تو چالوں کا دوسرا نام ہے۔ اسی بنا پر نبی اکرمؐ اور مسلمان کمانڈر ٹھنڈے دل و دماغ سے جہاد سے پہلے غور و خوض کرتے آئے ہیں اور ایسا ضرور کرنا چاہئے۔ میدان جہاد میں کامیابی کے ساتھ تو یہ بات بھی کمانڈر کی لیاقت و صلاحیت کا بین ثبوت ہوتا ہے کہ اپنا نقصان کم سے کم اور دشمن کا جانی' مالی نقصان زیادہ سے زیادہ ہو۔ گویا کہ ہر حال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں غازی بننے کی کوشش مسلمان سپاہی کا فرض ہے۔ باقی رہی شہادت کی بات، جہاد تب تک ممکن نہیں جب تک کٹ مرنے کا جذبہ لے کر میدان کارزار میں نہ اترا جائے۔ یہ وہ جذبہ ہے جس کا اظہار آپ نے مسلم افواج کو خطاب کرتے ہوئے کیا تھا۔

انہیں جذبات کا مظاہرہ غازی اور شہید ہونے والے مجاہد کیا کرتے تھے۔ اگر جہاد کا معنی صرف یہی لیا جائے کہ میں نے دشمن کو مارنے اور نقصان پہنچانے کی بجائے آگے بڑھ کر اندھا دھند مرنا ہی مرنا ہے۔ ایسی شہادت تو اسلام اور مسلمانوں کے لیے زیادہ سودمند نہیں۔ اب یہ منصوبہ بندی کرتے ہوئے مجاہدین کی اکثریت پوری دیانت داری سے حالات و واقعات کی روشنی میں ایک طرف ہو تو اقلیت کو اکثریت پر ترجیح دی جائے گی کہ کہیں شورائیت، جمہوریت کے مشابہ نہ ہو جائے۔ ایسی صورت میں میدان جنگ میں مجاہدین کس طرح دلجمعی اور یکسوئی سے لڑ سکیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے دور مبارک میں مجلس شوریٰ کے اجلاس اور ان کا ایجنڈا

اقامت جماعت کے لیے اجلاس

انس بن مالک ؓ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ مدنی دور کے آغاز میں لوگ نماز کے اوقات اپنے اپنے اندازے متعین کرتے تھے۔ ایک روز جماعت کے لیے مشورہ کیا گیا۔ کسی نے یہود کے بوق کی تجویز پیش کی اور کسی نے نصاریٰ کے ناقوس کی تجویز پیش کی مگر حضرت عمرؓ نے یہ رائے دی کہ ایک شخص کو مقرر کیا جائے جو نماز کے اوقات میں بلند آواز سے لوگوں کو بلائے۔ چنانچہ اسی پر فیصلہ ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کام پر حضرت بلال ؓ کو مقرر فرمایا۔ حضرت بلال ؓ نماز کے اوقات میں بلند آواز سے "اَلصَّلٰوۃَ جَامِعَۃً" کہا کرتے تھے۔ یعنی "لوگو! نماز باجماعت تیار ہے"۔ لیکن بعد میں حضرت عبداللہ بن زید ؓ نے خواب میں اذان کے مروجہ الفاظ کسی سے سنے اور رسول اللہ ﷺ نے بلال ؓ کو انہی الفاظ کے ساتھ اذان کا حکم دیا اور وحی بھی اس کی تائید میں آگئی۔ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

مَبْدَاءَ الْاَذَانِ كَانَ عَنْ مَشْوَرَةٍ اَوْقَعَهَا النَّبِيُّ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى اِسْتَقَرَّ بِرُؤْيَا بَعْضِهِمْ وَفِيْهِ مَشْرُوْعِيَّةُ تَشَاوُرٍ فِي الْاُمُوْرِ الْمُهِمَّةِ

"اذان کا آغاز مشاورت سے ہوا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ ؓ کے ساتھ کی تھی۔ بعد میں بعض صحابہ ؓ کے خواب کے ذریعے (مروجہ) اذان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقرر ہوئی۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اہم امور میں مشاورت کرنا شرعی طریقہ ہے"۔

غزوۂ بدر کے بارے میں مشاورت

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے غزوۂ بدر کے موقع پر اپنے اصحابؓ سے مشورہ کیا۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ نے اپنی رائے دی مگر آپؐ انصار کی رائے حاصل کرنے کے لیے خاموش رہے تو سعد بن عبادہ انصاریؓ نے اٹھ کر کہا: اگر آپؐ حکم دیں تو ہم دریا میں چھلانگ لگانے یا برک الغماد (یمن) تک گھوڑے دوڑانے کے لیے بھی تیار ہیں۔ اس کے بعد روانگی کا حکم ہوا اور فوج مقام بدر پر مورچہ زن ہوگئی۔

میدان جنگ کا انتخاب اور شوریٰ

غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہؐ کی اپنی رائے یہ تھی کہ شہر کے اندر مورچے بنائے جائیں۔ بعض اکابر صحابہؓ کی رائے بھی یہی تھی۔ مگر نوجوانوں کی رائے یہ تھی کہ باہر نکل کر کھلے میدان میں مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ رسول اللہؐ نے اپنی رائے پر عمل کرنے کی بجائے ان کی رائے پر فیصلہ کیا اور کوہ احد کے دامن میں جنگ کا محاذ قائم کیا"۔

طریق جہاد پر اجلاس

غزوۂ خندق (احزاب) کے موقع پر شوریٰ طلب کی گئی کہ باہر جاکر محاذ قائم کیا جائے یا شہر کے اندر مورچے بنائے جائیں۔ سلمان فارسیؓ نے خندقیں کھودنے کا مشورہ دیا اور مسلمانوں کو یہ رائے پسند آئی۔ چنانچہ اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر عمل کرنے کا حکم صادر فرمایا گیا۔

کفار سے معاہدہ کے بارے میں مشورہ

"غزوۂ خندق کے موقع پر جب محاصرہ سخت ہو گیا تو رسول اللہ ؐ نے بنو غطفان کے لیڈروں عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کے ساتھ مدینہ منورہ کے باغات کے پھلوں کا ۱/۳ (ثلث) دے کر مصالحت کی بات کی تاکہ یہ دونوں سردار قریش کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں۔ آپ ؐ کی اپنی رائے یہ تھی کہ مصالحت ہو جائے لیکن آخری فیصلہ کرنے سے قبل مشورہ کرنا ضروری سمجھا گیا۔ انصار کے رہنماؤں میں سے سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ نے کہا کہ اگر یہ خدا کا حکم ہے تو ہمیں تسلیم ہے۔ اگر آپ ؐ اپنی رائے کے مطابق حکم دینا چاہتے ہیں تو پھر بھی ہم کو تسلیم ہے۔ لیکن اگر حکم نہیں ہے۔ تو پھر ہم اس مصالحت کے لیے تیار نہیں۔ رسول اللہ ؐ نے فرمایا اگر یہ اللہ کا حکم ہوتا تو میں آپ سے مشورہ نہ کرتا۔ چنانچہ آپ ؐ نے اپنی رائے پر شوریٰ کی رائے کو ترجیح دی اور مصالحت کی بات چیت ختم کر دی۔

سفر کو جاری رکھنے یا پلٹنے کے بارے میں مشاورت

غزوۂ حدیبیہ کے سفر میں رسول اللہ ؐ جب "غدیر الاشطاط" کے مقام پر پہنچے تو مسلمانوں کے مخبر نے آکر اطلاع دی کہ قریش مکہ نے اپنے حلیف قبائل کو جمع کر لیا ہے جو آپ کو بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں۔ اس موقع پر آپ ؐ نے فرمایا مسلمانو! مجھے مشورہ دو کہ اب کیا اقدام کیا جائے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ قریش کے ان دوستوں (احابیش) کے گھروں پر حملہ کیا جائے۔ ابوبکرؓ نے رائے دی کہ آپ ؐ کعبہ کی زیارت کی غرض سے آئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ پس اسی غرض کے لیے آگے بڑھئے جو بھی ہمیں روکے گا ہم اس سے لڑیں گے لیکن بعد میں معاہدہ صلح حدیبیہ طے پا گیا۔

بدر کے قیدیوں کے متعلق رسول اللہ ؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا اور فرمایا: ان قیدیوں کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ ابوبکرؓ نے عرض کیا' فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا' میری رائے تو یہ ہے کہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں اس لیے کہ یہ لوگ کفر کے امام اور دشمن قوم کے سردار ہیں۔ رسول اللہ ؐ نے ابوبکرؓ کی رائے کے مطابق فدیہ لے کر ان قیدیوں کو آزاد کر دیا"۔

ابن کثیرؒ نے مسند احمد سے یہ حدیث تفصیل کے ساتھ نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

ناس یاخذ بقول ابی بکر وناس یاخذ بقول عمر

"کچھ لوگوں نے ابوبکرؓ کی تائید کی اور کچھ لوگوں نے عمرؓ کی تائید کی"۔ لیکن بعد میں عمر فاروقؓ کی تائید میں آیت نازل ہوئی تھی۔

جنگی قیدیوں کے بارے میں مشورہ

غزوۂ حنین میں بنو ہوازن کے ۶ ہزار قیدی گرفتار ہوئے تھے۔ رسول اللہ ؐ نے طائف کے محاصرے سے واپس آکر جعرانہ کے مقام پر کچھ دیر انتظار کیا تھا اس خیال سے کہ اگر یہ لوگ آکر ایمان لے آئیں تو ان کا مال اور قیدی دونوں واپس کر دیئے جائیں۔ لیکن انہوں نے آنے میں دیر کی۔ تو مال غنیمت تقسیم کر دیا گیا۔ بعد میں جب طائف والے پشیمان ہو کر آئے تو آپ ؐ نے "شوریٰ عام" بلائی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کے قیدی رہا کر دیئے جائیں تم میں سے جو بطیّب خاطر اپنا قیدی آزاد کرنا چاہے تو مناسب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو گا ورنہ ہم اسے معاوضہ دے کر آزاد کرالیں گے۔ لیکن لوگوں نے کہا ہم بخوشی آزاد کرتے ہیں۔ کچھ نے انکار کیا۔ صورت حال واضح نہ ہو سکی تو آپؐ نے فرمایا تم واپس جاکر اپنے نمائندوں (عرفاء) کو اپنی رائے دو۔ نمائندوں نے آکر کہا کہ سب کے سب راضی ہیں۔ تب رسول اللہؐ نے تمام قیدی رہا کر دیئے"۔ (۱)

گورنر کی تقرری کے لیے مشاورت

معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بناتے وقت شوریٰ بلائی گئی تھی۔ ارکان شوریٰ نے اپنی اپنی رائے پیش کی اور کافی غور و خوض کے بعد معاذ بن جبل کی تقرری کا اعلان ہوا۔ (۲)

خلفائے راشدینؓ کی مجالس شوریٰ

خلیفہ اول کا پہلا اقدام

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد عرب قبائل مرتد ہونے لگے۔ کچھ قبائل نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ ادھر لشکر اسامہؓ کی روانگی کا مسئلہ بھی تھا۔ جس کو خود نبی اکرمؐ نے اپنی حیات مبارکہ میں روانہ کیا تھا۔ اس صورت حال کے پیش نظر حضرت ابوبکرؓ نے پہلے جیش اسامہ کی روانگی کے متعلق مشورہ کیا تو ان نازک حالات میں شوریٰ فوری طور پر لشکر کی روانگی کے خلاف تھی۔ لیکن

---

(۱) الراحیق المختوم (۲) کنز الاعمال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جس لشکر کو آقائے کائنات روانگی کا حکم دے چکے ہیں، دنیا کی کوئی طاقت اس کو واپس نہیں کر سکتی۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ بَکْرٍ بِیَدِہٖ، لَوْ ظَنَنْتُ اَنَّ السِّبَاعَ تَخْطِفُنِیْ لَاَنْفَذْتُ بَعْثَ اُسَامَةَ کَمَا اَمَرَبِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ، وَلَوْلَا یَبْقٰی فِی الْقُرٰی غَیْرِیْ لَاَنْفَذْتُہٗ (۱) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھوں میں ابوبکرؓ کی جان ہے۔ اگر مجھے یہ یقین ہو کہ وحشی جانور مجھے نوچ لیں گے۔ اگر ان آبادیوں میں میرے سوا کوئی بھی شخص باقی نہ رہے تو بھی میں یہ لشکر ضرور روانہ کروں گا کیونکہ نبی اکرمؐ نے اس کو روانگی کا حکم دیا ہے۔

مانعین زکوۃ اور حکومت کا فیصلہ

چنانچہ یہ لشکر چالیس دن کے بعد کامیاب ہو کر واپس آیا۔ اب مانعین زکوۃ کے متعلق حضرت ابوبکرؓ نے مہاجرین و انصار کو جمع کیا اور فرمایا:

"آپ کو معلوم ہے کہ بعض عربوں نے زکوۃ ادا کرنی چھوڑ دی ہے اور دین سے مرتد ہو گئے ہیں اور عجم نے تمہارے خلاف منصوبہ بنایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمان جس شخص کی وجہ سے ہمیشہ فتح یاب ہوتے تھے وہ تو گزر چکا۔ اب موقع ہے کہ مسلمانوں کو مٹا دیا جائے۔ آپؓ مجھے مشورہ دیں کہ اس حالت میں کیا کرنا چاہئے کیونکہ میں بھی تم میں کا ہی ایک شخص ہوں اور تمہاری نسبت مجھ پر بوجھ بھی زیادہ ہے"۔

اس خطاب سے مجمع پر سکتہ طاری ہو گیا۔ لمبی خاموشی کے بعد حضرت عمرؓ نے کہا: "اے خلیفہ رسول! میری رائے تو یہ ہے کہ آپؐ اس وقت عرب

---

(۱) طبری، جلد ۳، ص ۵۲۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے نماز ادا کرنے ہی کو غنیمت سمجھیں اور زکوۃ چھوڑنے پر گرفت نہ فرمائیں۔ یہ لوگ ابھی ابھی اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ آہستہ آہستہ یہ تمام اسلامی فرائض و احکام کو تسلیم کر کے سچے مسلمان بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو قوت دے گا۔ تو ہم ان کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوں گے لیکن اس وقت تو مہاجرین و انصار میں تمام عرب و عجم کے مقابلہ کی طاقت نہیں"۔

حضرت عمرؓ کی رائے سننے کے بعد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے بھی حضرت عمرؓ کی تائید کی۔ پھر حضرت علیؓ نے بھی اس کی تائید کی۔ ان کے بعد تمام انصار و مہاجرین اسی رائے کی تائید میں یک زبان ہو گئے۔

یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ منبر پر چڑھے اور فرمایا:

وَاللّٰہِ لَاَبْرَحُ اُقَوِّمُ بِاَمْرِ اللّٰہِ وَاُجَاھِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یُنْجِزَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَفِیَ لَنَا عَھْدَہٗ "اللہ کی قسم میں اس موقف پر ڈٹ جاؤں گا اور خدا کی راہ میں جہاد کرتا رہوں گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا نہ فرما دے"۔

چاہے میرے مقابلے میں شجر و حجر اور جن و انس کیوں نہ جمع ہو جائیں۔ اسی موقع پر انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم کفر میں بڑے تند و تیز اور بہادر تھے۔ کیا اسلام میں آکر بزدل ہو گئے ہو؟ میں ضرور جہاد کروں گا ان لوگوں کے خلاف جو نماز ادا کرتے ہیں مگر زکوۃ دینے سے انکاری ہیں۔

(اِجْبَارٌ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَخُوَارٌ فِی الْاِسْلَامِ) وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ فَاِنَّ الزَّکٰوۃِ حَقُّ الْمَالِ (۱)

---

(۱) بخاری کتاب استتابۃ المرتدین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ نصوص کے مقابلہ میں شوریٰ کا اتفاقی فیصلہ بھی قابل قبول نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو پہلے دن نصوص کے بارے میں انشراح صدر نہ ہوا تبھی مشورہ کیا۔

دور فاروقیؓ میں کمانڈر، مفتوحہ علاقوں اور طاعون کے بارے میں مشاورت

عراق پر پیش قدمی کے سلسلے میں پاک فوج کی کمان کے بارے میں مسئلہ پیش آیا۔ خلیفہ ثانی فاروق اعظمؓ کا خیال تھا کہ اس فوج کی کمان مجھے خود کرنی چاہئے لیکن حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور دوسرے جلیل القدر صحابہؓ کی رائے یہ تھی کہ آپؓ مدینہ طیبہ میں رہ کر ہدایات جاری فرماتے رہیں۔ خدانخواستہ اگر فوج کو ہزیمت اٹھانی پڑی اور آپؓ کو کچھ ہو گیا تو پھر اس نقصان کی تلافی مشکل ہو جائے گی۔ اس صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے امیر المومنین نے فرمایا کہ میں تو عراق جانے کے لیے ہی مدینہ سے نکلا تھا مگر اصحابؓ رسولؐ کی رائے اس کے برعکس ہے۔ اب بتایا جائے کہ اس فوج کی کمان کس کے سپرد کی جائے؟ لوگوں کی اکثریت نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا نام پیش کیا کیونکہ ابوعبیدہؓ اور حضرت خالدؓ شام کے محاذ پر برسرپیکار تھے۔

مفتوحہ علاقے

حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ اول اور نبی اکرمؐ کی سنت مبارکہ کی اتباع کرتے ہوئے ہر معاملے میں اہل الرائے سے مشورہ لیتے، یہاں تک کہ مفتوحہ علاقوں کے لیے بھی انہوں نے کئی دن تک مجلس مشاورت کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اجلاس منعقد کیے۔ حضرت بلالؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور کئی دوسرے صحابہؓ کی رائے یہ تھی کہ یہ زمینیں مجاہدین میں تقسیم ہونی چاہئیں۔ حضرت عمرؓ اور ان کے ہم خیال حضرات کی رائے یہ تھی کہ زمینیں حکومت کی ملکیت ہونی چاہئیں تاکہ آنے والے حضرات بھی اس سے مستفید ہوتے رہیں۔ اس ضمن میں دونوں طرف سے کوئی شرعی دلیل نہ تھی۔

بالآخر حضرت عمر فاروقؓ نے قرآن پاک کی ان آیات سے استدلال فرمایا:

عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَرَاَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنَ حَتّٰى بَلَغَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ ○ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ قَالَ هٰذِهٖ اِسْتَوْعَبَتِ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً فَلَئِنْ عِشْتُ فَلَيَاْتِيَنَّ الرَّاعِيَ وَهُوَ بِسَرْوِ حِمْيَرَ نَصِيْبُهٗ مِنْهَا لَمْ يَعْرَقْ فِيْهَا جَبِيْنُهٗ۔

طاعون اور مجلس شوریٰ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغٍ لَقِيَهٗ اَهْلُ الْاَجْنَادِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهٗ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ، فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْوَقَعَ بِالشَّامِ قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ اُدْعُ لِيْ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَآءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا— فَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ وَلَا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى اَنْ تَقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَالَ اِرْتَفِعُوْا عَنِّیْ۔

ثُمَّ قَالَ : اُدْعُ لِیْ الْاَنْصَارَ - فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِیْلَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ اِرْتَفِعُوْا عَنِّیْ.

ثُمَّ قَالَ : اُدْعُ لِیْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مَّشْیَخَةِ قُرَیْشٍ مِنْ مُّهَاجِرَةِ الْفَتْحِ - فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ یَخْتَلِفْ عَلَیْهِ رَجُلَانِ - فَقَالُوْا: نَرٰی اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ تَقْدِمُهُمْ عَلٰی هٰذَا الْوَبَآءِ۔

قَالَ فَنَادٰی عُمَرُ فِی النَّاسِ اِنِّیْ مُصَبِّحٌ عَلٰی ظَهْرٍ فَاَصْبِحُوْا عَلَیْهِ

فَقَالَ اَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ : اَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ ؟

فَقَالَ عُمَرُ : "لَوْ غَیْرُكَ قَالَهَا یَا اَبَا عُبَیْدَةَ" وَكَانَ عُمَرُ یَكْرَهُ خِلَافَهٗ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰی قَدَرِ اللّٰهِ- اَرَاَیْتَ لَوْ كَانَتْ لَكَ اِبِلٌ فَهَبَطْتَ وَادِیًا لَهٗ عدوتان اَحَدُهُمَا خَصِیْبَةٌ وَالْاُخْرٰی جَدْبَةٌ اَلَیْسَ اِنْ رَعَیْتَ الْخَصِیْبَةَ رَعَیْتَهَا لِقَدَرِ اللّٰهِ؟ وَاِنْ رَعَیْتَ الْجَدْبَةَ رَعَیْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ؟"

قَالَ جَآءَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ كَانَ مُتَغَیِّبًا فِیْ بَعْضِ حَاجَتِهٖ فَقَالَ : اِنَّ مِنْ عِنْدِیْ عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدِمُوْا عَلَیْهِ، وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهُ فِرَارًا"

قَالَ : فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ انْصَرَفَ (۱)

عبداللہ ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ شام کے دورے کے لیے نکلے۔ جب آپؓ سرغ کے مقام پر پہنچے تو وہاں شام کے گورنر

(۱) صحیح مسلم ۔ کتاب السلام ، باب الطاعون

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ابوعبیدہ بن جراح اور دوسرے اعلیٰ حکام نے آپؓ کا استقبال کیا۔ اور وہاں کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ شام میں طاعون کا مرض پھیلا ہوا ہے۔ (اب مسئلہ پیدا ہوا کہ آگے جانا چاہئے یا واپس پلٹ جائیں) عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مجھے امیر المومنینؓ نے حکم دیا کہ مجاہدین اولین کو بلاؤ۔ جب وہ آئے تو ان سے اس صورت حال پر مشورہ طلب کیا گیا۔ ان کی آراء میں اختلاف تھا۔ کچھ نے کہا کہ آپؓ دینی کام کے لیے نکلے ہیں۔ آپؓ کو واپس نہیں جانا چاہئے جبکہ دوسرے اصحابؓ کہتے تھے، آپؓ کے ساتھ بہت سے اصحابؓ الرسول ہیں، خواہ مخواہ موت کو دعوت دینے کی بجائے آپؓ واپس تشریف لے جائیں۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ انصارؓ کو بلایا جائے۔ انہوں نے بھی مہاجرین کی طرح مختلف تجاویز پیش کیں۔ فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ آپؓ یہاں سے چلے جائیں۔ پھر حکم دیا قریش کے ان سرداروں کو بلایا جائے جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی تھی۔ میں ان کو بلا لایا۔ یہ سب بالاتفاق کہنے لگے کہ آپؓ کو آگے جانے کی بجائے واپس پلٹ جانا چاہئے۔ تب امیر المومنینؓ نے اعلان فرمایا کہ ہم صبح مدینہ واپس جا رہے ہیں، یہ سنتے ہی ابوعبیدہؓ بن جراح آگے بڑھ کر کہنے لگے کہ آپؓ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے کاش یہ بات ابوعبیدہ کے سوا کوئی اور کہتا کیونکہ یہ بات ابوعبیدہؓ کی دانشمندی کے خلاف تھی۔ آپؓ نے جواب دیا کہ ہاں میں اللہ کی تقدیر سے اللہ ہی کی تقدیر کی طرف جا رہا ہوں۔ پھر فرمایا ذرا غور کرو کہ اگر آپؓ اپنے اونٹ کسی وادی میں چرانے کے لیے جائیں جس کا ایک حصہ قحط زدہ ہو اور دوسرا صحیح۔ اگر خراب حصہ میں اپنے اونٹ لے جائیں تو وہ اللہ کی تقدیر کے مطابق ہو گا اور سبزہ زار میں چرائیں گے تو وہ بھی اللہ نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لکھ دیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ جو کسی مصروفیت کی وجہ سے غیر حاضر تھے اچانک تشریف لے آئے اور کہنے لگے۔ ایسی صورت حال کے بارے میں نبی اکرمؐ کا فیصلہ کن ارشاد موجود ہے۔ میں نے نبی محترمؐ سے سنا ہے کہ جب کسی علاقے میں طاعون پھیلا ہوا ہو تو وہاں داخل نہیں ہونا چاہئے اور اگر تم پہلے سے وہاں موجود ہو تو پھر وہاں سے بھاگنا نہیں چاہئے۔ یہ سن کر امیر المومنین نے اللہ کا شکر ادا کیا اور مدینہ واپس تشریف لے گئے۔

فیصلے کا طریقہ کار اور فاذا عزمت کا مفہوم

آدمی جب اپنے ذہن میں ایک بات بٹھا اور جما لیتا ہے تو ہر بات کو اسی زاویہ نگاہ سے دیکھتا اور پرکھتا ہے۔ یہی حالت ان دوستوں کی ہے جو علمی دنیا میں تنہا پرواز کے قائل اور انتہا پسندی کی روش کو اختیار کیے ہوئے ہیں۔ پہلے تو ہر اجتماعی معاملے میں ان کی سرتوڑ کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح سے ثابت کیا جائے کہ اکثریت کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ انہیں اس لفظ سے اس حد تک چڑ ہوتی ہے کہ وہ اہل حق کی اکثریت کو بدنام زمانہ جمہوریت سے مماثل قرار دے کر حقائق کو رد کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں اور یہ کہہ کر جذباتی لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم کوئی کسی کے مقلد ہیں۔ جبکہ قرآن و سنت کے بعد خاص کر تنظیمی اور فلاحی معاملات میں تو اجتماعیت کو قابل لحاظ حیثیت دینا ضروری ہے۔ کیونکہ اجتماعی زندگی کا نظام چلانے کے لیے یہ آخری اصول ہے۔ اس کے بعد تو امت کے متحد رکھنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔ ان کی انتہا پسند طبیعت یہاں تک زور آور ہو چکی ہے کہ وہ یہ کہتے ہوئے بھی ذرا تامل نہیں کرتے کہ امیر کو شوریٰ کا پابند نہیں ہونا چاہئے۔ ان کا فرمان ہے کہ امیر مشورہ کرنے کا تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پابند ہے لیکن مشورہ ماننے سے آزاد ہے۔ وہ صرف لوگوں کی دلجوئی کی خاطر پیش آمدہ مسئلہ میں شوریٰ کی تجاویز سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اس کی ذرہ نوازی ہے ورنہ دنیا کا کوئی اصول امیر کو پابند نہیں کر سکتا۔ پھر ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس طرح تو امیر مامور اور ربڑ کی مہر بن جاتا ہے۔ بقول ان کے قرآن پاک نے فاذا عزمت کے الفاظ استعمال کر کے امیر کو اجتماعی معاملات میں مختار کل بنا دیا ہے۔ کاش یہ حضرات طبیعت کے بے لگام گھوڑے کو قابو میں رکھتے ہوئے اس بات پر غور کرتے کہ ارکان شوریٰ مشورہ دینے کے لیے تشریف لائے ہیں نہ کہ مشورہ لینے کے لیے۔ مشورہ تو صاحب امر کو لینے کا حکم ہو رہا ہے۔ لہٰذا یہاں صیغہ بھی واحد حاضر کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ اگر اراکین شوریٰ کو ایک دوسرے سے مشورہ لینے کے لیے اکٹھا کیا جاتا تو پھر شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ کی بجائے یہ ہونا چاہئے تھا تَشَاوَرُوْا فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتُمْ فَتَوَكَّلُوْا عَلَى اللّٰهِ، يَتَشَاوَرُوْنَ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمُوْا۔ اس لیے صحیح نقطہ نگاہ یہ ہے کہ عزم کا معنی وہ نہیں جو بعض علماء نے سمجھا ہے۔ ایسے ہی آزاد علمی استدلال کی وجہ سے مسلمانوں کے کئی حکمران آمر، ڈکٹیٹر، ظالم اور سفاک ثابت ہوئے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ خدا کے علاوہ ہم سے پوچھنے کا کسی کو اختیار نہیں اور نہ ہی ہم کسی کے پابند ہیں۔ ایسے ہی اسباب تھے کہ وقت کے سب سے بڑے محدث حضرت الامام مالک ؒ بن انس جنہوں نے کئی سال روضۃ من ریاض الجنۃ کے مقدس مقام اور مصلی رسول ؐ پر بیٹھ کر حدیث رسول کا درس دیا تھا۔ جن کے شاگردوں میں یکے بعد دیگرے سات سربراہ مملکت، تمام صوبوں کے قاضی ہی نہیں، چیف جسٹس اور اپنے اپنے دور کے امام ہوئے۔ پھر امام ابو حنیفہ ؒ، امام شافعی ؒ، ابو یوسف ؒ اور بھی علم و فضل کی دنیا کے آفتاب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

و مہتاب ان کی مجلس کے خوشہ چین تھے۔ لیکن جب حضرت امامؒ نے یہ فتویٰ دیا کہ جبراً طلاق نہیں ہوتی تو اس حق گوئی کی پاداش میں حضرت الامامؒ کو گدھے پر بٹھا کر مدینہ کے گلی کوچوں میں پھرایا گیا اور کسی میں ہمت نہ تھی جو وقت کے حکمران کو روک اور ٹوک سکے۔ اگر یہ حکمران دنیا میں کسی اتھارٹی (شوریٰ) کے پابند ہوتے تو امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ۔ حتیٰ کہ امام بخاریؒ اور امام ابن تیمیہؒ کے ساتھ یہ توہین آمیز سلوک نہ ہوتا اور ان پر اتنے وحشیانہ مظالم نہ کیے جاتے۔ یہ سب کچھ اس وقت ہی ہوا جب حکمرانوں کے دلوں سے آخرت کی جوابدہی کا تصور اور دنیا میں جواب طلبی کا خوف اٹھ گیا تھا۔ پھر اس ظلم میں قیامت خیز اضافہ اس لیے بھی ہوا کہ ان کو دین کے نام پر کھلی چھٹی دے دی گئی۔ ان حقائق کے پیش نظر قابل عمل نقطہ نگاہ یہی ہونا چاہئے کہ امیر قرآن و سنت اور واضح شواہد و قرائن اور شوریٰ کی اکثریت کا پابند ہے۔ اس طرز عمل میں نہ صرف ملک و ملت کی بہتری ہے بلکہ امیر کے لئے بھی عافیت کا راستہ پایا جاتا ہے اور قرآن و سنت اور صحابہؓ کا عمل بھی اس بات کی مکمل رہنمائی کر رہا ہے۔ آئیں اب فاذا عزمت کا معنی نبی اکرمؐ کی ذات گرامی اور صحابہ کرامؓ کے طرز حیات سے سمجھنے کی کوشش کریں۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْمِ فَقَالَ مُشَاوَرَةُ اَهْلِ الرَّاْيِ ثُمَّ اتِّبَاعُهُمْ (۱)

"حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرمؐ سے عزم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے عزم کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عزم

---

(۱) ابن کثیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے معنی ہیں کہ اہل رائے سے مشورہ لینا اور پھر اس کا اتباع کرنا۔ حضرت علیؓ ہی سے اس بات کی صراحت موجود ہے کہ انہوں نے نبی محترمؐ سے یہ بھی پوچھ لیا تھا کہ اگر ہمارے سامنے کوئی ایسا معاملہ آجائے جس میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی پوری وضاحت موجود نہ ہو تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنْ نَزَلَ بِنَا اَمْرٌ لَیْسَ فِیْہِ بَیَانُ اَمْرٍ وَ نَہْیٍ فَمَا تَاْمُرُنِیْ؟، قَالَ شَاوِرُوْا فِیْہِ الْفُقَہَاءَ وَالْعَابِدِیْنَ لَوْلَا تَمْضَوْا فِیْہِ رَأْیُ خَاصَتِہٖ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَرِجَالُہٗ مُوْثِقُوْنَ مِنْ اَھْلِ الصَّحِیْحِ (۱)

"حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ہمارے سامنے ایسا معاملہ آجائے کہ امر و نہی کی وضاحت نہ ہو تو آپؐ ہمیں اس معاملے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ اس معاملہ میں دانش ور اور نیک لوگوں سے مشورہ کرو اور اس میں خصوصی و انفرادی رائے نافذ نہ کرو۔ (۲)

ان فرمودات اور اس آیت کی روشنی میں امام ابوبکرؒ جصاص لکھتے ہیں:

وَغَیْرُ جَائِزٍ اَنْ یَّکُوْنَ الْاَمْرُ بِالْمَشَاوَرَۃِ عَلٰی جِھَۃِ تَطِیْبُ نُفُوْسُھُمْ وَرَفْعَ اَقْدَارُھُمْ وَلِتَقْتَدِی الْاُمَّۃُ بِہٖ فِیْ مِثْلِہٖ لِاَنَّہٗ لَوْ کَانَ مَعْلُوْمًا عِنْدَھُمْ اِنَّھُمْ اِذَا اِسْتَفْرَغُوْا مَجْھُوْدَھُمْ فِیْ اِسْتِنْبَاطِ مَاشُوْرٍ وَاِفِیْہٖ وَصَوَابُ الَّذِیْ فِیْمَا سَلُوْا عَنْہُ ثُمَّ لَمْ یَکُنْ ذَالِکَ مَعْمُوْلًا عَلَیْہِ وَلَا مُلْتَقِیْ مِنْہُ

(۱) ابن کثیر۔ تفسیر رازی اور ابن کثیر دیکھیے
(۲) طبرانی فی الاوسط

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بِالْقَبُوْلِ بِوَجْهٍ لَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ تَطِيبُ نُفُوسُهُمْ وَلَا رَفْعٌ لِأَقْدَارِهِمْ بَلْ فِيهِ إِيحَاشُهُمْ وَاِعْلَامُهُمْ بِاَنَّ آرَاءَهُمْ غَيْرُ مَقْبُوْلَةٍ وَلَا مَعْمُوْلَ عَلَيْهَا فَهٰذَا تَاوِيلٌ سَاقِطٌ لَا مَعْنَى لَهُ (۱)

امام ؒ کی بات کا مفہوم یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو مشورہ لینے کا جو حکم دیا جا رہا ہے وہ صرف صحابہ ؓ کی دلجوئی اور عزت افزائی کے لیے نہیں تھا۔ اگر صحابہ کرام ؓ کو یہ معلوم ہوتا کہ کسی خاص معاملے میں مشورہ طلب کیا جا رہا ہے اور وہ مکمل غور و خوض کے ساتھ پیش آمدہ مسئلے میں ٹھیک ٹھیک مشورہ اور رائے کا اظہار کریں گے تو بھی اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح تو ان کی دلجوئی اور عزت افزائی کی صورت نہیں نکلتی بلکہ اس انداز سے تو ان کی حوصلہ شکنی ہو گی۔

نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر مشورہ لیتے ہوئے نہ صرف اپنی رائے مبارکہ کا اظہار فرمایا کہ ہمیں مدینہ میں رہ کر لڑنا چاہیے بلکہ اس کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنا خواب اور اس کی تعبیر بھی بیان فرما دی تھی۔ چونکہ صریح اور واضح حکم نہیں تھا اس لیے مذکورہ بالا مسئلے میں مشاورت فرمائی۔

فَشَاوَرَهُمْ فِي أُحُدٍ فِي اَنْ يَّقْعُدَ فِي الْمَدِيْنَةِ اَوْ يَخْرُجَ اِلَى الْعَدُوِّ فَاَشَارَ جُمْهُوْرُهُمْ بِالْخُرُوجِ اِلَيْهِمْ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ (۲)

"غزوۂ احد کے موقع پر آپ نے لوگوں سے مشورہ لیا۔ مدینہ میں رہ کر دفاع کیا جائے یا باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ لوگوں کی اکثریت نے باہر نکلنے کا مشورہ دیا۔ لہٰذا آپ ﷺ نکلے اور مقام احد پر تشریف لے گئے۔

(۱) احکام القرآن
(۲) پ ۴، ابن کثیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ آپؐ نے اپنا خواب اور اس کی تعبیر بھی بیان کر دی تھی۔

وکان ذکر لھم قبل ان یلبس الاداۃ ان رایت انی فی درع حصینۃ فاولتھا المدینۃ وھذا سند حسن واخرج احمدو الدارمی والنسائی من طریق حماد بن سلمۃ عن ابی الزبیر عن جابر نحوہ وتقدمت الاشارۃ الیہ فی کتاب التعبیر وسندہ صحیح لفظ احمد ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال رائب کانی فی درع حصینۃ ورایت بقرا تنحر فاولت الدرع الحصینۃ المدینۃ (۱)

"آپؐ نے ہتھیار پہننے سے پہلے ہی صحابہؓ کو بتلا دیا تھا کہ میں خواب میں اپنے آپ کو مضبوط زرہ پہنے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ مدینہ میں ٹھہرا جائے۔ اس روایت کی سند اور اس کی تائید مسند احمد، دارمی اور نسائی نے اپنے الفاظ میں کی ہے۔ مسند کے الفاظ یہ ہیں۔ آپ اس خواب میں مضبوط زرہ پہنے اور ایک گائے کو ذبح ہوتے دیکھ رہے ہیں"۔

گو اکثریت کے مشورے پر عمل کرنے سے ایسا مالی جانی نقصان اٹھانا پڑا جس کی مثال کسی دوسرے غزوہ میں نہیں ملتی لیکن اس کے باوجود آپ نے زندگی بھر اشارۃً بھی صحابہؓ کو مطعون نہیں کیا۔ اتنے بھاری نقصان کے باوجود پھر بھی قرآن پاک نے یہی حکم دیا کہ آپؐ کو اپنے ساتھیوں سے مشورہ ضرور کرنا چاہئے۔

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ○ (۲)

---

(۱) پ ۴، آل عمران ۱۵۹

(۲) پ ۴، العمران ۱۵۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"ان کے قصور معاف کر دو۔ ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو' اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو۔ پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کرو' اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسی کے بھروسے پر کام کرتے ہیں"۔

اگر غزوۂ احد کے بعد قرآن کا یہ حکم نازل نہ ہوتا تو آج کل کے کئی دانشور زندگی بھر جمہور اور اکثریت کو کوستے رہتے جب کہ ان حقائق کے ہوتے ہوئے بھی وہ اپنی انا اور ضد پر اڑے ہوئے ہیں اور بدنام زمانہ جمہوریت کے عیوب اور نقائص گنوا کر مسلمانوں میں سے شورائیت کی روح کو نکالنے اور اہل حق کی اکثریت کو ٹھکرانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے۔ ایک طرف تو وہ اہل حق اور دانشوروں کی رائے کو اس لیے مسترد کرتے ہیں کہ اگر شوریٰ کی اکثریت کی بات کو تسلیم کر لیا جائے تو بقول ان کے امیر کھلونا بن جائے گا۔ دوسری طرف اہل حق کی اکثریت' خلفائے راشدین کا طرز حیات اور نبی اکرمؐ کا اسوۂ مبارکہ ان کی نگاہوں میں پوری طرح روشن نہیں ہوتا۔ وہ اس مفروضے کی آڑ میں شوریٰ کو کھلونا اور بازیچہ اطفال بنانے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ ان حضرات کے اس طرز عمل کی وجہ سے اہل علم اور دانش وروں کی غالب اکثریت انہیں چھوڑ جائے تو پھر بھی بزعم خود وہ اپنے آپ کو کسی گروپ کا امیر تصور کیے رکھتے ہیں۔ اپنی مسند کے تحفظ کے لیے جز کو کل اور ایک مسئلے کو پوری شریعت کا جامہ پہنا کر الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے رکھتے ہیں۔

اگر تعصب کی عینک اتار کر اور جذبات کے پردے ہٹا کر نبی اکرمؐ اور خلفائے راشدینؓ کے دور مبارک میں ہونے والی مجالس شوریٰ کے فیصلوں پر غور کیا جائے تو روز روشن کی طرح یہ حقیقت چمکتی ہوئی دکھائی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے لشکر اسامہ ؓ کی روانگی کا فیصلہ کرتے ہوئے اگر اکثریت کی رائے کو مسترد کیا تو اس کے پیچھے نص قطعی یعنی نبی اکرم ؐ کا حکم موجود تھا۔ مانعین زکوۃ کے بارے میں بھی قرآن پاک کی نص قطعی موجود تھی جو حالات کی بحرانی کیفیت کی وجہ سے صحابہ ؓ کے ذہن سے اوجھل ہو چکی تھی۔ جب خلیفہ وقت نے توجہ دلائی تو صحابہ ؓ کے دل و دماغ روشن ہو گئے۔ اس واضح دلیل کو بنیاد بنا کر اکثریت کو درخور اعتنا نہ سمجھا گیا۔ فاروق اعظم ؓ کے دور میں ہونے والے فیصلوں کو دوبارہ پڑھئے۔ عراق کی زمینوں کے مسئلے پر انہوں نے قرآن پاک کی آیات کا حوالہ دیا۔ طاعون کی وجہ سے دورۂ شام کو ملتوی کرنے کے لیے ابن عوف ؓ نے ارشاد نبوی پیش کیا۔ فکری سلامتی اور صراط مستقیم یہی ہے جس کی وجہ سے قرآن و سنت سے ٹھوس ثبوت اور واضح قرائن نہ ہونے کی صورت میں نبی اکرم ؐ خلفائے راشدین اور امت کے تمام علماء اور زعماء اہل حق کی اکثریت کا احترام کرتے آئے ہیں اور کرنا چاہئے۔ کیونکہ امت کو متحد رکھنے کا یہی وہ آخری اصول ہے جس کی نشاندہی نبی اکرم ؐ نے اپنے عمل اور ارشاد کے ذریعے فرمائی۔

وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا (۱)

"تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا"۔

نبی اکرم ؐ نے انہیں ایمان اور اتحاد سے ہمکنار کرتے ہوئے یہ تصور دیا کہ تم ہمیشہ سربلند رہو گے جب تک ایمان کے اسلحہ سے لیس اور اتحاد کی ڈھال استعمال کرتے رہو گے۔

---

(۱) پ ۴، آل عمران ۱۰۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

"دلبرداشتہ نہ ہو جاؤ، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو"۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ○ (۲)

"اللہ کو تو پسند وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں"۔

اتحاد وہ نعمت ہے جو دنیا و مافیہا کی دولت سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ نعمت چھن جائے اور اتحاد کی جگہ اختلاف لے لے تو نبیؐ کی قیادت بھی ایسی جماعت کو کامیابی سے سرفراز نہیں کر سکتی۔ بنی اسرائیل کے واقعات (۳) اور سانحہ غزوۂ احد آپ کے سامنے ہے۔ اس لیے اختلاف امت کسی اعتبار سے بھی مفید نہیں۔ قرآن نے ایسی صورت حال کو اللہ کا عذاب قرار دیا ہے۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ○ (۴)

"آپ کہہ دیں، وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے، یا تمہارے قدموں کے نیچے سے برپا کر دے، یا تمہیں

---

(۱) پ ۴، آل عمران ۱۳۹

(۲) پ ۲۸، الصف ۴

(۳) بنی اسرائیل کا تنظیمی بحران اور باہمی اختلافات۔ پ ۲ البقرہ

(۴) پ ۷، الانعام ۶۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھا دے۔ دیکھو، ہم کس طرح بار بار مختلف طریقوں سے اپنی نشانیاں ان کے سامنے پیش کر رہے ہیں شاید کہ یہ حقیقت کو سمجھ لیں"۔

انہی اختلافات کی وجہ سے مسلمان آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے۔ جن علاقوں پر انہوں نے صدیوں تک اسلام کا پھریرا بلند کیے رکھا تھا وہاں محض باہمی اختلافات کی وجہ سے آگے بڑھنے والے قدم پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے۔ انہیں وجوہات کے سبب ہسپانیہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ اسی وجہ سے بصرہ و بغداد کی لائبریریاں خاکستر ہوئیں جن کی راکھ سے دجلہ کا پانی کالا ہو گیا اور پھر دشمن نے مسلمانوں کا اس طرح قتل عام کیا کہ کئی روز تک دجلہ و فرات کے پانی پر خون مسلم دکھائی دیتا رہا۔ اس لیے پنڈت نہرو نے اپنے دور حکومت میں ایک کمیشن بھیجا تھا کہ وہ ہسپانیہ کے حالات معلوم کر کے رپورٹ پیش کرے کہ مسلمانوں کو وہاں سے کس طرح نکالا گیا تھا۔ کمیشن نے آکر رپورٹ دی کہ مسلمانوں کو ذلیل و خوار کرنے کے لیے صرف اور صرف ایک ہی حربہ ہے کہ ان کی صفوں میں اختلافات پیدا کیے جائیں اور اسی کا نتیجہ تھا کہ مشرقی پاکستان ہم سے جدا ہوا اور ڈھاکہ کی بیٹیاں دلی کے بازاروں میں رسوا کی گئیں۔ اختلاف وہ لعنت ہے جس سے خاندان تباہ، قومیں برباد اور جماعتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی جماعت میں جگہ جگہ اختلافات ہوں اور اس کی ہر مسجد اور ادارے میں لڑائی جھگڑے کی بھرمار ہو تو اس کا مسلک تو اپنی سچائی کی وجہ سے قائم رہے گا مگر وہ جماعت کسی مرتبے اور مقام کی حامل نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ آگ ہے جس میں ایمان اور اخلاقی قدریں بھسم ہو جاتی ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایسی بھیانک صورت حال میں صلح اور اصلاح کے لیے قدم بڑھانے والے کو فریق سمجھ لیا جاتا ہے۔ بعض اوقات یہاں تک اخلاقی پستی دیکھنے میں آتی ہے کہ اگر آپ کسی فریق کے ہاں بیٹھ گئے ہیں، تو دوسرا فریق صرف اس وجہ سے چڑ گیا کہ آپ ان کے ہاں کیوں گئے۔ ایسے لوگوں کے خلاف فیصلہ ہو جائے تو ثالث ماننے کے باوجود اصلاح کی صورت نہیں نکلتی۔ اب نہ قیادت کا احترام اور نہ ہی کسی بڑے کا لحاظ باقی دکھائی دیتا ہے۔ پھر اخلاقی قدریں اس قدر تباہ ہو جاتی ہیں۔ ایک ہی آدمی امیر بھی ہوتا ہے اور ناظم اعلیٰ بھی، گویا کہ اس کی ذات ہی سب کچھ قرار پاتی ہے۔ افسوس بعض دینی جماعتیں آج اسی پستی کا شکار ہیں۔

اختلافات کی بھرمار اور اس کے نقصانات

اسلام اختلاف رائے کا حق دیتا ہے مگر اختلافات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کیونکہ اس طرح مضبوط اور بڑی سے بڑی جماعت کی بھی ساکھ اکھڑ جاتی ہے۔ ساکھ اور وقار ہی تو وہ چیز ہے جس سے فرد ہی نہیں جماعت کا وجود اور اقبال قائم رہتا ہے۔ اگر وقار مٹ جائے اور اقبال ضائع ہو جائے تو ایسا وجود بے مقصد ہو کر رہ جاتا ہے۔ گویا کہ اب زندہ لاش ہے جس کا کچھ فائدہ نہیں۔ اس حقیقت کو جاننے کے لیے پلٹ کر ماضی کے دریچوں میں جھانک کر دیکھئے۔ نبی اکرمؐ کی بعثت سے قبل عربوں میں تمام اوصاف موجود تھے جو ایک زندہ قوم میں ہونے چاہئیں۔ سخاوت اتنی کہ وہ حج کے موقع پر اپنے گھر حجاج کے لیے وقف کر دیتے، زبان دانی پر اس قدر ناز کہ غیر عربی کو اپنے مقابلے میں بے زبان اور گونگا تصور کرتے تھے۔ یادداشت اتنی کہ ہزاروں اشعار اور قصیدے ان کی نوک زبان پر ہوتے۔ حافظے کا یہ حال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ خاندان کا شجرہ نسب ہی نہیں، گھوڑوں کی کئی کئی نسلیں اور پشتیں ان کو یاد رہتیں۔ غیرت تو عربوں کا طرۂ امتیاز تھا۔ اسی بنا پر جب وہ کسی کے مخالف ہو جاتے تو کئی سال تک لڑائی میں اپنا مال و جان جھونکتے چلے جاتے۔ مرنے والا اپنی اولاد کو بدلہ لینے کی وصیت کرتا۔ مائیں دودھ پیتے بچوں کو غیرت کے گیت سنا کر لوریاں دیا کرتیں۔ غرضیکہ ہر اعتبار سے عربوں میں زندہ قوم کی خوبیاں موجود تھیں لیکن ٹھوس نظریہ (ایمان) اور اتحاد و اتفاق نہ ہونے کی وجہ سے تمام اوصاف دب گئے اور عرب پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں اوندھے منہ گرتے چلے گئے۔

اختلافات کیوں رونما ہوتے ہیں؟

غلط فہمی اور بدگمانی

اللہ تعالیٰ نے انسان میں پیدائشی طور پر کچھ کمزوریاں رکھی ہیں۔ ان کمزوریوں میں کم حوصلگی اور جلد بازی سے طبع انسانی میں کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔ ان طبعی کمزوریوں کی وجہ سے آدمی معاملات کو سمجھے بغیر اپنی کم ظرفی یا جلد بازی کی وجہ سے پہلے غلط فہمی اور پھر بدگمانیوں اور بدظنیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ بدگمانی بعض اوقات فی الواقع معاملے میں الجھاؤ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ خاص طور پر ایک آدمی جب از خود اس بات کا تصور کرے کہ فلاں معاملے میں دوسرے سے زیادہ میں حقدار یا سچا ہوں اور اس نے میرا حق چھین لیا ہے، خصوصاً جب ان بدگمانیوں کے پیچھے حسد اور بغض شامل ہو جائے تو پھر یہ بیماری بڑی پیچیدہ صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس لیے اسلامی ضابطہ اخلاق میں اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے کہ آدمی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کو بدظنی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

کیونکہ بلاوجہ یا ثبوت کے بغیر کسی بھائی خصوصاً قیادت کے بارے میں بدگمان رہنا کسی نیک، دانشور اور اعلیٰ ظرف آدمی کا وطیرہ نہیں ہو سکتا۔ اس لحاظ سے بدگمان رہنے والا آدمی ایک طرف گناہ کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوتا ہے اور دوسری طرف جماعتی زندگی بھی اس کے لیے بوجھ بن جاتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسی مذموم حرکات اور جذبات سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَاتَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَاتَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ○ (۱)

"حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول ؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم دوستوں سے بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی بے جا ہوس کرو۔ نہ آپس میں حسد کرو، نہ بغض و کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو بلکہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔

بدظنی کے بھیانک انجام سے بچنے کے لیے قرآن پاک نے اسلامی سوسائٹی کی ذمہ داری لگائی ہے کہ جب ان کے پاس کوئی ایسی افواہ آئے تو اسے آگے پھیلانے کی بجائے اس کی تحقیق و تفتیش کرنی چاہیے۔ اگر کسی آدمی کے پاس اتنی

---

(۱) متفق علیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیاقت، وسائل یا معلومات نہیں ہیں تو پھر اس کا فرض ہے کہ اس بدگمانی کا شکار ہونے کی بجائے اس معاملے کو جماعت کے ذمہ دار لوگوں کے سامنے پیش کرے تاکہ وہ اس معاملے کی تہ تک پہنچ کر کوئی نتیجہ اخذ کر سکیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ○ (۱)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو"۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○ (۲)

"یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن لیتے ہیں اسے لے کر پھیلا دیتے ہیں حالانکہ اگر یہ اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آ جائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔ تم لوگوں پر اللہ کی مہربانی اور رحمت نہ ہو تو معدودے چند کے سوا تم شیطان کے پیچھے لگ گئے ہوتے"۔

اسی لیے نبی اکرمؐ نے ایسے آدمی کو بھی جھوٹوں میں شمار کیا ہے جو بغیر کسی تحقیق اور تصدیق کے ہر سنی سنائی بات کو لوگوں تک پھیلاتا پھرتا ہے۔ گویا کہ وہ

---

(۱) پ ۲۶، الحجرات ۶

(۲) پ ۵، النساء ۸۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جان بوجھ ریا بے سمجھے بوجھے جھوٹ کا مبلغ بنا پھرتا ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ ○ (۱)

"ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے وہ ہر سنی سنائی بات بیان کرتا پھرے"۔

غیبت کی ابتداء

ایک آدمی جب بدگمانی کا شکار ہو جاتا ہے تو پھر اس بدگمانی کو زیادہ دیر تک اپنے دل اور سینے میں چھپائے رکھنا اس کے لیے مشکل بن جاتا ہے۔ بالآخر یہ بدگمانی الفاظ کا روپ دھار کر غیبت کی صورت میں اس کی زبان سے نکلنا شروع ہو جاتی ہے۔ نبی اکرمؐ سے جب پوچھا گیا' اے اللہ کے نبیؐ کیا یہ بات بھی غیبت کے زمرے میں آتی ہے کہ ہم فی الواقع ایک شخص میں عیب دیکھتے ہیں اور اس کی اس کمزوری کا آگے ذکر کرتے ہیں؟ تو رسول کریمؐ فرماتے ہیں یہی تو غیبت ہے۔ اگر متعلقہ شخص میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر بیان کرنے والا غیبت ہی نہیں تہمت اور الزام تراشی بھی کر رہا ہے۔ غیبت ایک ایسا برا روگ ہے جس کے اثرات ختم کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ بے شمار ایسے لوگ ہیں جو غیبت کرنے والے کی غیبت سن کر نہ صرف دوسرے سے بغیر کسی وجہ کے بدظن ہو جاتے ہیں بلکہ وہ خود بھی غیبت کے گھناؤنے اور بدترین فعل کے مرتکب ہو جاتے ہیں جبکہ دوسرے شخص کو اس سارے معاملے کی خبر تک نہیں ہوتی۔ اس لیے نبی اکرمؐ نے غیبت کو بے حیائی اور بدکرداری سے بھی

---

(۱) رواہ مسلم مشکوۃ باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زیادہ بد ترین فعل قرار دیا ہے۔ (۱) اور انہی وجوہ کی بنیاد پر چونکہ اس متعلقہ آدمی کو خبر نہیں ہوتی اس لیے وہ بیچارہ اپنی صفائی بھی پیش نہیں کر سکتا اور یوں ہی لوگوں کی نظروں میں حقیر اور نفرتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس صورت حال کو قرآن پاک نے اس آیت کریمہ میں یوں بیان کیا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَٱتَّقُوا ٱللَّهَ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ۝ (۲)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو بہت گمان کرنے سے بچو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسّس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے۔ دیکھو، تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے"۔

انا ولا غیری

اختلافات کا تیسرا سبب یہ بھی ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اس کو زیر کرنے کی مذموم کوشش میں مصروف ہو جائے۔ ایسے لوگ منصب اور وسائل کے حصول یا ان کے حاصل ہونے کے بعد اللہ کی مخلوق کو اپنا بے دام غلام سمجھتے ہیں۔ جوں جوں ایسے لوگوں کے کردار کے اثرات پھیلتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ جماعت اور معاشرہ میں اخلاقی عدم توازن

---

(۱) الغیبة اشد من الزنی

(۲) پ ۲۶، الحجرات ۱۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حتیٰ کہ اس سے آگے بڑھ کر اختلاف اور دنگا فساد شروع ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے ایسے شخص اور اس کے کردار کو اس انداز سے بیان کیا۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى (۱) "ہرگز نہیں 'انسان سرکشی کرتا ہے"۔

اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (۲) "میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں"۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ (۳) "وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لیے مخصوص کر دیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں۔ اور انجام کی بھلائی متقین ہی کے لیے ہے"۔

عام طور پر ایسے شخص میں دو عادتیں اس کے کردار کا جزو لاینفک بن جاتی ہیں۔ ایک تو وہ شہرت نمود و نمائش اور ناموری کا اس قدر دلدادہ ہوتا ہے کہ جو کام اس نے انجام نہیں دیئے ہوتے اور نہ ہی ان کی تکمیل میں اس کی راہنمائی یا دخل ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اسلامی اخلاق سے اس قدر تہی دامن ہو چکا ہوتا ہے کہ دوسرے نے جو کام محنت و مشقت اور اپنی گرہ کے اخراجات لگا کر کیے ہوتے ہیں ان کو بھی اپنے کھاتے میں ڈال کر لوگوں کو یہ باور کرواتا ہے کہ یہ کارنامہ بھی میری وجہ سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ اخلاق سے عاری اس شخص کے بارے میں قرآن پاک نے جہنم کی وعید کا اعلان کیا ہے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (۴)

---

(۱) پ ۳۰، العلق ۶

(۲) پ ۳۰، النزعت ۲۴

(۳) پ ۲۰، القصص ۸۳

(۴) پ ۴، آل عمران ۱۸۸

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"نہ تو گمان کر ان لوگوں کو جو خوش ہوتے ہیں اپنے کردار سے اور چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں کی تعریف انہیں حاصل ہو جو فی الواقع انہوں نے نہیں کیے ہیں۔ پس نہ گمان کرو کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ حقیقت میں ان کے لیے دردناک سزا تیار ہے"۔

بھیڑیئے سے زیادہ خوفناک شخص

پھر سفلہ مزاج آدمی میں عہدے کی حرص و ہوس اس قدر جڑ پکڑ جاتی ہے جس کی وجہ سے جماعت اور ملک ہی ٹکڑے ٹکڑے کیوں نہ ہو جائے' یہ شخص کسی صورت میں بھی عہدے سے الگ ہونا یا اس کے حصول کی خواہش کو نہیں چھوڑتا۔ رسول محترم ؐ نے ایسے شخص کو خوفناک بھیڑیئے سے زیادہ خطرناک قرار دیا ہے' فرمایا دو بھوکے بھیڑیئے بھی بکریوں کو اس قدر چیر پھاڑ نہیں کر سکتے جتنا یہ شخص جماعت اور قوم کا نقصان کرتا ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهِ ○ (۱)

"کعب بن مالک سے روایت ہے رسول ؐ نے فرمایا کہ وہ دو بھوکے بھیڑیئے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں' ان بکریوں کو اس سے زیادہ تباہ نہیں کر سکتے جتنا مال و شرف پر حرص کرنے والا آدمی دین کو تباہ کرتا ہے۔

---

(۱) ترمذی ' دارمی بحوالہ مشکوۃ کتاب الرقاق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فکری تشدد اور اندازِ خوارج

اللہ اور اس کے رسولؐ نے عبادات اور معاملات میں اعتدال پسندی کو پسند فرمایا ہے۔ خاص کر مسائل کو سمجھنے سمجھانے میں غلو اور عدم توازن کو ہرگز پسند نہیں کیا جس کی امثال قرآن و سنت میں موجود ہیں۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے لوگو جس مسئلے میں اللہ اور اس کا رسولؐ خاموشی اختیار فرمائیں تم بھی اس کو کرید کرید کر اپنے لیے مشکل نہ بنایا کرو۔ اس لیے خواہ مخواہ کے سوالات سے اجتناب کا حکم دیا۔

اس انداز فکر سے ایک طرف تو عملی مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور دوسری طرف بحث و تکرار کی وجہ سے اور باہمی مقابلہ و مجادلہ کے سبب فکر میں تشدد اور غلو پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ دینی حلقوں میں انتشار ہی کا سبب نہیں بنتے بلکہ چند مسائل پر متشددانہ عمل کے سوا باقی مسائل اور عملی دنیا میں نہایت بداخلاق اور بدعمل بھی ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ ہم نے صفحہ [illegible] پر خارجیوں کے کردار کی نشاندہی کی ہے۔ پھر ایسے علماء عام طور پر جذباتی ہوتے ہیں۔ ان کے ذاتی اور جماعتی، رویے اور انداز میں توازن نہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ ان مسائل کو بھی کفر و اسلام کا معرکہ بنا دیتے ہیں جن مسائل میں صحابہؓ یا بعد میں آنے والے جلیل القدر محدثینؒ اور علماء حق کا باہم اختلاف تھا۔ ایسے علماء یا دینی ورکر یہ بھی سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ اگر سلف ان مسائل میں دو رائے رکھتے ہوئے بھی مسلمان تھے تو ہم لوگ کیوں دوسروں کو انتہا پسندی پر اکساتے ہیں۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ○ (۱)

"کہو' اے اہل کتاب' اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کے تخیلات کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سواء السبیل سے بھٹک گئے"۔

عَنْ عَلِيٍّ ـــــ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَايُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَايَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ (۲)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو نو عمر' عقل و دانش کے لحاظ سے عدم پختہ' کتاب و سنت کو پیش کریں گے مگر حقیقتاً نور ایمان سے ایسے خالی کہ وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔

فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ اُمَّتِيْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ اِلٰى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلٰوتُكُمْ اِلٰى صَلٰوتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ اِلٰى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهٗ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ (۳)

---

(۱) پ ۶' المائدہ ۷۷

(۲) صحیح بخاری جلد دوم کتاب استتابة المرتدین باب قتل الخوارج

(۳) صحیح مسلم جلد اول کتاب الزکوٰة باب اعطاء المولفة ـــــ وبیان الخوارج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

حضرت علیؓ نے فرمایا اے لوگو! میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے میری امت سے ایک گروپ نکلے گا جو قرآن پڑھیں گے ایسا کہ تمہارا پڑھنا ان کے آگے کچھ نہ ہو گا اور نہ تمہاری نماز ان کی نماز کے مقابلے میں کچھ ہوگی۔ ایسے ہی تم سے روزہ بھی بہتر رکھیں گے' قرآن کی شاندار قرات کریں گے اور سمجھیں گے کہ اس میں ثواب ملے گا۔ حالانکہ وہ ان کے لیے نقصان (گناہ) کا باعث ہو گا۔

قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ [1] نبی صحابہؓ کو فرمارہے ہیں کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے سامنے کم تر جانو گے (ذرا اندازہ فرمایئے کہ کتنی لمبی یہ نمازیں پڑھیں گے)۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ اِنّیْ رَجُلٌ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرِفَهُ مِنْ حُنَیْنَ وَفِیْ ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْبِضُ مِنْهَا یُعْطِی النَّاسَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِعْدِلْ قَالَ وَیْلَكَ وَمَنْ یَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَكُنْ اَعْدِلُ لَقَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَمْ اَكُنْ اَعْدِلُ [2]

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ مقام میں تھے۔ حنین سے واپس آرہے تھے اور حضرت بلالؓ اپنے دامن میں چاندی ڈالے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے لے کر لوگوں کو دے رہے تھے تو ایک شخص آیا اس نے آتے ہی کہا اے محمدؐ انصاف کرو! آپؐ نے فرمایا اگر میں عدل نہ کروں تو کون کرے گا؟ یقیناً تو نے بڑے خسارے کی بات

---

(۱) صحیح بخاری جلد دوم کتاب استتابة المرتدین باب قتل الخوارج
(۲) صحیح مسلم جلد اول کتاب الزکوۃ باب اعطاء المولفة ——— وبیان الخوارج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہی ہے اگر میں عدل نہ کروں بعد کون انصاف کرے گا۔

حدیث بالا کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ خارجیوں کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ فکر وعمل کے اعتبار سے عادلانہ فیصلہ کو ظلم سے تعبیر کریں گے۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ خارجی لوگوں کو اللہ کی مخلوق میں سے بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ انہوں نے جو آیات کافروں کے متعلق نازل ہوئی تھیں انہیں مومنوں پر چسپاں کر دیا۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْحَرُوْرِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالُوْا لَاحُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيْدَ بِهَا الْبَاطِلُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَ نَاسًا اِنِّيْ لَاَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِيْ هٰؤُلَاءِ يَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ بِاَلْسِنَتِهِمْ لَا يُجَاوِزُ هٰذَا مِنْهُمْ وَاَشَارَ اِلٰى حَلْقِهٖ مِنْ اَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ اِلَيْهِ (۲)

نبیؐ کے غلام حضرت عبیدہ بن ابی رافعؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حروریہ نکلے اور میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھا تو حروریہ نے کہا لاحکم الا اللہ یعنی حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ کلمہ تو حق بول رہے ہیں مگر مراد اس سے باطل لے رہے ہیں۔ نبیؐ نے ایسے لوگوں کا حال بیان کیا تھا ان کی صفات کو میں خوب جانتا ہوں۔ (زبانوں سے) حق کہتے ہیں جو زبانوں سے

---

(۱) صحیح بخاری جلد دوم کتاب استتابة المرتدين باب قتل الخوارج

(۲) صحیح کتاب مسلم، کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المولفة۔ وبیان الخوارج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آگے تجاوز نہیں کرتا اللہ کو مخلوقات کی نسبت زیادہ غصہ انہی پر ہے۔

لَا یَعُوْدُوْنَ فِیْهِ وَهُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَ الْخَلِیْقَةِ (۱)

دین سے ایسے نکل جائیں گے کہ پھر سے اس کی طرف لوٹیں گے بھی نہیں اور یہ کائنات کے بدترین اشخاص ہیں۔

لَا یُرْجِعُوْنَ حَتّٰی یَرْتَدَّ عَلٰی فُوْقِهٖ (۲) یہ اپنے دین کی طرف نہ لوٹیں گے حتیٰ کہ تیر اپنے جاری ہونے والے مقام پر نہ آ جائے جیسے اس کا واپس ہونا محال ہے۔ ایسے ہی یہ لوگ گمراہی پہ اتنے پکے ہو گئے ہیں کہ ان کا اسلام کی طرف پلٹنا ہی محال ہے۔

یَخْرُجُ مِنْهُ اَقْوَامٌ (۳) نبی اکرمؐ فرماتے ہیں کہ ان کی پیداوار اس قدر ہو گی کہ کئی قومیں ان سے وجود میں آئیں گی۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَیَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ اِخْتِلَافٌ وَ فُرْقَةٌ قَوْمٌ یُحْسِنُوْنَ الْقِیْلَ وَیُسِیْئُوْنَ الْفِعْلَ (۴)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا عنقریب میری امت میں تفرقہ و انتشار ہو گا۔ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو باتیں اچھی کریں گے اور عمل برے کریں گے۔

تاریخ ابن کثیر میں ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے مسائل پر بڑی بحث و تکرار کریں گے۔

---

(۱) صحیح کتاب مسلم، کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المولفة۔ وبیان الخوارج

(۲) ابو داؤد، جلد دوم، باب فی قتل الخوارج

(۳) صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المولفة وبیان الخوارج

(۴) ابو داؤد جلد دوم، باب فی قتل الخوارج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اختلافات کم کرنے کا طریقہ

میں نے یہ بات دلائل کی روشنی میں بڑے شد و مد کے ساتھ عرض کی ہے کہ رابطہ جماعتوں کی روح اور باہمی تعلقات کا مسئلہ تسبیح کے محض دھاگے کی طرح ہے۔ جب ہمارے آپس میں رابطے ہوں گے تو چھوٹے چھوٹے اختلافات محض ملاقات کے سبب ختم ہو جائیں گے اور دوریاں قربتوں میں تبدیل ہونا شروع ہو جائیں گی۔ خصوصاً آپ کسی ناراض بھائی سے از خود رابطہ رکھیں گے تو اگر اختلافات ختم نہ ہوں گے تو نسبتاً دب ضرور جائیں گے۔ اس لیے مفسر قرآن شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے سورہ آل عمران کی آخری آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ اختلافات کے باوجود آپس میں رابطہ قائم رکھو۔ دینی جماعتوں کے زعماء کے اندر رابطے کا فقدان ہے، جس کی وجہ سے ایک فرقے کے لوگ دوسرے فرقے کے ساتھ رابطہ نہیں رکھتے اور پھر یہ گروہ چھوٹے چھوٹے مسائل پر دلائل سے کام نہیں لیتے بلکہ اب تو دینی ورکروں کے ہاتھوں میں قلم و قرطاس کی بجائے کلاشنکوف اور راکٹ لانچر دیکھنے میں آرہے ہیں۔ اسی کا سبب ہے کہ سن ۹۴۔۹۵ میں لوگوں نے نماز جمعہ کے خطبے حتیٰ کہ عیدین کی نمازیں بھی کلاشنکوفوں کے سایہ تلے پڑھیں اور پھر یہ بات بھی عام آدمی کو حیرت زدہ کر دیتی ہے کہ ایک ہی مسلک کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ بھی آپس میں سخت کشیدگی کا شکار ہیں۔ میرے نزدیک یہ بھی باہم رابطے کی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ اس بات کی عینی شہادتیں موجود ہیں کہ جونہی علماء اور ورکروں کا آپس میں میل ملاپ شروع ہوا تو اختلافات سمٹ کر اپنی حدود میں آگئے۔ اب اختلافات نے تنازعات کی جو شکل اختیار کر لی ہے اس میں ذہنی اور فکری تربیت نہ ہونے کا غیر معمولی دخل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اگر دینی مدارس اور اجتماعات میں ورلروں کو جماعتی اور اجتماعی زندگی کی اہمیت و افادیت سے آگاہ کیا جاتا تو آج دینی جماعتیں اس افراتفری کا شکار نہ ہوتیں۔ بالخصوص اہل حدیث حضرات کا شیرازہ اس طرح نہ بکھرتا جس طرح آج ہمارے سامنے محشر سے پہلے ہی ان کے اندر محشر بپا ہو چکا ہے۔ اس ساری صورت حال کی بہتری کا ایک ہی راستہ ہے کہ باہم رابطے کو استوار کرنے کے لیے اجتماعی زندگی میں ان کی ذہنی اور فکری تربیت کی جائے۔ انسانی معاشرے میں اختلافات کا رونما ہونا' انوکھی اور اچنبھے کی بات نہیں۔ لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ان اختلافات کو مٹانے کی بجائے بڑھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

اختلافات مٹانے کا شرعی حل

نبی اکرم ؐ اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے دعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ میری امت کو اختلافات سے بچائے رکھنا۔ لیکن باری تعالیٰ کی طرف سے جواب آتا ہے کہ اے میرے محبوب' آپ کی دعا کو ہم قبولیت کے شرف سے نہیں نوازیں گے۔ جب میں نے دعا کی صورت میں کی گئی اس حدیث مبارکہ کو پڑھا تو میرے ذہن کو شدید دھچکا لگا۔ ایک طرف تو خالق کائنات مسلمانوں کو اتحاد اور اتفاق کا حکم دیتے ہیں اور دوسری طرف جب ہمارے آقا نے امت کے اتفاق اور اتحاد کے لیے دعا کی تو اسے کیوں نہ منظوری کا شرف عطا کیا گیا۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں بھی کوئی حکمت خداوندی ہو کیوں کہ مسلمانوں کو متحد اور متفق رکھنے کے لیے جتنے مواقع اور ہدایات عطا کی گئی ہیں شاید ہی دنیا مین کسی قوم اور امت کے حصے میں آئے ہوں۔ اس لیے مسلمانوں کو ہر حال میں اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول ؐ کے احکامات کے سامنے پیش کر دینا چاہئے۔ اور پھر اختلافات کو مٹانے کے لیے بڑا سادہ اور واضح نظام عطا کیا گیا ہے۔ اگر ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ے ہوتے ہوئے بھی مسلمان متحد اور متفق نہ ہوں اور اپنے اختلافات مٹانے کے لیے کوئی جدوجہد نہ کریں تو پھر ان کو ایک پلیٹ فارم پر جبراً اکٹھا رکھنے کا کیا فائدہ ہو سکتا تھا؟ گویا امت کے لیے یہ صورت حال ایک آزمائش کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لیے فرمایا گیا کہ مسلمانو' جب تمہارے اندر اختلافات رونما ہو جائیں تو تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو فریقین کے درمیان صلح اور آشتی کے لیے سرتوڑ جدوجہد کرے اور اگر ایک فریق صلح پر آمادہ نہیں ہوتا تو صلح کرنے والوں کا ساتھ دے کر متحارب گروہ کے خلاف بر سرپیکار ہوا جائے[1] اگر یہ نہیں ہو سکتا تو کم ازکم ان کے اخلاقی اور سیاسی وجود کو ختم کر دیا جائے۔

ان احکامات کے ہوتے ہوئے بھی جب ہر فریق اس بات کا دعوے دار ہو کہ اس نے اپنا مقدمہ اللہ اور اس کے رسول کی عدالت میں پیش کر دیا ہے اور ہر فریق یہ دعویٰ بھی کرے کہ اس کے دلائل دوسرے سے زیادہ اقرب الی الحق ہیں تو ایسی صورت میں اختلافات کو مٹانے اور مسلمانوں کو متحد رکھنے کے لیے صرف اور صرف ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ نصوص صریحہ کی روشنی میں اس کا حل تلاش کیا جائے۔ قرآن و سنت کے حوالے سے امت کے لئے جو لائحہ عمل واضح ہوتا ہے اس کے بنیادی اصول تین ہیں:

۱۔ قرآن و سنت کی موجودگی میں کثرت وقلت اور عقل و فکر کی کوئی حیثیت نہیں۔

۲۔ ٹھوس فکری 'نظری' دلائل اور واضح قرائن کے بعد جمہوریت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

۳۔ دونوں طرف دلائل برابر ہوں تو اجتماعی زندگی میں اہل حق کی اکثریت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا اتباع لازم ہے۔

یہی وہ طرز حیات ہے جس کو نبی اکرم ؐ نے اپنی امت کے لیے پسند فرمایا اور اسی پر صحابہ کرام ؓ گامزن رہے۔ اگر کوئی صحابی ؓ کسی مسئلے میں افہام و تفہیم کے اعتبار سے الگ سوچ اختیار کرتا تو وہ بھی اجتماعی عبادات اور معاملات میں دوسروں سے اپنے آپ کو الگ رکھنا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ یہی تابعین اور محدثین کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اختلافی مسائل جرح و تنقید کرتے ہوئے امت کا اجتماعی نقطہ نظر پوری طرح واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں جمہور کا عقیدہ یہ ہے تاکہ امت کی فکری یکجہتی اور اجتماعیت قائم رہے۔ مزید وضاحت کے لیے صحاح ستہ بالخصوص ترمذی اور بخاری کا مطالعہ کیجئے اور یہی راہ فکر تمام مفسرین نے اختیار کی۔ قرآن پاک کی قدیم اور جامع مستند تفسیر ابن کثیر اس بات پر شہادت حق کا کام دے رہی ہے۔ کیونکہ سلف صالحین سمجھتے تھے کہ جس طرح حق تک پہنچنا اور اس پر عمل پیرا ہونا فرض ہے۔ اسی طرح بلکہ بعض معاملات میں اس سے بڑھ کر امت کا اتحاد قائم رکھنا ناگزیر اور لازم ہے۔ اسی بنا پر قرآن حکیم نے جہاں مسلمانوں کو ہر حال میں اسلام پر قائم رہنے کا حکم دیا ہے وہاں اس بات کا بھی پابند بنایا ہے کہ انفرادی طور پر نیک، موحد اور مسلمان ہونا ہی کافی نہیں بلکہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ بھی شامل رہنا ضروری ہے۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ ابْنِ سَارِيَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعَظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرَى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ○ (۱)

"العرباض ابن ساریہؓ بیان کرتے ہیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور پھر چہرۂ مبارک ہماری طرف کر کے ایک موثر خطاب فرمایا جس سے دل کانپ اٹھے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ایک آدمی اٹھ کر عرض کرنے لگا۔ اللہ کے رسول، آپؐ کا یہ خطاب تو الوداعی خطاب محسوس ہوتا ہے لہٰذا ہمیں ضرور وصیت فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اللہ سے ڈرتے رہنا، اپنے امیر کا حکم سننا اور اس کی تابعداری کرتے رہنا چاہے وہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا۔ ایسے حالات میں میری سنت اور خلفائے راشدین کے طریقے کو اپنے دانتوں سے (یعنی مضبوط ترین طریقے سے) پکڑے رکھنا۔ نئی نئی باتوں سے بچے رہنا کیونکہ دین میں نئی بات گمراہی ہے"۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (۲)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم تابعدار ہو۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ گروہوں میں تقسیم نہ ہو جانا"۔

---

(۱) ابو داؤد کتاب السنة

(۲) پ ۴، العمران ۱۰۲۔ ۱۰۳

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ○ (۱)

"جو شخص رسول کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے طریقے کو چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرے جبکہ اس پر حق واضح ہو چکا ہو تو ہم اس کو اسی طرف جانے دیں گے جدھر وہ چلا جا رہا ہے۔ ایسے شخص کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ جو بد ترین ٹھہرنے کی جگہ ہے"۔

اس اجتماعی زندگی کے لیے تو انبیاء دعا کرتے رہے اور پھر فاتحہ کی صورت میں مومنوں کے لیے ہر رکعت نماز میں اس دعا کو لازم قرار دیا گیا:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○ (۲)

"ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا جو معتوب نہیں ہوئے جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں"۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ○ (۳)

"اے زمین و آسمان کے خالق تو ہی دنیا و آخرت میں میرا مالک ہے۔ میرا خاتمہ اسلام پر کرنا اور آخرت میں نیک لوگوں کا ساتھ نصیب فرمانا"۔

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹-جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 06093

(۱) پ ۵، النساء ۱۱۵
(۲) پ ۱، فاتحہ ۵ تا ۷
(۳) پ ۱۳، یوسف ۱۰۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مُصنّف کے قلم سے

- سیرت ابراہیم علیہ السلام
- فضیلتِ قربانی اور اُسکے مسائل
- برّصغیر میں اہلحدیث کی سیاسی خدمات
- مسلکِ اہلحدیث اور جمہوریّت